# اردو غزل اور کربلا

علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی

# اُردو غزل اور کربلا

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی

https://downloadshiabooks.com/

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں


| | |
|---|---|
| نام کتاب : | اردو غزل اور کربلا |
| تصنیف : | علّامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی |
| سالِ اشاعت : | اوّل ۱۹۸۸ء.....دوم ۲۰۱۰ء |
| تعداد | ایک ہزار |
| کمپوزنگ | ریحان احمد |
| قیمت | ۲۰۰ روپے |
| ناشر | مرکزِ علومِ اسلامیہ |

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون: 0213-4612868

0300-2778856



.... کتاب ملنے کا پتہ ....

## مرکزِ علومِ اسلامیہ

I-4 نعمان ٹیرس، فیز-III، گلشنِ اقبال، بلاک-11

کراچی۔ فون: 0213-4612868

website: www.allamazameerakhtar.com

https://downloadshiabooks.com/

# اِن آنکھوں نے کیا کیا دیکھا........

یہی سنتے آئے تھے کہ شیعہ حضرات بہت مہذّب اور باادب ہوتے ہیں۔ شیعوں نے کبھی اہلِ سنّت پر حملہ نہیں کیا بلکہ کسی بھی عبادت خانے پر کسی فرقے پر کبھی حملہ نہیں کیا، تاریخِ شیعیت کا انوکھا اور پہلا واقعہ ۱۳ر صفر مطابق ۹ر فروری ۲۰۰۹ء شہادتِ حضرت سکینہؑ کے روز جامعہ سبطین گلشنِ اقبال کراچی، کا ہے جس میں شیعہ حضرات نے خود ہی مجلسِ عزا اور امام بارگاہ پر حملہ کر دیا۔

منبر کے دونوں جانب لگے حضرت عباسؑ کے علم توڑ کر نیچے پھینک دیئے۔ منبر پر لاتیں ماریں سوزخوان، سلام خوان، ذاکرِ حسینؑ اور سامعین عزاداروں پر حملہ آور ہوئے اور خواتین عزاداروں کی بے حرمتی کی گئی۔ امام باڑے کے دروازے پر لاتیں ماریں فرشِ عزا کا تقدس پامال کر دیا گیا اِن تمام لوگوں کا تعلق شیعہ دینی مدرسوں سے تھا۔ اِن طلبا کی مدد کے لیئے کچھ شیعہ ادارے بھی شامل ہو گئے۔ شاہ راہِ عام پر ہنگامہ برپا تھا اور راستے کا اہلِ سنت کا مجمع شیعوں پر ہنس رہا تھا۔

سر شرم سے جھک گیا ہے۔ ایک سال ہو گیا اب تک تفتیش کے باوجود اس سانحہ کی وجوہات کا علم نہیں ہو سکا اگر کسی صاحب کو اس کا علم ہو تو ہمیں اطلاع ضرور دیں کہ اس سازش کے پیچھے کس کا ہاتھ ہے اور ایسا کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔

ادارۂ مرکزِ علومِ اسلامیہ حضرت عباسؑ کے معجزے کا منتظر ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اب سنو حالی کے نوحے عمر بھر
ہو چکا ہنگامۂ مدح و غزل
حالی

https://downloadshiabooks.com/

# فہرست


۱۔ کچھ موضوع کے بارے میں ......... سید ضمیر اختر نقوی ۹

۲۔ ایک اچھوتا شاہکار ......... فیاض زیدی ۱۶

۳۔ یہ ایک اچھی کاوش ہے ......... ثناء الحق صدیقی ۱۹

۴۔ موضوع انوکھا اور اندازِ بیاں دلچسپ ہے ......... رئیس امروہوی ۲۱

۵۔ تحقیق کی نئی راہوں کی نشاندہی ......... پدم شری علی جواد زیدی ۲۲

۶۔ روایتی موضوع میں تازگی کا احساس ......... پروفیسر حسن عسکری کاظمی ۲۴

۷۔ ضمیر اختر نقوی کو اشعار کی پرکھ میں قدرت حاصل ہے ..... کلیم رحمانی ۲۸

۸۔ غزل میں واقعاتِ کربلا کی علامتیں ......... نیلما سرور ۳۳

۹۔ ضمیر کا تخلیقی سفر ......... آلِ محمد رزمی ۳۸


سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد


بابِ اوّل: ---------------------------- ۴۳

اردو غزل اور کربلا

بابِ دوم: ---------------------------- ۶۱

واقعاتِ کربلا غزل کے آئینے میں


https://downloadshiabooks.com/

بابِ سوم: ---------------------------------------- ۹۷

فرہنگِ ذکرِ کربلا اور غزل میں مماثلت

بابِ چہارم: ---------------------------------------- ۱۰۷

بلاواسطہ اشعارِ غزل

بابِ پنجم: ---------------------------------------- ۲۱۱

بالواسطہ اشعارِ غزل

بابِ ششم: ---------------------------------------- ۲۳۴

ناسخ کی غزلوں میں مذہبی شاعری

https://downloadshiabooks.com/

# چشمِ دل

رہِ دوست میں یہ بے اختیار اور فکر کی خوش اسلوبی کسی صنفِ سخن میں محدود نہیں جہاں سے چاہے دوست کو آواز دے اور جس وقت چاہے متوجہ ہو جائے۔

ایرانی شاعر ہادیؔ سبزواری نے کہا تھا:-

یعنی ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار
می دار نہفتہ چشمِ دل جانبِ یار

https://downloadshiabooks.com/

اللہ رے تشنگانِ شہادت کا مرتبہ
اے بحرؔ آب خون ہوا ہے فرات میں
بحرؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

# کچھ موضوع کے بارے میں

واقعۂ کربلا دنیا کا وہ عظیم ترین واقعہ ہے جو کائنات کی ہر شے پر اثر انداز ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں کے شعر وادب میں اس واقعہ کا ذکر ملتا ہے، خصوصاً شاعری نے سب سے زیادہ اثر لیا ہے اور سچ پوچھیے تو واقعاتِ کربلا میں اتنے شعری افکار موجود ہیں اور ان سے دل ودماغ پر اتنا اثر پڑتا ہے کہ گویا کربلا کا ہر پہلو ایک سچے شعر کی مانند ہے۔ فوائد حاصل کرنے والے مسلسل اپنی شاعری کو جلا بخشتے رہتے ہیں۔

شاعری میں واقعۂ کربلا کے اثرات دو طرح کے ملتے ہیں، شعوری حیثیت سے اور غیر شعوری حیثیت سے، شعوری فکر کی کارفرمائی مرثیے میں اور غیر شعوری فکر غزل میں ابھر کر سامنے آئی ہے۔ شعوری فکر کی مثال مرثیے سے دیکھیئے۔ صبحِ عاشورا امام حسینؑ کے خیموں کی طرف لشکرِ یزید نے تیر برسانے شروع کیے۔ میر انیس کہتے ہیں:-

بیٹھے تھے جانماز پہ شاہِ فلک سریر ناگہ قریب آکے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مڑ کے سوئے لشکرِ شریر عباسؑ اُٹھے تول کے شمشیرِ بے نظیر
پروانہ تھے سراجِ امامت کے نور پر
روکی سپر حضورِ کرامت ظہور پر

اکبرؑ سے مڑ کے کہنے لگے سرورِ زماں باندھے ہے سرکشی پہ کمر لشکرِ گراں
تم جا کے کہہ دو خیمے میں یہ اے پدر کی جاں بچوں کو لے کے صحن سے ہٹ جائیں بی بیاں
غفلت میں تیر سے کوئی بچہ تلف نہ ہو
ڈر ہے مجھے کہ گردنِ اصغرؑ ہدف نہ ہو

https://downloadshiabooks.com/

فضّہ پکاری ڈیوڑھی سے اے خلق کے امیر
کہتے تھے یہ پسر سے شہؑ آسماں سریر

اصغرؑ کے گاہوارے تک آ کر گرے ہیں تیر
ہے ہے علیؑ کی بیٹیاں کس جا ہوں گوشہ گیر

گرمی میں ساری رات تو گھُٹ گھُٹ کے روئے ہیں
بچے ابھی تو سرد ہوا پا کے سوئے ہیں

گرمی کی فصل اور یہ تب و تاب یہ عطش
باقرؑ کہیں پڑا ہے، سکینہؑ کہیں ہے غش

بچوں کو لے کے یاں سے کہاں جائیں فاقہ کش
رو رو کے سو گئے ہیں صغیرانِ ماہ وش

یہ کس خطا پہ تیر پَیا پے برستے ہیں
ٹھنڈی ہوا کے واسطے بچے ترستے ہیں

میر انیسؔ کے ان اشعار کا عنوان ''تیر اور خیمہ گاہ'' ہے۔ یہ شعوری فکر کی حیثیت سے شعر کہے گئے ہیں، اور اب غزل میں ''تیر اور خیمہ گاہ'' کا عنوان دیکھیے۔ یہاں غیر شعوری طور پر واقعۂ کربلا کی ایک علامت کو پیش کیا گیا ہے۔ غزل کا یہ شعر رئیسؔ امروہوی کا ہے:-

کیسی نجات، مل نہ سکے گی پناہ تک
اب تیر آ رہے ہیں مری خیمہ گاہ تک

واقعۂ کربلا فطرت کی ہر شے میں درد و غم بن کر سرائیت کر گیا ہے اور حیاتِ انسانی کے جذبات سے فکر بن کر ہم آغوش ہو گیا ہے اس لیے دانستہ اور غیر دانستہ دونوں طرح سے اثر پذیری کا عمل جاری ہے، کربلا کی بنیاد خلوص اور نیک نیتی اور ایثار پر ہے اور اس کی سرشت خود اس طرح کی ہے جیسے کسی قدرتی بات یا چیز کی سرشت ہوتی ہے اور ہر سچا اور ہمدرد انسان اس کو اپنا خیال اپنا مقصد، اپنا نظریہ سمجھتا ہے۔ کربلا نے ظالم سے نفرت کرنا سکھا دیا، دنیا میں ہزاروں ظالم گزرے ہیں لیکن دنیا یزید اور ابنِ زیاد سے جتنی

https://downloadshiabooks.com/

نفرت کرتی ہے شاید ہی کسی اور ظالم سے اتنی نفرت کی گئی ہو۔ پروفیسر عبدالقادر لکھتے ہیں:۔

''مسلمانوں کی چھوٹی سے چھوٹی بستی میں چند خاندان ایسے ضرور ملیں گے جو اولادِ حسینؑ ہونے کے مُدّعی ہوں گے۔ ہر گھرانے میں بزرگانِ اہلِ بیتؑ کے ناموں پر نام رکھنا باعثِ سعادت سمجھا جاتا ہے مگر کسی کو یزید اور ابنِ زیاد کہہ دینا سب سے بڑی گالی ہے''۔ (تاریخِ اسلام صفحہ ۶۹۔۷۰)

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابنِ زیاد سے

اور یہ بھی آتش کی غزل کا شعر ہے:۔

خوں ریز جس قدر کہ ہو اس سے عجب نہیں
آتش فراق یارِ پدر ہے یزید کا

شاعری میں مذہبی عناصر دیکھ کر تنقید نگار زورِ قلم اس بات پر صرف کرتے ہیں کہ فلاں شیعہ بادشاہ کے زیرِ اثر شاعری پروان چڑھی، یا ملک کا معاشرہ ہی مذہبی تھا وغیرہ وغیرہ مثلاً لکھنوی شاعری میں غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، قطعہ تمام اصناف میں ذکرِ کربلا کیا گیا ہے۔ ناقدین بہت آسانی سے یہ لکھ دیتے ہیں کہ اودھ میں شیعیت کا زور تھا اس لیے کلام میں یہ مذہبی عناصر نمایاں ہو گئے۔ میں اس بات کو نہیں مانتا، یہ صحیح ہے کہ شاعر اپنے ماحول سے متاثر ہوتا ہے لیکن مذہب کا تعلق شعور و عقل سے ہے، جہاں شعور کی بلندی اور عقل کی جلوہ گری ہوگی وہاں کربلا کا ذکر نہ ہو یہ ناممکن ہے۔

جدید غزل میں واقعاتِ کربلا کی علامتیں جس شدت سے استعمال کی جا رہی ہیں اس کی مثال کسی عہد میں نہیں ملتی۔ پاکستان اور ہندوستان کے کسی گوشے میں اب اودھ جیسا ماحول ہے اور نہ کوئی شیعہ حکمران، بلکہ یہ عقل و شعور کا ارتقاء ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

حقیقت تو یہ ہے کہ جدید غزل گو شاعر نے ادب میں ہمیشہ زندہ رہنے کا راز جان لیا ہے، عہد حاضر کے انسان کے دلی جذبوں، دکھوں اور آرزوؤں کی عکاسی کے لیے جدید شعرا کربلا کے واقعات کا سہارا لے کر غزل کی فصاحت اور فکر کے ارتقائی عمل کو بڑھا رہے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے خلوص اور صداقت کا اظہار کر کے اپنی شاعری کو زندہ رہنے والے ادب میں شامل کرتے جا رہے ہیں۔

عہدِ حاضر کے اس اہم ترین موضوع پر اب تک کچھ نہیں لکھا گیا اس لیے میں نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا ہے۔ چند مضامین اس موضوع پر ضرور لکھے گئے ہیں۔ ۱۹۴۱ء میں اس موضوع پر ممتاز حسین جونپوری نے ''خونِ شہیداں'' کے نام سے ایک مختصر کتاب لکھی تھی، یہ کتاب ان کے چند مختصر مضامین کا مجموعہ تھی۔ کتاب کا موضوع بقول مصنف یہ تھا کہ ''مشرقی ادب پر واقعۂ کربلا نے کیا اثر ڈالا یا بالفاظِ دیگر یہ کہ تخیل نے واقعۂ کربلا سے مدد لے کر غزل اور دیگر اصنافِ نظم میں کس طرح گلکاری کر کے ادب میں ایک نئی شاہراہ پیدا کر دی''۔

ممتاز حسین جونپوری کی کتاب میں اشعار کی تعداد چالیس پچاس سے کسی طرح بھی زائد نہیں تھی۔ میں نے شعرا کے دواوین سے ایک بھرپور انتخاب پیش کیا ہے لیکن ممتاز حسین جونپوری کی کتاب ''خونِ شہیداں'' تلاش کے بعد بھی مجھے نہ مل سکی، اس کتاب کے چند پھٹے ہوئے بوسیدہ اوراق ایک جگہ سے دستیاب ہوئے اُن اوراق سے میں نے استفادہ کیا اور چند اہم چیزیں اپنی کتاب میں درج کر دی ہیں۔

ڈاکٹر اعجاز حسین مرحوم (سابق صدر شعبۂ اردو الٰہ آباد یونیورسٹی) نے بھی عرصہ ہوا ایک مضمون ''واقعۂ کربلا کا اثر اردو ادب و دیگر فنون پر'' تحریر کیا تھا جو مختلف رسائل و جرائد میں مکرر چھپتا رہا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے غزل کے صرف سات اشعار انتخاب

https://downloadshiabooks.com/

کئے تھے۔ مومنؔ، داغؔ، ذوقؔ، ناسخؔ، وزیرؔ، اسیرؔ، رندؔ اور محسنؔ کاکوروی کا ایک ایک شعر تھا۔ بعد میں اس موضوع پر لکھنے والوں نے صرف انھیں سات اشعار کی تکرار کی ہے۔ جس نے بھی اس موضوع پر قلم اُٹھایا اسی مضمون کا چربہ چھاپ دیا، کسی نے موضوع میں اضافہ نہیں کیا، حالانکہ اس موضوع پر ضخیم کتاب لکھی جاسکتی ہے۔

۱۹۶۸ء میں جب راقم الحروف میر انیسؔ پر تحقیقی کام کر رہا تھا۔ اس وقت میر انیسؔ پر بے شمار تحقیقی مضامین لکھے تھے۔ ان میں دو کا عنوان ''میر انیسؔ کی غزل گوئی'' اور ''انیسؔ کے مرثیے میں غزل'' تھا۔ اسی وقت مجھے یہ خیال آیا تھا کہ ایک مقالہ ''اردو غزل اور کربلا'' کے عنوان سے بھی لکھا جائے بعد میں یہ سوچ کر مختصر سی کتاب ہو کر رہ جائے گی اس لیے موضوع کو میں نے وسیع کر دیا۔ ''اردو ادب پر واقعۂ کربلا کے اثرات'' کے عنوان سے ایک مستقل کتاب کا آغاز کیا۔ ظاہر ہے اس کتاب کا اہم باب ''غزل اور کربلا'' قرار پایا، عرصے سے مسودہ غیر مطبوعہ حالت میں پڑا ہوا تھا۔ ۱۹۸۴ء میں چودہ سو سالہ جشنِ ولادت حضرت امام حسین علیہ السلام منایا گیا۔ اس سلسلے میں ایک علمی اور ادبی مذاکرے کا اہتمام کیا گیا اور میرے لیے تقریر کا موضوع ''واقعاتِ کربلا غزل کے آئینے میں'' تجویز ہوا۔ اس مذاکرے میں ملک و بیرون ملک کے ممتاز شاعروں، ادیبوں اور دانشوروں نے شرکت کی تھی۔ سب سے آخر میں میری تقریر تھی، اسی تقریر کو جب میں نے سپردِ قلم کیا تو اپنے قلمی مسودہ سے استفادہ کرتے ہوئے تقریر کو ایک کتاب کی شکل دے دی، یہ کتاب اب آپ کے ہاتھ میں ہے، اس کتاب کو مرکزِ علومِ اسلامیہ نے شائع کیا ہے۔

میں نے کوشش کی ہے کہ غزل کے تمام اشعار پڑھنے والوں کی سمجھ میں آجائیں اس لیے ہر شعر پر ایک عنوان قائم کر دیا گیا ہے، یہ عنوانات میری ذہنی جدّت ہیں،

https://downloadshiabooks.com/

ہوسکتا ہے کسی کو اتفاق نہ ہو لیکن ان عنوانات سے معترض بھی بغیر متاثر ہوئے نہیں رہ سکتا۔ اس موضوع پر یہ پہلی کوشش ہے۔ لکھنے والے اضافہ کرتے رہیں گے۔

مذاکرے میں جو تقریر میں نے کی تھی اس کے آخر میں یہ بھی کہا تھا کہ جس طرح غزل کربلا سے متاثر ہوئی ہے اسی طرح اردو مرثیہ بھی غزل سے متاثر ہوا ہے، اس کی چند مثالیں میں نے میر انیسؔ کے مرثیوں میں پیش کی تھیں۔ میر انیسؔ کے مرثیوں میں بے شمار بند اور اشعار خالص غزل کا پرتو لئے ہوئے ہیں۔ ایک مرثیے میں میر انیسؔ نے امام حسینؑ کی آنکھوں کی تعریف کرتے ہوئے، آنکھ کی ترپن (۵۳) صفات بیان کی ہیں، اب دیکھئے آنکھوں پر اس سے خوبصورت غزل کون کہہ سکتا ہے:-

آنکھوں کو کہئے عین تو عینِ خطا ہے یہ — پردے نہ کیوں ہوں سات کہ نورِ خدا ہے یہ
سب کو ہے چشم داشت کہ عینِ عطا ہے یہ — بیمار خود پہ سب کے مرض کی دوا ہے یہ
سرخوش ہے جام ان کی جو الفت کا پی گیا
دیکھا نگاہِ لطف سے جس کو وہ جی گیا

احسان بھی حیا بھی مروّت بھی قہر بھی — خود موت بھی حیات بھی امرت بھی زہر بھی
بینا بھی نکتہ سنج بھی دانائے دہر بھی — تسنیم بھی بہشت بھی کوثر کی نہر بھی
سر شرم سے جھکائے ہے نرگس ریاض میں
جنت سواد میں یدِ بیضا بیاض میں

آہو شکار و تیر و کماں دار و شیر گیر — ہشیار و خوش نگاہ، سخن سنج و دل پذیر
خوں ریز و جاں فریب و دلآویز و بے نظیر — قبضے میں ابرؤوں کی کمانیں مژہ کے تیر
جس سادہ دل کو ان کی سیاہی کی یاد ہو
ناخواندہ بھی اگر ہو تو روشن سواد ہو

https://downloadshiabooks.com/

ذرّہ نواز و زہد نما صاحب امتیاز　　طنّاز و شرمگین و گراں خواب و سرفراز
حق بین و پاکباز و خدا بین و بے نیاز　　بیدار و داغ دیدہ و خونبار و غم طراز

گرد اس کے پھر یہ کعبۂ ایماں کا طوف ہے
بس اے انیسؔ بس نظرِ بد کا خوف ہے

کتاب کو تیار ہوئے تین برس گزر گئے، کتابت المارى کی زینت بنی رہی، میری مصروفیات اور قوم کی بے حسی و بدذوقی نے ہماری تمام کتابوں کو الماری کی زینت بنا دیا ہے۔ اس سال بڑی کوششوں کے بعد تین چار کتابیں ایک ساتھ شائع ہو رہی ہیں۔ اور انشاء اللہ یہ سلسلہ اب موقوف نہیں ہوگا۔

سیّد ضمیر اختر نقوی

https://downloadshiabooks.com/

فیاض زیدی:

# ایک اچھوتا شاہکار

اردو ادب نے لاتعداد دانش ور، سخن فہم، ادیب، شعرا، نقاد، اور تحقیق کی نگاہ رکھنے والے افراد کو جنم دیا۔ کسی کے ذہن میں یہ فکر، یہ سوچ، یہ تجسس نہ پیدا ہو سکا کہ ذہن کو اِس جانب مبذول کرتا کہ غزل جو سمجھی جاتی ہے، لکھی جاتی ہے یا کہی جاتی ہے وہ اس تعریف سے ماورٰی ہے جو عوام و خواص کے اذہان پر مسلّط ہے کہ غزل نسوانی حُسن کی تعریف و توصیف میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے کا نام ہے۔ جب سے غزل نے اردو ادب میں خود کو متعارف کرایا، یہی تعریف حرفِ آخر بنی رہی۔

محققِ دوراں، انیسِ خطابت علامہ ڈاکٹر سید ضمیر اختر نقوی صاحب ہمہ پہلو یونیک (unique) ہیں۔ تحریر ہو یا تقریر موضوع انوکھا، مواد نرالا، اندازِ گفتگو منفرد، ایک لمحے کے لیے مجھ جیسا انسان دم بخود رہ جاتا ہے کہ یہ خیال آیا کیسے؟ یہ پروازِ فکر پہنچی کیسے؟ مگر پھر وہی کہ:-

"یہ اُس کی دَین ہے جسے پروردگار دے"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ علامہ ضمیر اختر صاحب نے غزل کو تحقیقی عمل دے کر اُسے وہ بلند مقام عطا کر دیا جو اُس کا حق تھا یا یوں کہوں کہ جملہ سخنورانِ اردو کے ذمہ جو ایک قرض تھا وہ موصوف نے ادا کر دیا۔ کربلا نے ادب کے کس گوشے پر احسان نہیں کیا تو غزل کیسے محروم رہ جاتی یہ دوسری بات ہے کہ اِس چیز کو صرف نگاہِ فکرِ ضمیر اختر نے محسوس کیا اور خوب خوب محسوس کیا۔ ذرا والہانہ لگن تو ملاحظہ کیجئے کہ اردو کا کونسا شاعر آپ کی

https://downloadshiabooks.com/

نگاہوں سے بچا جس کی غزل کا شعر بہ تعلقِ کربلا آپ نے اِس مختصر سی کتاب میں نقل نہیں کیا۔ یہ کوئی آج کی بات نہیں اِس کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۸۸ء میں چھپ چکا ہے۔ اُس وقت کی نسل جوان ہوگئی۔ اب پھر ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک نئی شان سے اردو ادب پر احسانِ مکرّر کیا جائے اور اگر پڑھنے والے بھول گئے ہوں تو ''ارے! ہاں ہاں یہ ہم نے پڑھی تھی جب پہلی بار چھپی تھی'' یاد آجائے۔

کتاب کا ٹائیٹل جناب اقتدار صاحب نے بنایا تھا۔ اُس زمانے میں گرافکس کا دور دورہ نہیں تھا۔ صرف ٹائیٹل دیکھتے رہ جایئے۔ جانے کتنے پیغام ہیں جو غزل کے تعارف میں کربلا کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے صرف سرورق سے آشکار ہو رہے ہیں۔ سرورق غزل سے متعلق بذاتِ خود ایک عنوان ہے۔ دراصل میں یہ کہنے کی کوشش کررہا ہوں کہ جناب ضمیر اختر صاحب جب کوئی شاہکار تخلیق کرتے ہیں تو اُس کی نوک پلک اِس خوبصورتی سے سنوارتے ہیں کہ آنکھیں کھنچی رہیں دل متوجہ رہے، ذہن سوچتا رہے، عقل اپنی جگہ حیران رہے۔

یہ کتاب نہ صرف شاعری سے دلچسپی رکھنے والے حضرات کے لیے بلکہ عام ادبی ذوق کے حامل افراد کے لیے ایک تحفۂ نایاب ہے۔ دیکھئے کیسا انقلاب! اب جو بھی غزل لکھے گا وہ کربلا سے رجوع ضرور کرے گا کہ غزل اب ایک عام نہیں بلکہ خاص اور مقدس ادب کی صنف کا نام ہے۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو معلومات کا خزانہ لئے ہوئے یہ کتاب ہر لحاظ سے اِس قابل ہے کہ علم دوست اور ادب شناس افراد کے مجموعۂ کتب میں ضرور شامل ہو۔ شاعر حضرات کے لیے تو اِس کتاب میں اتنا کچھ ہے کہ خود مجھے بھی اندازہ نہیں ہے۔ آخر میں یہی کہوں گا کہ اقلیمِ شعر وسخن کے بے تاج شہنشاہ حضرت میر ببر علی انیسؔ اعلیٰ اللہ مقامہ نے بھی اپنی ابتدا غزل سے کی تھی پھر یہی غزل

https://downloadshiabooks.com/

مرثیے میں اور سلام میں ڈھل گئی اور انیسؔ امر ہو گئے۔

علامہ ڈاکٹر سیّد ضمیر اختر نقوی صاحب کے متعلق میں کیا، میری بساط کیا، صرف یہی عرض کر سکتا ہوں۔

وہ جو علیؑ کے در کے فقیر ہوتے ہیں
وہ آدمی بڑے بے نظیر ہوتے ہیں
تقریر میں، تحریر میں، تفسیر میں جو موتی لٹائیں
وہ صرف اور صرف ڈاکٹر ضمیرؔ ہوتے ہیں

https://downloadshiabooks.com/

ثناء الحق صدیقی
ایم۔اے (علیگ)

# یہ ایک اچھی کاوش ہے

## اُردو غزل اور کربلا

واقعاتِ کربلا جس طرح بیان کیے جاتے ہیں اس کے مطابق یہ واقعہ ہائلہ دنیا کا ایک انتہائی غم انگیز سانحہ بن گیا ہے۔ اُردو میں شروع سے واقعاتِ کربلا اور غمِ حسینؑ پر مسلسل نظمیں اور متفرق اشعار لکھے جاتے رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اس موضوع پر اُردو شاعری میں بہت بڑا ذخیرہ جمع ہوگیا ہے بعض اصناف ایسی ہیں جو اِس موضوع کے لیئے مخصوص تو نہیں ہیں لیکن بعض شعرا نے وقتاً فوقتاً اس موضوع سے متعلق بھی اظہارِ خیال کیا ہے۔ اُردو کی ان اصناف شاعری میں غزل کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اُردو زبان میں غزل ایک ایسی صنف ہے جس میں بڑی وسعت و جامعیت ہے اور جو ہر قسم کے مضمون اور ہر طرح کے خیالات کو اپنے دامن میں جگہ دے سکتی ہے۔ اس لئے غزل گو شعرا نے واقعات کربلا اور غمِ حسینؑ کو بھی اپنی غزلوں کے بعض اشعار کا موضوع بنایا، کہیں بلا واسطہ طور پر کہیں بالواسطہ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ اُردو غزل کے سرمایہ کا بہت بڑا حصہ اسی موضوع سے متعلق ہے۔ کتاب زیرِ تبصرہ کے مولف و مرتب سیّد ضمیر اختر نقوی نے اس موضوع کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے اس طرف خصوصی توجہ دی اور نہایت اہتمام سے وہ تمام مواد جو اُنہیں اُردو غزلوں میں ملا جمع کر کے یہ کتاب مرتب کر دی ہے۔

پوری کتاب چھ ابواب میں بٹی ہوئی ہے۔ باب اوّل میں اُردو غزل اور کربلا، باب

https://downloadshiabooks.com/

دوم میں واقعات کربلا غزل کے آئینہ میں، باب سوم میں فرہنگ ذکر کربلا اور غزل میں مماثلت، باب چہارم میں بلاواسطہ اشعارِ غزل، باب پنجم میں بالواسطہ اشعار غزل اور باب ششم میں بیاد چہاردہ صد سالہ ولادت حضرت امام حسینؑ کو عنوان بنا کر اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ لیکن غالباً سہواً ''بلاواسطہ اشعار غزل'' کے تحت تو وہ اشعار دے دیئے ہیں جن میں براہِ راست واقعہ کربلا کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مضمون کی مناسبت کے اعتبار سے غزل کے اشعار کو کربلا کے واقعات پر منطبق کر دیا گیا ہے۔ مثلاً ''قاصد کا قتل'' عنوان دے کر میرؔ کا یہ شعر اُس پر چسپاں کیا گیا ہے۔

نامے کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل
کیا یہ لکھا تھا میرؔ مری سرنوشت میں

اس کے برخلاف ''بالواسطہ اشعارِ غزل'' کے عنوان کے تحت ایسے اشعار دیئے ہیں جن میں واضح طور پر کربلا یا حسینؑ کا ذکر ہے مثلاً۔

کربلا کی خاک:۔

دعائے آتشِ خستہ یہی ہے روزِ محشر کو
یہ مشت خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

غمِ حسینؑ:

آتش غمِ حسینؑ پر رو ، ہنس رہا ہے کیا
سطریں کی سطریں نامۂ عصیاں سے دُور ہوں

ممکن ہے ناچیز تبصرہ نگار غلطی پر ہوتا ہم اس کا خیال ہے کہ معاملہ برعکس ہونا چاہیئے تھا۔ مجموعی طور پر یہ ایک اچھی کاوش ہے اور مولف موصوف اپنی اِس سعیٔ بلیغ کے لیئے لائقِ ستائش ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

رئیس امروہوی:

# "موضوع انوکھا اور اندازِ بیاں دلچسپ ہے"

﴿اُردو غزل اور کربلا﴾

کربلا کی شہادتِ عظمیٰ کے اثرات تاریخ کے ہر دور میں صاف صاف نظر آتے ہیں پچھلے چودہ سو برس میں عالمِ اسلام کی نہ جانے کتنی انقلابی تحریکوں کے عقب میں سانحۂ کربلا کا پیدا کردہ جذبہ اور جوشِ عمل کارفرما رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ فنونِ لطیفہ کے ہر شعبے پر کربلا کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ شعروادب ہی کو لیجیے۔ عربی، فارسی، ترکی، اردو، سندھی، پنجابی، کشمیری، بروہی، بلوچی، پشتو، غرض ہر زبان میں کربلائی ادبیات اور عزائی تخلیقات کی نثر و نظم میں کثیر تعداد موجود ہے اور ان میں برابر اضافہ ہی ہوتا چلا جارہا ہے۔ حال میں اس موضوع پر دلچسپ اور عقیدت و قابلیت سے مرتب کی ہوئی چند کتابیں نظر سے گزریں۔ برادرِ عزیز جناب سیّد ضمیر اختر نقوی نے کہ ماشاءاللہ! محقق بھی ہیں، مصنف بھی اور مقرر بھی (اور ان کی شخصیت کی یہ تینوں جہات قابلِ قدر ہیں) کربلا کے سلسلے میں ایک نئے موضوع کو تلاش و تحقیق کا نقطۂ توجہ بنایا ہے۔ یعنی "اردو غزل اور کربلا"۔ یہ گراں مایہ کتاب چھ ابواب پر مشتمل ہے۔ "اردو غزل اور کربلا"، واقعاتِ کربلا غزل کے استعارات میں فرہنگِ ذکرِ کربلا اور غزل میں مماثلات، بلاواسطہ اشعارِ غزل۔ جواں فکر مصنف نے صدہا شعرا کے اشعار بطورِ حوالہ پیش کیے ہیں، موضوع بھی انوکھا اور اندازِ بیاں بھی دلچسپ ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

پدم شری پروفیسر علی جواد زیدی:

# "تحقیق کی نئی راہوں کی نشاندہی"

﴿اُردو غزل اور کربلا﴾

سیّد ضمیر اختر نقوی صاحب نے رثائی ادب کی تنقید و تحقیق میں اپنے لیے ایک خاص جگہ بنالی ہے اور پاکستان میں کئی کتابیں ژرف نگاہی اور تلاش و جستجو سے شائع کی ہیں۔ "اردو غزل اور کربلا" ان کا تازہ ترین کارنامہ ہے۔

واقعۂ کربلا تاریخِ انسانیت کا وہ درد انگیز حادثہ ہے جس کی کسک صدیوں سے محسوس کی جاتی رہی ہے۔ یزیدیت نے اپنے دامن سے اس داغ کو دھونے کی بہت کوشش کی، لیکن جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا، نقوشِ شہادت اور ابھرتے گئے۔ یہ واقعہ صرف غم و الم کا پیغام نہیں تھا بلکہ خیر و شر کا معرکہ تھا، مردانگی، شجاعت، قربانی، ہمت، محبت، عقیدت اور اعلیٰ اصول سے وابستگی کا ایک پیغام بھی تھا۔ واقعات کے یہ دونوں پہلو اردو میں بڑی شان اور آب داری کے ساتھ ابھرے ہیں اور ہر دور میں، ہر صنفِ سخن میں ان کے اثرات دیکھے جاسکتے ہیں، لیکن سب سے زیادہ غزل نے واقعاتِ کربلا سے متعلق استعارات، تلمیحات اور علائم کو اپنایا اور اسے عہد بہ عہد نئے اندازِ نگاہ اور نئی طرزِ ادا سے چمکایا ہے۔ یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔ اس موضوع کو سب سے پہلے شیخ ممتاز حسین جون پوری نے اپنی کتاب "خونِ شہیداں" کے لیے چنا۔ "اردو غزل اور کربلا"

https://downloadshiabooks.com/

اسی کی توسیع ہے اور اگلا قدم ہے۔ اس عرصے میں گوپی چند نارنگ نے واقعاتِ کربلا کے علائم پر ایک مختصر کتاب پیش کی ہے، یہ تمام کوششیں صحیح سمت میں پیشرفت کی حیثیت رکھتی ہیں، لیکن موضوع بہت وسیع ہے اور مختصر کتابوں میں اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسے باقاعدہ تحقیق کا موضوع بنا کر اور جم کر کام کیا جائے۔ ایک طرف یہ دیکھنا ہوگا کہ غزل کے علائم کو رثائی ادب، مرثیہ وسلام ورباعی میں کس طرح لیا گیا ہے اور دوسری طرف یہ کہ کربلا کے مسلمہ علائم کو کس طرح غزل گویوں نے اپنایا ہے اور اس صنف میں کس طرح صرف کر کے عصری حسیات کا جزو بنایا ہے۔

ضمیر اختر نقوی صاحب نے شروع میں اس موضوع پر ایک تفصیلی مقالہ تحریر کیا تھا اور پھر بعد میں ضروری اضافے کر کے اسے موجودہ کتاب کی شکل میں پیش کیا ہے، میرؔ سے لے کر موجودہ دور کے شعرا تک کے کلام سے مثالیں دی ہیں۔ لیکن میرؔ ہی کیوں، اس داستان کو شعرائے دکن سے کیوں نہ شروع کیا جائے، یقیناً بہت سی اور مثالیں ملیں گی۔ پھر جدید شعرا نے جن نئی علامتوں سے کام لیا ہے ان میں تنہائی، صحرا، پیاس وغیرہ نمایاں ہیں، ضمیر اختر نقوی کی نظر ان پر بھی ہے۔ غرض انھوں نے میرؔ سے لے کر احمد فرازؔ تک کے یہاں مثالیں ڈھونڈی ہیں۔ اس میں افتخار عارف کا ذکر نہ ہونا تعجب خیز ہے، کیونکہ انھوں نے بطورِ خاص ان علائم سے کام لیا ہے۔ ایسی تصنیف سے جامعیت کا تقاضا غلط ہوگا۔ ضمیر اختر نقوی کی یہ پیشکش ان معنوں میں شگفت آور ہے کہ انھوں نے اس موضوع پر تحقیق کی نئی راہوں کی نشان دہی کی ہے۔ کتابت وطباعت بھی اچھی ہے۔ (سہ ماہی ''العلم''، بمبئی، اپریل، ۱۹۹۳ء)

❁❁❁❁

https://downloadshiabooks.com/

پروفیسر حسن عسکری کاظمی:

# "روایتی موضوع میں تازگی کا احساس"

﴿اُردو غزل اور کربلا﴾

''اردو غزل اور کربلا'' ایک مختصر اور وقیع تنقیدی مطالعہ ہونے کے علاوہ نئی گفتگو کا در کھولنے کی ایسی تخلیقی کاوش ہے جس کے بارے میں وثوق سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ضمیر اختر نقوی اس کتاب کے حوالے سے اردو غزل کے تنقیدی سرمائے میں جہاں کچھ نہ کچھ اضافہ کرنے میں ایک حد تک کامیاب ہوئے ہیں، وہاں اردو غزل اور کربلا جیسے موضوع کو متعارف کرانے میں مستقبل کے امکانی تحقیق و تخلیق کا نقطۂ آغاز بھی ثابت ہوئے ہیں۔ ان کا یہ کہنا بجا ہے کہ شاعری میں واقعۂ کربلا کے اثرات دو طرح کے ملتے ہیں۔ شعوری حیثیت سے اور غیر شعوری حیثیت سے۔ شعوری فکر کی کارفرمائی مرثیے میں اور غیر شعوری فکر غزل میں اُبھر کر سامنے آئی ہے۔ اردو غزل کے معیار اور اس صنفِ شاعری کا ارتقائی صورت کے متعلق کچھ کہنا مناسب نہیں کہ اس پر بہت کچھ کہا اور لکھا جا چکا ہے۔ غزل کو وحشی صنفِ سخن کہنا، غزل کے مزاج سے عدم آگہی اور انگریزی ادب و شاعری سے مرعوبیت کا ثبوت فراہم کرتا ہے، البتہ غزل میں سطحی اور مبتذل مضامین شامل کرنے اور مختلف صنعتوں کے اظہار میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا زمانہ غزل کی ارتقائی تاریخ کا ایک بڑا حصہ ہے۔ اسی طرح جدید غزل میں تجریدی اندازِ اظہار کا جنون بھی ناقابلِ رشک کاوشوں سے عبارت ہے، مگر مجموعی

https://downloadshiabooks.com/

طور پر اُردو غزل میر اور سودا سے غالب و اقبال اور عہدِ موجودہ میں ناصر کاظمی سے منیر نیازی تک ایک ایسی خوب صورت و جان دار اور قابلِ فکر تعریف رکھتی ہے کہ دوسری کسی زبان میں بہت کچھ ہونے کے باوجود ایسا نگار خانہ دکھائی نہیں دیتا۔ غزل میں ایک طرف دجلہ اور فرات کی سی آب و تاب ہے اور دوسری طرف پیاس کے صحرا میں خیمۂ دل کی طنابیں سلگتی دکھائی دیتی ہیں۔

ضمیر اختر نقوی نے ''اردو غزل اور کربلا'' میں ایسے تلازموں اور استعاروں کا کھوج لگایا ہے جنھیں غزل میں برتنے کی شعوری یا غیر شعوری کوشش کی گئی ہے۔ کلاسیکل شعرا سے لے کر زندہ غزل گو شعرا تک مختلف دواوین کا مطالعہ کرتے ہوئے جو کچھ ہاتھ لگا، اسے ایک خاص ترتیب سے اپنے دعوے کے ثبوت میں یک جا کرنے کا عمل محنت طلب ضرور ہے مگر ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ ان کی یہ مختصر کتاب قاری کی نظر سے اس طرح گزر جاتی ہے جیسے کسی چیز کی کمی سی رہ گئی ہے۔ دوسرے بعض ایسے اشعار بھی شاملِ کتاب کر لیے گئے جو موضوع کی مناسبت کے اعتبار سے کم کسی مخصوص لفظ کے باعث انھیں پسند آ گئے ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب میں یہ التزام بھی ہماری توجہ کا باعث بنتا ہے کہ واقعۂ کربلا کے ظہور پذیر ہونے سے قبل سفیرِ امامؑ عالی مقام، حضرتِ مسلمؑ بن عقیل کی غریب الوطنی، ان کی شہادت، لاش کی تشہیر جیسے دل خراش پسِ منظر کی جستجو غزل میں اس طرح کی گئی ہے کہ روایتی موضوع میں تازگی کا احساس اُبھرتا ہے اور وہی شعر جسے ہم سرسری طور پر دیکھتے ہوئے گزر جاتے ہیں، اسے دوبارہ پڑھتے ہوئے ہماری ذہنی کیفیت میں وہ تبدیلی پیدا ہوتی ہے کہ ہم نئے معانی پر سر دھننے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور قاصد یا نامہ بر ایک نئی شکل و صورت میں ہماری تمام تر ہمدردیاں حاصل کر لیتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

نامے کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل

کیا یہ لکھا تھا، میر مری سرنوشت میں

ضمیر اختر نقوی کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے غزل کے اشعار کو عنوان کے تحت رکھ کر اپنا مقصود حاصل کرنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہم ان کے نقطۂ نظر سے مکمل طور پر اتفاق نہ کرسکیں اور اس کوشش کو ان کی ذہنی اپچ قرار دے کر پہلے سے طے شدہ معانی پر اکتفا کریں، لیکن اتنا ضرور ہے کہ وہ غزل میں کربلا سے استفادہ کرنے والے شعرا کی شعوری یا غیر شعوری کاوش کا برملا اظہار نہ کرنے والوں کو ہم نوا بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسی کتاب کی پذیرائی کم ہوتی ہے جس میں مخصوص عقیدے کی چھاپ گہری ہو، مگر یہ کتاب ایک ادبی حوالہ بھی ہے اور زبان و بیان کے اعتبار سے موجودہ اسلوب کے تقاضوں پر پوری اُترتی ہے۔ یوں بھی غزل دردمندی، سوز و گداز اور کربِ مسلسل کے علاوہ جان کاہی کے تجربوں کا ایسا بلیغ اور مکمل اظہار ہے کہ ہم جو کچھ محسوس کرتے ہیں اسے زبان مل جاتی ہے۔ غزل سے بہتر انسانی جذبوں کے اظہار کے لیے کوئی اور وسیلہ دکھائی نہیں دیتا، یہی وجہ ہے کہ تحریر اور تقریر میں جب غزل کا شعر بے ساختہ آجائے تو سب کچھ بھول جانے کے باوصف شعر یاد رہ جاتا ہے۔

ضمیر اختر نقوی نے کربلا سے وابستہ غزل کے مزاج کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہوئے بالواسطہ اور بلاواسطہ اشعار کی امثال جمع کی ہیں۔ علامہ اقبال کے ہاں قومی حَمیّت کو زندہ کرنے کی خاطر بے شمار ایسی امثال کا ذخیرہ دکھائی دیتا ہے جس سے اس کتاب میں خاطر خواہ حوالے دیے گئے ہیں، مثلاً:-

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؑ بھی نہیں

گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

https://downloadshiabooks.com/

اسی طرح عہدِ موجودہ میں احمد فراز کی غزل سے یہ مثال کتنی خوب صورت اور حقیقت پر مبنی ہے:-

خطیبِ شہر کا مذہب ہے بیعتِ سلطاں
ترے لہو کو کریں گے سلام ہم جیسے

مختصر یہ کہ ''اردو غزل اور کربلا'' ایسی کتاب ہے کہ اب ایسی بہت سی کتابیں لکھی جائیں تا کہ اس کتاب کے منظرِ عام پر آنے کا مقصد پورا ہو سکے۔

(ماہنامہ ''شام وسحر'' لاہور ۱۹۹۰ء)

https://downloadshiabooks.com/

کلیم رحمانی:

# "ضمیر اختر نقوی کو اشعار کی پرکھ میں قدرت حاصل ہے"

اُردو غزل اور کربلا

ضمیر اختر نقوی کی اس کتاب پر گفتگو کرنے سے پہلے تھوڑی سی بات اردو غزل کے آغاز اور اس سے موجودہ رویے پر ہو جانی چاہیئے تا کہ کتاب کی تفہیم میں آسانی رہے اور اس کی اہمیت کو صحیح تناظر میں متعین کیا جا سکے۔

غزل اپنی ہیئت کے اعتبار سے اردو ادب کی تمام اصنافِ سخن میں ایک منفرد اور ممتاز حیثیت رکھتی ہے، بلکہ یوں کہنا غلط نہ ہوگا کہ غزل شاعری کے وجود کا ایک حصہ ہونے کے باوجود شاعری کی دیگر اصناف سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ یعنی غزل کی بناوٹ اور شناخت میں وہ اکائی نہیں ملتی جو نظم، گیت، مثنوی، قطعے، مرثیے، نوحے، حمد، نعت، منقبت، سلام اور دیگر اصنافِ سخن میں ہوتی ہے۔ غزل کا ہر شعر اپنی معنویت اور اظہار میں ایک الگ حیثیت رکھتا ہے، جبکہ دوسری اصنافِ سخن کے اشعار کو ان کی بناوٹ اور معنویت اور اظہار سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور سب سے حیرت ناک خوبی غزل کی یہ ہے کہ اس کا ہر شعر غزل کا حصہ ہونے کے باوجود اس سے جدا بھی رہتا ہے اور اس سے وابستہ بھی۔ اس بات کو اس طرح بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے کہ غزل ہر شعر کے اظہار

https://downloadshiabooks.com/

میں اشارے کنائے سے کام لیتی ہے جبکہ دوسری اصنافِ سخن میں بلا واسطہ تخیل، تجربے اور مشاہدے کی پوری عکاسی اور فضا موجود رہتی ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ غزل اپنے اظہار میں شرمائی شرمائی رہتی ہے، اور یہ اپنے مدعا کو رمزیت وایمائیت کے پہلو میں تشبیہات اور علامات کے ذریعے اُجاگر کرتی ہے۔ ان تشبیہات وعلامات میں وہ معاشرے کی جامعیت اور ان کی تحریکات کی تفہیم میں معاون ومددگار ہوتی ہے اور اپنے ابلاغ کو الفاظ کے لغوی معنی سے جدا رکھ کر اجتماعی احساسات وجذبات کو نمایاں کرتی ہے۔

حسن پرستی کے ضمن میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ غزل کا تعلق ایرانی ادب سے رہا ہے، اس لیے اس نے اپنی فطرت میں ایرانی تہذیب کو اپنا لیا تھا۔ ایرانی تہذیب اس بات کی غماز ہے کہ اس کے یہاں حسن ودلبری کو اولیت دی جاتی تھی اس لیے غزل میں حسن پرستی کے ضمن میں یہ بات کہی گئی اور سراپا نگاری کو فوقیت ملی۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح لیکن پھر بھی حسن پرستی اور سراپا نگاری کی دوسری وجہ ہندوستان میں بت پرستی کا رجحان بھی رہا ہے۔ ہندوستان کی آبادی کی اکثریت مذہبی طور پر ہندوانہ رسم ورواج کی پابند تھی اور رہی ہے اور وہ اپنی عبادت کے لیے دیوی کی خوبصورت مورتی کو بناتے تھے اور اس کے انگ انگ کو دھنک کے رنگوں سے سنوارتے تھے یہ رجحان کم وبیش آبادی کے تمام طبقوں میں در آیا، اس لیے وہ اپنی تخلیقات کو بھی سراپا نگاری کے نرم ونازک اور دل نشیں حوالوں سے مرتب کرنے لگے لیکن یہ سلسلہ تھوڑے عرصے تک اردو غزل میں محیط رہا، اس کے بعد غزل کرب کی نمائندہ ہوگئی۔ اب سوال یہ اُبھرتا ہے کہ اردو غزل میں کرب والمیہ کا عنوان کیوں نمایاں ہوا اس کا جواب اور ماحول کا جائزہ یہ بتاتا ہے کہ جب ہندوستان پر بیرونی حملے ہوئے اور ان حملوں نے اقدار کو توڑنا شروع کیا تو

https://downloadshiabooks.com/

شکست وریخت کی پوری فضا ہندوستان پر طاری ہوگئی، خستہ حالی لوگوں کا مقدر بن گئی، اقتصادی بدحالی ہر ایک کا گھر دیکھنے لگی اور بقولِ ڈاکٹر وزیر آغا ''اٹھارویں صدی کے ہندوستان پر بیراگ کی ایک مستقل کیفیت مسلط دکھائی دیتی ہے۔ سلطنتِ مغلیہ کی کمزوری، مرہٹوں، سکھوں، انگریزوں اور روہیلوں کی یلغار، نادر شاہ کے حملے، دہلی کا قتلِ عام، جنگِ پلاسی کی شکست، روہیلہ سرداروں کے ہاتھوں شاہ عالم ثانی کی ہتک اور اس قسم کے بیسیوں دوسرے واقعات نے ملک میں انتشار اور طوائف الملوکی کی فضا قائم کردی تھی''۔ (اردو شاعری کا مزاج)۔ اس فضا نے غزل کو بھی متاثر کیا۔ اب اس میں غم، دکھ، درد اور خوف کے عناصر الم نگاری کے موضوعات بنے اور ان موضوعات کا مقابلہ اور موازنہ اسلامی دور کے تصادم اور سانحات و واقعات سے کیا جانے لگا۔ اس طرح ہندوستان کی سیاسی تبدیلیوں اور قومی نظریوں کو مذہبی رنگ دینے کے لیے شاعروں نے واقعۂ کربلا کو خوب خوب اہمیت دی اور کربلا کے کرداروں (یزیدی اہلکار اور امام حسینؑ کے رفقا) کے منفی اور مثبت رویوں کو تشبیہات، علامات اور استعارے میں نمایاں کیا ہے۔

''اردو غزل اور کربلا'' میں ضمیر اختر نقوی نے غزل کا جائزہ کربلا کے حوالے سے قدیم اور جدید شعرا کی تخلیقات میں لیا ہے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ غزل میں کربلا کے واقعات و سانحات کسی نہ کسی طور نمایاں ہوئے ہیں۔ اس طرح غزل کی تعریف ایک نئی معنویت کے ساتھ سامنے آتی ہے، اس کی قدیم تعریف ''عورت کے ساتھ گفتگو'' کو رد کردیا گیا ہے۔ ضمیر اختر نقوی غزل کی تعریف میں دلائل دیتے ہیں کہ ''اس کی بنیاد انسانی زندگی کے ایسے بنیادی حقائق ہیں جو غزل کے مزاج کی جان ہیں۔ اس کی بنیادی حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی زندگی غم کا نام ہے، اس میں درد ہی درد

https://downloadshiabooks.com/

ہے، شروع سے آخر تک حسرت ہی حسرت ہے۔ ان جملوں پر غور کیا جائے تو غزل کی تعریف حسرتِ ناکام بنتی ہے اور یہ نام وتعریف بلاغت پر دال ہے۔ اس کی بلاغت میں داخلیت، خارجیت اور انسانی جذبات کے تمام پہلو اور اشارے کنائے موجود ہیں جو اس کی بنیادی حیثیت ہے۔ اب رہی یہ بات کہ غزل عشق کی چاشنیوں کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور نہیں ہوسکتی ہے تو اس پر بھی غور کیا جانا چاہیئے کہ عشق کا تعلق بھی غم سے ہی ہوتا ہے۔ عشق میں محبوب کے لیے تڑپنا، اس کے وصال کے لیے انتظار کرنا اور کروٹیں بدلنا، اس کی دید میں آنکھیں وارکھنا اور بے وفائی میں ان کا نم ہوجانا یہ کیفیات غم کی ہی تو ہیں۔ بس بات یہاں آکر ٹھہری کہ غزل غم کے اظہار کے بغیر مکمل نہیں ہوتی اور غم کا مکمل استعارہ واقعۂ کربلا ہے، اس لیے غزل کے اکثر و بیشتر اشعار کربلا کے استعارے اور تمثیلات سے مزیّن ہیں کیونکہ کربلا کا واقعہ ذہنِ شاعر میں کسی نہ کسی عنوان سے درآتا ہے۔

''اردو غزل اور کربلا'' میں دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اس میں تصنع، لفظوں کی بھرمار اور بے محل باتوں سے گریز کیا گیا ہے۔ اس میں سادگی اور سچائی کو وتیرہ بنایا گیا ہے اور غزل کے اشعار کو کربلا کے حوالے سے عنوانات دیئے گئے ہیں جیسے دشتِ وفا، پیاس، فرات، پیاس اور دھوپ، فراتِ عصر، سرِ مقتل، سجدۂ آخر، منزلِ تسلیم ورضا، شب بیداری، سینہ زنی، نوشتۂ دیوار، اسوۂ اصحابِ حسینؑ، ماتم سرا، ہنگامِ آخر، خیموں کا جلنا، تبرکِ حسینؑ کا صبر، شامِ غریباں، والعصر، پانی، پاؤں کی زنجیر اور لہو کی پکار وغیرہ ہیں۔

''اردو غزل اور کربلا'' میں غزل کے جن اشعار کا انتخاب کیا گیا ہے، ان میں شعرا کی جدت نگاری، جدت طرازی، نازک خیالی اور معنی آفرینی کا خیال رکھا گیا ہے۔ اس انتخاب نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ ضمیر اختر نقوی کو اشعار کی پرکھ، ان کی رفعت شناسی

https://downloadshiabooks.com/

اور معنویت کے امتیازی رکھ رکھاؤ میں قدرت حاصل ہے، اس لیے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ ''اردو غزل اور کربلا'' ان لوگوں کے لیے مددگار ثابت ہوگی جو کربلا اور واقعۂ کربلا کے حوالے سے غزل پر تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ضمیر اختر نقوی صاحب! السلام علیکم

مجھے امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے۔ ''اردو غزل اور کربلا'' پر ایک مضمون آپ کو ارسال کر رہا ہوں، مجھے یقین ہے کہ یہ آپ کو پسند آئے گا۔ اسے آپ اپنی پسند کے رسالے میں اشاعت کے لیے بھیج دیں۔ اس مضمون کی کاپی کے ساتھ ''اردو غزل اور کربلا'' کی ایک جلد بھی ضرور بھیجیں تا کہ اشاعت یقینی ہو جائے۔

میں آپ کی دیگر تصنیفات کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں اور ان پر مضامین بھی لکھنا چاہتا ہوں۔ مہربانی فرما کر ذیل کی کتابیں ارسال کر دیں یا مجھے فون پر اطلاع دیں، میں خود آ کر لے لوں گا۔

(۱) جوش ملیح آبادی کے مرثیے

(۲) اردو مرثیہ پاکستان میں

(۳) تلامذۂ ناسخ

(۴) خاندانِ انیس کے عظیم مرثیہ نگار

(۵) تاریخِ مرثیہ نگاری

(۶) میر انیس.... زندگی اور شاعری

(۷) اقبال کا فلسفۂ عشق

(۸) شعرائے اردو اور عشقِ علیؑ

آپ کے جواب کا انتظار رہے گا۔ شکریہ

https://downloadshiabooks.com/

نیلما سرور (ڈی ایس پی لاہور)

# "غزل میں واقعاتِ کربلا کی علامتیں"

سیّد ضمیر اختر نقوی نے "اردو غزل اور کربلا" کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے جسے مرکزِ علومِ اسلامیہ فیڈرل بی ایریا کراچی نے شائع کیا ہے۔ کتاب کے موضوعات اس ترتیب سے ہیں:

باب، اوّل "اردو غزل اور کربلا" بابِ دوم "واقعاتِ کربلا غزل کے آئینے میں" بابِ سوم "فرہنگِ ذکرِ کربلا اور غزل میں مماثلت" بابِ چہارم "بلاواسطہ اشعارِ غزل" بابِ پنجم "بالواسطہ اشعارِ غزل"، بابِ ششم بیادِ چہاردہ صد سالہ ولادتِ حضرتِ امام حسین علیہ السلام۔

موضوع کے بارے میں سیّد ضمیر اختر نقوی لکھتے ہیں کہ شاعری میں واقعۂ کربلا کے اثرات دو طرح کے ملتے ہیں، شعوری حیثیت سے اور غیر شعوری حیثیت سے۔ شعوری فکر کی کارفرمائی مرثیے اور غیر شعوری فکر غزل میں اُبھر کر سامنے آئی ہے۔ شعوری فکر کی مثال مرثیے میں دیکھئے:۔

بیٹھے تھے جانماز پہ شاہِ فلک سریر　　ناگہ قریب آ کے گرے تین چار تیر
دیکھا ہر اک نے مڑ کے سوئے لشکرِ شریر　　عباسؑ اُٹھے تول کے شمشیرِ بے نظیر
پروانہ تھے سراجِ امامت کے نُور پر
روکی سپر حضور کرامت ظہور پر

https://downloadshiabooks.com/

جدید غزل میں واقعاتِ کربلا کی علامتیں جس شدت سے استعمال کی جارہی ہیں اس کی مثال کسی عہد میں نہیں ملتی۔ پاکستان اور ہندوستان کے کسی گوشے میں اب نہ اودھ جیسا ماحول ہے اور نہ کوئی شیعہ حکمران بلکہ یہ عقل وشعور کا ارتقا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جدید غزل گو شاعر نے ادب میں ہمیشہ زندہ رہنے کا راز جان لیا ہے۔ عہدِ حاضر کے انسان کے دلی جذبوں، دکھوں اور آرزوؤں کی عکاسی کے لیے جدید شعرا کربلا کے واقعات کا سہارا لے کر غزل کی فصاحت اور فکر کے ارتقائی عمل کو بڑھا رہے ہیں۔ اس طرح وہ اپنے خلوص اور صداقت کا اظہار کر کے اپنی شاعری کو زندہ رہنے والے ادب میں شامل کرتے جارہے ہیں۔

بابِ اوّل میں ''اردو غزل اور کربلا'' کے تحت شعر کی تعریف میں لکھا ہے کہ عربی لغت میں شعر کے معنی ہیں باریک بینی، دقتِ نظر سے جاننا، عرفاً شعر اس موزوں یا قافیہ کلام کو کہتے ہیں جس کو قصداً موزوں کیا گیا ہو۔ چونکہ ہر شعر کے لیے تخیل ضروری ہے اور بال کی کھال ہر شاعر کو اپنے شعر میں نکالنی پڑتی ہے، اس لیے ایسے موزوں مقفیٰ کلام کو ''شعر'' کہا جاتا ہے۔ شِعر، شَعر، شعور، شعرہ، شعریٰ، سب مصادر ہیں۔ سب کے معنی ہیں جاننا، حواس سے معلوم کرنا۔ ''تشعرون'' یعنی تم سمجھتے ہو، تم جانتے ہو، تم خبر رکھتے ہو۔ یہ لفظ ''شعور'' سے ہے جس کے معنی بذریعۂ حس جاننے کے ہیں۔ قرآنِ مجید میں یہ لفظ چار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ صرف ایک مثال کافی ہے کہ یہ آیت ''شہید'' کی تعریف میں ہے: ''اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کیے جائیں انھیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تمھیں ان کی اس زندگی کا شعور نہیں''۔ شعر شعور سے ہے اور جہاں شعور ہے وہاں شہید کی زندگی کا احترام ہے۔ واقعۂ کربلا شعورِ انسانی سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے، اس لیے شعر شعور کی تلاش میں ہے، اس لیے واقعۂ شہادت تک پہنچ جاتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

دوسرے الفاظ میں اگر ہم یہ کہیں کہ شاعری نام ہے سچائی کی تلاش کا اور دنیا کی سب سے بڑی سچائی شہادت ہے اور دنیا میں سب سے بڑی شہادت حضرتِ امام حسین علیہ السلام کی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب شاعر سچائی کی تلاش میں نکلتا ہے تو وہ دشتِ بلا میں پہنچ جاتا ہے جہاں کبھی سچائی اور صداقت کی فتح ہوئی تھی۔

غزل، کربلا اور عشق کے موضوع پر سیّد ضمیر اختر نقوی لکھتے ہیں کہ غزل کی بنا عشق و محبت پر ہے اور عشق میں غم زیادہ، خوشی کم ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا کمال اور خاتمہ غم ہے تو پھر غزل میں رنج و غم کی کمی کیوں رہتی؟ اور اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ دل کو مسرت سے زیادہ غم کے مضامین میں مزہ ملتا ہے۔ واقعۂ کربلا داستانِ عشق بھی ہے اور داستانِ غم بھی ہے۔ امام حسینؑ عشقِ الٰہی کے میدان میں قربانی پیش کررہے تھے۔ عشقِ الٰہی کی مکمل داستان سے غزل کیسے نہ متاثر ہوتی جبکہ غزل کا بنیادی موضوع عشق ہی رہا ہے۔

میر تقی میرؔ سے اقبالؔ تک آپ کو غزل میں ایسے اشعار بے شمار ملیں گے۔ عشقِ الٰہی میں ڈوب کر امام حسینؑ نے ہر تکلیف کو آرام سمجھا:۔

صدقِ خلیل بھی ہے عشق، صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

مہاراجا جسونت سنگھ پروانہ کا ایک شعر:

تڑپتے جو دیکھی ہیں لاشیں تو اب دل
ترے کوچے کو کربلا جانتا ہے

مصحفیؔ کا شعر:۔

ہندوستاں نمونۂ دشتِ بلا ہے کیا
جو اس زمیں پہ تیغ ہی چلتی ہے اب تلک

https://downloadshiabooks.com/

اقبالؔ کے چند اشعار:-

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیریؑ
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

---

اک فقر ہے شبیریؑ، اس فقر میں ہے میری
میراثِ مسلمانی سرمایۂ شبیریؑ

---

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیریؑ
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہِ دل گیری

---

نمازِ عشقِ حسینؑ حجاز ہے گویا
یہی نماز خدا کی نماز ہے گویا

آتش کے دو شعر:-

دعائے آتشِ خستہ یہی ہے، روزِ محشر کو
یہ مشتِ خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

---

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش! نہ کم سمجھ اسے ابنِ زیاد سے

داغ دہلوی کا شعر:-

غمِ حسینؑ میں اُٹھے گا سرخ رُو، اے داغ
یہ بوجھ تو نے اُٹھایا علیؑ علیؑ کر کے

ناسخ کا شعر:-

گر نہ ہوتا سرخ رو اشکِ غمِ شبیرؑ سے

https://downloadshiabooks.com/

حشر میں کس منہ سے، ناسخ! میں شفاعت مانگتا

امیر مینائی کا شعر:-

امیر اپنا دلِ پُر داغ سوئے کربلا لے چل
یہ گلدستہ ہے نذرِ روضۂ شبیرؑ کے قابل

(روزنامہ ''اخبار''، کالم، 'آتشِ خاموش' لاہور ۲۷ مئی ۱۹۹۶ء)

❁❁❁❁

https://downloadshiabooks.com/

آلِ محمد رزمی:

# ضمیر کا تخلیقی سفر

﴿اُردو غزل اور کربلا﴾

وقت روزِ تخلیق سے بن ٹھکے گذر رہا ہے کل آج اور آج کل میں تبدیل ہو جائے گی، کل کی قد آور علمی و ادبی شخصیتیں آج کے دھندلکوں میں گم ہو گئیں اور آج کے صاحبِ فن شاید کل گرد میں کھو جائیں۔ روز وشب کے اس سفر اور بے مہری عالم کے پیش نظر ہمیں اپنے تاریخی ورثے اور ادبی سرمائے کا تحفظ کرنا ضروری ہے۔ طمع وحسد، مسابقت و پروپیگنڈہ اور تنگ نظری وتعصب کے دور میں جب شاعر یا ادیب کو اس کے فن کی بلندی اور مقام و معیار کے بجائے نظریات کی ترازو میں تولا جارہا ہو اور لوگ ادبی بددیانتی کے مرتکب ہو رہے ہوں تو قلم قبیلے پر یہ فرض اور قرض ہو جاتا ہے کہ وہ حرفِ حق کہیں اور حقائق کو بلاکم وکاست بیان کریں۔ سید ضمیر اختر نقوی اس لئے قابلِ ستائش وسراہے جانے کے قابل ہیں کہ انہوں نے پاکستان کی علمی فضا کی موجودہ کساد بازاری کے باوجود اپنے ادبی، علمی مذہبی معدن لازوال اور متقدمین کے تبرکات کو اپنے سینے سے لگا کر رکھا اور اپنے مذہبی وتہذیبی سانچوں کی بازیافت میں مصروف ہیں۔

ضمیر اختر نقوی ایک ایسے کڑے وقت میں جب لوگ ناقدری کا شکار ہو کر قلم سے رشتہ توڑ کر دیگر شعبوں سے جوڑنے میں مصروف ہیں، کوچہ علم و ادب میں قیام کئے ہوئے پرورشِ لوح وقلم کر رہے ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

اس پیش پا افتادہ حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عصرِ حاضر میں مطالعہ کا ذوق اور کتاب خریدنے کا شوق نہ ہونے کے برابر ہے۔ کتابوں کی خریداری ڈائجسٹوں، کہانیوں، بالتصویر رسائل، دعاؤں، معجزات وعملیات کی کتابوں تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ فکری، تخلیقی اور معیاری ادب نہ ہونے کے برابر ہے، شعر وادب کو محض وقت کا ضیاع قرار دیا جارہا ہے، ہر جگہ مادیت کی کارفرمائی ہے، ہر شے تجارت بن گئی ہے۔ اب لکھنے والے کو تخلیق کی جگر کاوی کے ساتھ ساتھ طباعت واشاعت وفروخت کے جاں گسل مرحلے سے بھی گذرنا پڑتا ہے۔ ہمارے پاس کوئی ایسا قومی ادارہ یا ادبی اکیڈمی نہیں جو لکھنے والوں کی حوصلہ افزائی کرسکے۔ کسی کے پاس اگر تخلیقی ذہن ہے اور زر نہیں ہے تو وہ اپنا شہ پارہ فن وجود میں نہیں لاسکتا۔ یہ طرزِ عمل زندگی اور طبقات کے حقیقت پسندانہ شعور سے فرار کی ایک کوشش ہے۔ زیرِ نظر کتاب ''اردو غزل اور کربلا'' عزائیہ ادب میں ایک اچھا اضافہ اور ضمیر اختر کا کارنامہ ہے۔ اگرچہ اس موضوع پر مختلف لوگوں نے بہت کچھ کہا اور بہت کچھ لکھا ہے۔ اس موضوع پر یہ پہلی کتاب نہیں لیکن پاکستان میں اس موضوع کو پیش کرنے کا سہرا ضمیر اختر نقوی کے سر ہے۔ اس وسیع ووقیع موضوع پر اتنا معتبر ومستند مواد صرف ایک شعری دریافت ہی نہیں بلکہ مثبت کام اور علمی، مذہبی اور ادبی خدمت بھی ہے۔ انتخاب ومواد کے اعتبار سے بھی خاصہ تنوع اس کتاب میں موجود ہے۔

اردو غزل اور کربلا کے مطالعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کربلا نے انسانی جذبات واحساسات پر کتنے گہرے اثرات مرتب کیئے ہیں، کربلا ایک ایسے ہمہ گیر انقلاب کا نام ہے اور ایک ایسا ابدی پیغام ہے جو حیاتِ انسانی کو اول تا آخر انسان مشربی کی بنا پر استوار کرتا ہے۔ کربلا کے Hero's حضرت امام حسین علیہ السلام اور

https://downloadshiabooks.com/

ان کے رفقاء تاریخ انسانی کی وہ باکمال و باعظمت شخصیتیں ہیں جس نے اپنے مجاہدہ و جستجو اور اپنے مقدس خون سے جہان بشریت کو آبرو بخشی اور اپنے کمال واوصاف و جوہر ذات سے جامعہ بشریت کی رہنمائی کی اور معاشرہ کو آزادی و جوانمردی کا درس دیا۔

آپ کی قربانی کسی مخصوص مذہب، علاقے، رنگ ونسل طبقہ اور فرقہ کے لیئے نہ تھی بلکہ پوری انسانیت کے لیئے تھی یہی وجہ ہے کہ آپ پوری انسانیت کے لیئے متاع عزیز ہیں، اگر ہم تلوار پر گلے کی فتح اور وقائع اور حوادث بشریت کے عظیم نمونہ کربلا کو نظر انداز کریں گے اور اس تذکرہ سے چشم پوشی کریں گے یا دستبردار ہوں گے تو ہم ستائش انسانیت و مذمت حیوانیت کے مقدس فریضہ سے انحراف کریں گے۔ کربلا والوں کے تذکرے انسان میں عزّ وشرف وعزتِ حیات کے جذبات پیدا کرتے ہیں۔

اقوامِ عالم کے قطعی غیر جانبدار مورخین اور اہلِ نظر، مذاہب عالم اور تاریخ اقوام عالم کے تقابلی مطالعہ اور تعمق و تحقیق اور تفکر و تفحص کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر انسانیت کے قیام کے لیئے پورے خلوص پورے شعور اور پورے ذرائع کے ساتھ کسی نے کوئی کوشش کی ہے تو وہ صرف کربلا والے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ کربلا والوں کا کردار پوری نوعِ انسانی کے لیئے یکساں طور پر مشعلِ راہ ہے۔

مذہب ہو یا تاریخ، ادب ہو یا اخلاقیات، نظم ہو یا نثر سب پر کربلا والوں کی بلند و بالا شخصیتوں کے نقوش بڑے گہرے نظر آتے ہیں۔ خصوصاً شاعر پر جو دوسرے کے مقابلہ میں زیادہ حسّاس ہوتا ہے۔

اور عصرِ حاضر کے تخلیقی اور فکری تقاضوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ وہ مظلومیت کو مفروضاتی اور میکانکی طریقہ سے دیکھنے کے بجائے چشم ادراک میں احساس کی بینائی کے ساتھ کربلا کے اساطیری تناظر میں دیکھتا ہے اور کربلا کا جدلیاتی مطالعہ کرتا ہے جو

https://downloadshiabooks.com/

مکمل انسانی آزادی کا شارح ہے اور استحصالی نظام ظلم وتشدد اور اقدار جبر کی قوتوں کا دشمن ہے۔

اس بات کا پتہ لگانے کے لیئے کہ شاعر کا انسانیت، علومِ انسانی، یونیورس اور باقی موجودات سے کتنا گہرا رشتہ ہے۔ یہ دیکھیں گے کہ وہ انسانیت کے سب سے بڑے محسن ونجات دہندہ حضرت امام حسینؑ اور ان کے رفقاء کربلا والے شہیدوں کے بارے میں کتنی آگہی رکھتا ہے، اعلیٰ شاعری کے لیئے انسان مشربی ضروری ہے اور انسان مشربی پر یقین رکھنے والا حسینؑ اور کربلا والوں سے لاتعلق نہیں رہ سکتا، یہی وجہ ہے کہ پوری دنیا کے انصاف پسند طبائع، قطعی غیر جانبدار، مفکرین، دانشوروں، سیاستدانوں، قانون دانوں اور ادیبوں اور شاعروں نے کربلا والوں کے حضور تا حدِ بصیرت خلوص دل کا خراج ادا کیا ہے۔

ضمیر اختر نقوی نے کربلا کے مختلف پہلوؤں پر متقدمین، متوسطین، متاخرین اور نئے کہنے والوں کے اشعار کو بڑی ژرف بینی کے ساتھ جمع کیا ہے۔ ان اشعار میں عظمتِ انسانی کے مختلف گوشے، فلسفہ غم، رنج والم کرب وکشمکش، ظلم واستبداد، حریت و بیداری، مظلومیت، صداقت شعاری، جذبے کی شدت، حسّاسیت، فکری و جذباتی ضابطے اور شاعر کی تخلیقی وانسانی سوچ کا پتہ چلتا ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

لکھوں جس میں کوئی مضمونِ ظلمِ چرخِ بریں
تو کربلا کی زمیں ہو مری غزل کی زمیں
(ذوقؔ)

https://downloadshiabooks.com/

باب اوّل ........

# اردو غزل اور کربلا

## شعر کی تعریف:

عربی لغت میں شعر کے معنی ہیں، باریک بینی، دقتِ نظر سے جاننا، عرفاً شعر اس موزوں یا قافیہ کلام کو کہتے ہیں جس کو قصداً موزوں کیا گیا ہو، چونکہ ہر شعر کے لیے تخیّل ضروری ہے اور بال کی کھال ہر شاعر کو اپنے شعر میں نکالنی پڑتی ہے۔ اس لیے ایسے موزون و مقفیٰ کلام کو شعر کہا جاتا ہے۔

شِعر، شَعر، شعور، شِعرہ''، شِعریٰ سب مصادر ہیں۔ سب کے معنی ہیں ''جاننا'' حواس سے معلوم کرنا۔ ''تشعرون'' یعنی تم سمجھتے ہو، تم جانتے ہو، تم خبر رکھتے ہو، یہ لفظ ''شعور'' سے ہے جس کے معنی بذریعہ حس جاننے کے ہیں، قرآن مجید میں یہ لفظ چار مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ صرف ایک مثال کافی ہے کہ یہ آیت شہید کی تعریف میں ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَات'' ٥ بَلْ اَحْيَآءٌ'' وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (سورہ بقر آیت ۱۵۴)

''اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کیے جائیں انھیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، مگر تمھیں ''ان کی اس زندگی'' کا شعور نہیں''۔

شِعر، شعور سے ہے۔ اور جہاں شعور ہے وہاں شہید کی زندگی کا احترام ہے۔ واقعۂ کربلا شعور انسانی سے براہِ راست تعلق رکھتا ہے۔ اس لیے شعر شعور کی تلاش میں

https://downloadshiabooks.com/

واقعۂ شہادت تک پہنچ جاتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں اگر ہم یہ کہیں کہ شاعری نام ہے سچائی کی تلاش کا اور دنیا کی سب سے بڑی سچائی شہادت ہے۔ اور دنیا میں سب سے بڑی شہادت حضرت امام حسینؑ کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر شاعر جب سچائی کی تلاش میں نکلتا ہے تو وہ دشتِ بلا میں پہنچ جاتا ہے جہاں کبھی سچائی اور صداقت کی فتح ہوئی تھی اور جب وہ اس دشت میں پہنچتا ہے یہ منظر دیکھتا ہے کہ:-

تنہا کھڑا ہے ایک مسافر لہو میں لال
فوجیں ستم کی گرد ہیں آمادۂ قتال
چلتے ہیں تیر کرتا ہے پانی کا جب سوال

از بسکہ اہلِ درد تھا بیتاب ہوگیا
پانی کے مانگنے پہ جگر آب ہوگیا
(میر انیس)

یہ تو تھا شعر، شاعری اور شاعر کا کربلا سے ایک گہرا ربط جسے مختصر الفاظ میں بیان کر دیا گیا۔ ہمارا موضوع ہے غزل، آیئے دیکھیں غزل اور کربلا میں کیا رشتہ ہے۔

## غزل کی تعریف:

غزل کی ایک گھسی پٹی ہوئی تعریف تو یہ ہے کہ وہ عورتوں سے یا عورتوں کے بارے میں باتیں کرنے کا نام ہے۔ غزل کی یہ تعریف ناقص ہے اس تعریف سے غزل کی اصل روح سے واقفیت نہیں ہو پاتی، اس تعریف کو غزل کا معیار اور اس کی بنیاد قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ''غزل'' اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔

کسی قدیم ایرانی نے غزل کی تعریف یہ کی ہے کہ غزل کا تعلق اصل میں غزال

https://downloadshiabooks.com/

(ہرن) سے ہے۔ غزال کو جب شکاری شکار کرنے کی غرض سے تیر مارتے ہیں تو غزال زخمی ہو کر بھاگتا ہے اس عالم میں اس کے قدم تیز ہو جاتے ہیں۔ وہ چوکڑی بھرتا ہے لیکن اس کا پیچھا کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ زخم کی تکلیف سے بے دم ہو کر گر جاتا ہے۔ شکاری اس کے قریب پہنچتے ہیں اس وقت غزال کی آنکھوں میں جو حسرت ہوتی ہے اس حسرت کا نام غزل ہے۔ یہ تعریف غزل کے مزاج کو بڑی حد تک واضح کر دیتی ہے۔ درحقیقت اس میں غزال کا تیر کھانا، تیر کھا کر زخمی ہونا، زخمی ہو کر گرنا، گر کر تڑپنا، تڑپ کر جان دے دینا'' اور جان دینے کے عالم میں نہ جانے کیا کیا سوچنا۔ ان سب باتوں میں درد و کرب، بیکسی حزن و یاس کی جو ملی جلی کیفیات ہیں ان کا تعلق غزل اور اس کے مزاج سے ہے اور غزال کی مثال دے کر غزل کی یہ تعریف کرنے والا درحقیقت اس صورت حال کو واضح کرنا چاہتا ہے۔ یہ تعریف غزل کی بڑی ہی پہلودار تعریف ہے۔ اس کی بنیاد انسانی زندگی کے ایسے بنیادی حقائق ہیں جو غزل کے مزاج کی جان ہیں۔ اس میں بنیادی حقیقت تو یہ ہے کہ انسانی زندگی غم کا نام ہے۔ اس میں درد ہی درد ہے۔ شروع سے آخر تک حسرت ہی حسرت ہے۔ زندگی میں شر کی قوتوں کا دور دورہ ہے وہ خیر کی قوتوں کو پامال کرتی ہیں اور اس طرح زندگی میں جو کچھ انسان چاہتا ہے وہ اس کو نصیب نہیں ہوتا۔ وہ آس پاس اور گرد و پیش غم کے سائے دیکھتا ہے۔

غزال کی آنکھوں میں مرتے وقت جو حسرت ہے وہ کچھ نہ کہنے کے باوجود سب کچھ کہہ دیتی ہے اس کے اشارے بڑے ہی بلیغ اور اس کے کنائے بڑے ہی معنی خیز ہیں۔ کچھ ایسی ہی کیفیت معنوی اور صوری اعتبار سے صنفِ غزل کی ہوتی ہے جس میں زندگی کے بنیادی حقائق کو داخلی اور جذباتی انداز میں اشاروں اور کنایوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ باتیں اس کے مزاج میں داخل ہیں اور بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

غزل میں انسانی زندگی کے حقائق کی ترجمانی ہوتی ہے۔ یہ حقائق، غم، بیکسی، آرزو، حسرت سے مزین ہیں۔ واقعۂ کربلا بھی انھیں الفاظ سے عبارت ہے۔ غزل اور کربلا میں امتزاجی نقطہ دردو غم کے سائے ہیں۔

اب غزل کے سلسلے میں صرف ایک بات رہ جاتی ہے کہ اس کی فضا عشقیہ ہے غزل، کربلا اور عشق میں کیا ربط باہمی ہے؟

## غزل کربلا اور عشق:

محبت اور عشق غزل کا مخصوص موضوع ہے اور دنیا کا سب سے بڑا عشق، عشقِ الٰہی ہے۔ میر تقی میرؔ کے دیوان میں عشقِ حقیقی کی وضاحت تفصیل سے موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں:-

لوگ بہت پوچھا کرتے ہیں، کیا کہیے کیا ہے عشق
کچھ کہتے ہیں سرّ الٰہی کچھ کہتے ہیں خدا ہے عشق

دوسری فرماتے ہیں:-

کچھ حقیقت نہ پوچھ کیا ہے عشق
حق اگر سمجھو تو خدا ہے عشق
عشق تھا جو رسولؐ ہو آیا
اُن نے پیغامِ عشق پہنچایا
عشق حق ہے کہیں، نبیؐ ہے کہیں
ہے محمدؐ کہیں، علیؑ ہے کہیں
عشق سر تا قدم امید ہوا
زیرِ تیغِ ستم شہید ہوا

https://downloadshiabooks.com/

میر تقی میرؔ نے بار بار اپنی غزلوں میں یہ بات کہی ہے کہ عشق کی راہ میں چلنے کی شرط سر کٹانا ہے۔

عشق کی رہ نہ چل خبر ہے شرط
اوّلِ گام ترکِ سر ہے شرط

اور عشق کی اس شرط کا اختتام غمزدہ چہرے اور آنسوؤں پر ہوتا ہے اسی غزل میں میرؔ نے یہ شعر کہا ہے:-

دعوئے عشق یوں نہیں صادق
زردیٔ رنگ و چشمِ تر ہے شرط

عشق کی راہ پر چلنے والا شاہی کو ٹھوکر مار دیتا ہے۔ میر کہتے ہیں:-

پشتِ پا مارے ہیں شاہی پر گدائے کوئے عشق
دیکھو تم یاں کا خدا کے واسطے دستور ٹک

اور یہی بات اقبالؔ نے حضرت امام حسنؑ کی مدح کرتے ہوئے کہی ہے:-

تا نشیند آتش پیکار و کیں
پشتِ پا زد برسرِ تاج و نگیں

غزل کی بنا عشق و محبت پر ہے اور عشق میں غم زیادہ خوشی کم ہوتی ہے۔ عشق و محبت کا مآل اور خاتمہ غم ہے تو پھر غزل میں غم و رنج کی کمی کیوں رہتی، اور اس بات سے کسی کو انکار نہیں ہے کہ دل کو مسرت سے زیادہ غم کے مضامین میں مزا ملتا ہے۔

واقعۂ کربلا داستانِ عشق بھی ہے اور داستانِ غم بھی، امام حسینؑ عشقِ الٰہی کے میدان میں قربانی پیش کر رہے تھے۔ عشقِ الٰہی کی مکمل داستان سے غزل کیسے نہ متاثر ہوتی جبکہ غزل کا بنیادی موضوع عشق ہی رہا ہے۔ میر تقی میرؔ سے اقبالؔ تک آپ کو غزل میں

https://downloadshiabooks.com/

ایسے اشعار بے شمار ملیں گے۔

عشقِ الٰہی میں ڈوب کر امام حسینؑ نے ہر تکلیف کو آرام سمجھا۔ مائل دہلوی کہتے ہیں:۔

اللہ رے پابندیٔ احکامِ محبت
تکلیف کو سمجھا کئے آرامِ محبت

امام حسینؑ کے لہو نے عشقِ الٰہی کی حفاظت کی، سروش کہتے ہیں:۔

داستاں حسن کی سادہ سا ورق تھی پہلے
عشق نے خون سے رنگیں کیا افسانے کو

امام حسینؑ نے عشقِ الٰہی میں اپنی ہستی کو فنا کر کے دم لیا۔ آتش کا یہ شعر کربلا کے واقعے کو اور قربانیٔ امام حسینؑ کو یاد کر رہا ہے:۔ سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

عاشق ہے وہی عشق میں ہستی جو مٹا دے
مصرع یہ لکھا ہے سرِ دیوانِ محبت

اقبال کے تین شعر کربلا اور عشق کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں:۔

عشق کے مضراب سے نغمۂ تارِ حیات
عشق سے نورِ حیات، عشق سے نارِ حیات

---

عشق دمِ جبرئیل، عشق دلِ مصطفےؐ
عشق خدا کا رسولؐ، عشق خدا کا کلام

---

صدقِ خلیلؑ بھی ہے عشق، صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

https://downloadshiabooks.com/

کربلا والے عشقِ الٰہی کے جذبات کا موج زن سمندر دل میں لیے یزید کی باطل پرستی، اسلام کشی اور ظلم و جور کا مقابلہ کرنے کے لیے کربلا کے میدان میں جس طرح نظر آرہے ہیں وہ دراصل عشق اور عشقِ الٰہی کی مکمل داستان ہے اور اس داستان سے غزل نے بہت کچھ اپنے لیے حاصل کر لیا، خود حسینؑ اور ان کے عزیز و انصار کی محبت و وفاداری اور صبر و پامردی کے مظاہرے داستانِ عشق کی لوح کی زینت ہیں اور کربلا والوں کے عشق کے کارنامے سے ہمارے غزل گو شعرا نے متاثر ہو کر بے شمار اشعار کہہ ڈالے۔

جعفر علی خاں اثر کی غزل کے تین اشعار دیکھئے:-

داستاں حسنِ حقیقت کی تھی رنگیں لیکن
اتنی رنگیں نہ تھی خونِ شہدا سے پہلے

---

نہ وہ شوقِ خوں چکاں ہے نہ وہ کربلا کا مقتل
رہِ عشق میں کسی کے قدم استوار بھی ہیں

---

سینچا ہوا لہو سے اک گلشنِ وفا ہے
عشقِ غیور تیرا آئینہ کربلا ہے

اور اب عشق کے موضوع پر حسرت موہانی کی ایک غزل کے چار شعر دیکھیے:-

اس جفا کار سے خدا کی پناہ　　جو تیرا بندۂ وفا نہ ہوا
ہوگیا راہِ عشق میں جو شہید　　وہ فنا ہو کے بھی فنا نہ ہوا
سخت ہے عشق میں مقامِ رضا　　ہم سے بھی طے یہ مرحلہ نہ ہوا
لذّتِ عشق، کب ملی، جب تک

https://downloadshiabooks.com/

سر تہہِ خنجرِ جفا نہ ہوا

ہمارے غزل گو شعرا نے عشق کے ساتھ لفظ عاشق اور عُشّاق کو اس طرح استعمال کیا ہے کہ کربلا کی جانب ذہن مڑ جاتا ہے، شادؔ عظیم آبادی کا شعر ہے:-

جنبش سے تری مقتل ہوتا اک آن میں دشتِ کرب و بلا
عُشّاق کی بے باکی کے عوض اے ابروئے برّاں کچھ نہ کیا

غضنفر نواب دانشؔ کا یہ خوبصورت شعر دیکھئے:-

گو دو عالم کی بادشاہی دی
پھر بھی عاشق کا خوں بہا نہ ہوا

## اُردو غزل میں لفظِ ''کربلا'' کی ہمہ گیری:

مفہوم عشق و محبت کے علاوہ اُردو غزل پر لفظِ کربلا کا یہ اثر پڑا کہ صرف لفظ ''کربلا'' کو غزل گو شعرا نے طرح طرح کے مفہوم اور مطالب میں ادا کیا ہے۔اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ کربلا کا میدان صرف جنگ کا میدان نہ تھا بلکہ اخلاق، حفظِ مراتب، صبر و رضا، حق کے مقابل باطل کی شکست، خدا پرستی، انقلاب، شہادت، قربانی اور محبت و ایثار کے عملی سبق بھی کربلا سے حاصل ہوئے۔ ہمارے غزل گو شعرا نے لفظ ''کربلا'' کو تنہا یا کسی لفظ کے ساتھ ملا کر ترکیبِ لفظی کے ساتھ اپنے تخیّل کے اظہار کے لئے جہاں جیسی ضرورت پڑی اس لفظ کو استعمال کیا۔

میر تقی میرؔ کی ایک پوری غزل دیکھئے:-

آہ اور اشک ہی سدا ہے یاں روز برسات کی ہوا ہے یاں
کیسے کیسے مکان ہیں ستھرے اک ازاں جملہ کربلا ہے یاں

https://downloadshiabooks.com/

اک سسکتا ہے ایک مرتا ہے ہر طرف ظلم ہو رہا ہے یاں
صد تمنا شہید ہیں یک جا سینہ کوبی ہے تعزیا ہے یاں

خانۂ عاشقاں ہے جائے خوب
جائے رونے کی جا بجا ہے یاں

## اردو غزل میں لفظِ ''کربلا'' بمعنی ''قتل گاہ''......کشت خون کی جگہ:-

امام حسین علیہ السلام کے لشکر کا ہر سپاہی نہایت شجاعت اور جواں مردی سے لڑ کر میدانِ کربلا میں شہید ہوا۔ عاشور کی شام آئی تو لشکرِ یزید کے ظالم سپاہیوں نے ہر شہید کا سر اس کے جسم سے جدا کر کے نیزے پر بلند کیا اور لاشوں کو گھوڑوں کے سموں سے پامال کیا۔ اسی دن سے کربلا کا میدان ''قتل گاہ'' کے نام سے مشہور ہو گیا۔

''کربلا'' کا لفظ ''قتل گاہ'' کے ہم معنی کے طور پر بکثرت غزل میں استعمال کیا گیا ہے کہیں صاف صاف مقتل کے معنی میں، کہیں بطور تشبیہ و استعارہ۔ مقتل کے معنی میں کربلا کا لفظ مستعمل ہوا ہے۔ ہم یہاں چند غزل گو شعرا کی غزلوں کے اشعار میں کربلا بمعنی قتل گاہ جائے کشت و خون کی مثالیں پیش کر رہے ہیں۔

مہاراجہ جسونت سنگھ پروانہ ہندو شاعر ہیں، وہ کہتے ہیں:-

تڑپتے جو دیکھی ہیں لاشیں تو دل اب
ترے کوچے کو کربلا جانتا ہے

اسیر لکھنوی کہتے ہیں:-

دل چاک چاک ابروئے خمدار نے کیا
کعبے کو کربلا تیری تلوار نے کیا

https://downloadshiabooks.com/

ذوقؔ کہتے ہیں :-

لکھوں جس میں کوئی مضمونِ ظلمِ چرخِ بریں
تو کربلا کی زمیں ہو مری غزل کی زمیں

مصحفیؔ نے ہندوستان کو کربلا کے روپ میں دیکھا تو پکار اُٹھے :-

ہندوستاں نمونۂ دشتِ بلا ہے کیا
جو اس زمیں پہ تیغ ہی چلتی ہے اب تلک

آرزوؔ لکھنوی کہتے ہیں:-

جنگ جوئی مایۂ صبرو رضا ہوتی نہیں
ہر زمیں بننے سے مقتل کربلا ہوتی نہیں

آرزوؔ لکھنوی کا ایک اور شعر :-

جتنا وہاں بہا تھا خوں، جذب اس آئینے میں ہے
اپنے ہی دل پہ کر نظر، مقتلِ کربلا نہ دیکھ

ضامنؔ کنتوری کہتے ہیں:-

یونہی خونِ تمنّا دل میں گر ہوتا رہا ضامنؔ
نمونہ کربلا کا ایک دن یہ سر زمیں ہوگی

قدرؔ بلگرامی کہتے ہیں:-

ترے کوچے میں ہیں کشتوں کے پشتے
یہی کچھ ہوگی صورت کربلا کی

## ”کربلا“ شوقِ جانثاری کے اظہار کی جگہ :-

ہمارے غزل گو شعراء نے کربلا کو بمعنی ”شوقِ جاں نثاری کے اظہار کی جگہ“ بھی

https://downloadshiabooks.com/

استعمال کیا ہے۔ بقائے اسلام کے جوش میں جس اضطراب اور بے چینی سے کربلا میں امام حسینؑ کے عزیز و انصار باہم دگر سبقت کرنے کا بے تابانہ جذبۂ شوق رکھتے تھے۔ لفظ کربلا کو شوق کی تشنگی کے معنوں میں جعفر علی خاں اثر لکھنوی نے اس طرح پیش کیا ہے:-

یہ عالم ہے اب شوق کی تشنگی کا
ہر اِک گام پر کربلا چاہتا ہوں

اس شعر سے عاشور محرم کے دن کی حقیقی تصویر نظر کے سامنے پھر جاتی ہے جس نے اس دن کربلا کو بے انتہا پُر اثر جذبۂ شوق کے اظہار کی سرزمین بنا دیا تھا اور آج تک دنیائے خیال میں کربلا کو ایسے اظہارِ شوق کی سرزمین قرار دے رکھا ہے کہ جب الفاظ وفورِ جذبۂ شوق کے اثرات کو ظاہر کرنے کے لئے اَدب میں ناکافی ثابت ہوتے ہیں تو اس جگہ کربلا کے لفظ سے اظہار و جذبات کی خانہ پُری کی جاتی ہے۔

## ''کربلا'' بے گناہوں کے قتل کی جگہ:-

کربلا کی سرزمین کو غزل گو شعراء نے اپنی غزلوں میں عام مقتل کے مفہوم میں بکثرت استعمال کیا ہے۔ خواجہ وزیر کہتے ہیں:-

بے جرم و بے گناہ نہ عاشق کو قتل کر
کعبہ تری گلی ہے کہیں کربلا نہ ہو

اس شعر میں بے گناہوں کے قتل کی جگہ کے مفہوم کے طور پر لفظِ کربلا کو استعمال کیا گیا ہے اور وہ بھی یہ بات پیشِ نظر رکھ کر کہ امام حسینؑ اور ان کے رفقا جو عاشقانِ الٰہی تھے اور حق کی طرف گامزن تھے، یہ سب کے سب بے گناہ تھے، اس شعر میں عاشق کی تخصیص کے ساتھ بے جرم و بے قصور کی تخصیص کرکے مفہوم کو محدود کر دیا ہے۔ ایک دوسرا شعر دیکھئے جس میں کربلا کو قتلِ عام کی جگہ کہا گیا ہے یہ شعر رندؔ لکھنوی کا ہے:-

https://downloadshiabooks.com/

ترے کوچے میں لاکھوں بے گنہ مارے گئے ظالم
جسے سمجھے تھے کعبہ کربلا کی وہ زمیں نکلی

## ''کربلا''، ظُلم و جور کی جگہ :-

لفظ ''کربلا'' کو اُردو غزل میں ''جائے ظلم و جور'' بھی استعمال کیا گیا ہے۔ کربلا میں امام حسینؑ اور ان کے اصحاب و انصار، عزیز و رشتے دار، اہل حرم، چھوٹے بچوں پر بے پناہ ظلم کیئے گئے۔ اسی لئے تمام تاریخی حالات اور اثرات کو پُر اثر طور پر پیش کرنے کے لئے ایک لفظ کربلا کو غزل میں بمعنی جائے ظلم و جور استعمال کیا جانے لگا۔ مثال میں ذوقؔ کا یہ شعر دیکھیئے :-

لکھوں جو میں کوئی مضمونِ ظلم چرخِ بریں
تو کربلا کی زمیں ہو مرے غزل کی زمیں

اور یہ قدرؔ بلگرامی کا شعر ہے :-

دل ہمارا موردِ جور و جفا کیونکر ہوا
ہے یہ حیرت اپنا کعبہ کربلا کیونکر ہوا

مرزا جعفر علی حسرتؔ دہلوی لکھتے ہیں:

لاکھوں ہی بیکس اس میں تڑپے ہیں خاک وخوں میں
کوچہ ہے تیرا ظالم یا دشتِ کربلا ہے

## ''کربلا'' مظاہرۂ وفا کی سرزمین :-

کربلا میں مظالم کی انتہا ہو گئی اس کے باوجود امام حسینؑ نے عشقِ الٰہی اور بقائے دین کے لئے صبر و استقلال کے ساتھ جو وفاداری دکھائی اس سے بہتر عشق مجازی اور

https://downloadshiabooks.com/

عشقِ حقیقی کی مثال ہم کو تاریخ میں کہیں نہیں ملتی پھر آپ کے اصحاب اور رشتے داروں نے تین دن کی بھوک اور پیاس میں دین پر قربان ہو کر اور آخری سانس تک وفاداری کا وہ نمونہ پیش کیا کہ زمینِ کربلا وفاداری کی زمین مشہور ہوگئی اور آج بھی امام حسینؑ کے اصحاب ور شتے دار اقلیم وفا کے حکمراں ہیں اور اس طرح سرزمین کربلا کا نام وفا کی سرزمین مشہور ہوگیا، ہمارے غزل گو شعرا نے کربلا کو بمعنی زمین وفا بھی کہا ہے۔

شادؔ عظیم آبادی کا شعر ہے:-

جہاں پہنچے شہیدانِ وفا کے خوں کی بو آئی
قدم جس جس جگہ رکھے زمینِ کربلا پائی

یہ مشہور شعر نجمؔ آفندی کی غزل کا ہے:-

جاں نثاروں نے ترے کر دیئے جنگل آباد
خاک اڑتی تھی شہیدانِ وفا سے پہلے

## ''کربلا'' بلا اور مصیبت کی زمین:-

زیادہ تر مشہور یہی ہے کہ کربلا مرکّب ہے ''کرب'' و ''بلا'' سے تاریخ بتاتی ہے کہ یہ زمین ہمیشہ سے مصیبت و بلا کی سرزمین رہی ہے یہاں جو پیغمبر بھی آیا اسے تکلیف پہنچی شاید اسی لئے اس کا نام کربلا ہوگیا۔ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب وعزیزوں کو بھی اس سرزمین پر تکلیفیں اُٹھانا پڑیں اور وہ سب اس سرزمین پر قتل کر دیئے گئے۔ جعفر علی خاں اثرؔ لکھنوی کا یہ شعر دیکھئے جس میں کربلا کو بلا اور مصیبت کی سرزمین کہا گیا ہے:-

دل ستم زدہ بھی کربلا کا مقتل ہے
کبھی بلاؤں سے خالی یہ سرزمین نہ رہی

محسنؔ کاکوروی نے بلا کو نئے انداز سے ہنگامۂ کربلا کے لفظ سے ظاہر کیا ہے:-

https://downloadshiabooks.com/

ذرا عشق ادھر دیکھے بھالے ہوئے قدم اوستم گر سنبھالے، ہوئے
ترے موئے مشکیں بلا در بلا ہر اک طرّہ ہنگامۂ کربلا

## ''کربلا'' پیاسے مرنے والوں کی زمین:-

کربلا میں امام حسینؑ اور آپ کے عزیز و انصار شدّتِ تشنگی کے عالم میں شہید کیئے گئے اور اُردو شاعری میں پانی، پیاس اور العطش سے مرکّب محاورے، استعارے کا استعمال واقعۂ کربلا سے ہی لیے گئے ہیں اور اب جہاں پانی نہ ملے پانی کی کمی نظر آتی ہے تو ہر ایک یہ کہہ اُٹھتا ہے کہ ''کربلا ہے کیا؟''

امیرؔ مینائی کہتے ہیں:-

''ترا گھر ہے کہ ظالم کربلا ہے''

رندؔ لکھنوی نے اسی مفہوم میں غزل کا یہ شعر کہا ہے:-

مرتے تھے یوں نہ تشنۂ دیدار آن کر
قاتل گلی تھی آگے تری کربلا نہ تھی

بہادر شاہ ظفرؔ نے اسی مفہوم کو اس طرح غزل میں ادا کیا ہے:-

ترسا نہ آبِ تیغ سے ظالم تو کر شہید
کوچہ نہیں ہے تیرا کم از کربلا مجھے

جدید غزل تک پیاس و تشنگی کے مفہوم کو واقعۂ کربلا کی روشنی میں ادا کیا گیا ہے۔
پروینؔ شاکر کی غزل کا یہ شعر دیکھئے:-

پہروں کی تشنگی پہ بھی ثابت قدم رہوں
دشتِ بلا میں، روح مجھے کربلائی دے

https://downloadshiabooks.com/

## ''کربلا''.....لذتِ درد کے اظہار کی جگہ

عشق میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ تکلیف و اذیت باقی نہیں رہتی اور درد میں ایک خاص لذت ملتی ہے۔ دل اس طرح آشنائے درد ہو جاتا ہے گویا دل اسی درد کے لیے بنایا گیا ہے۔

معرکۂ کربلا میں ہر ایک ظلم اور اذیت میں امام حسینؑ اور ان کے رفقا بڑی لذت محسوس کرتے جاتے تھے اور درد ان کے لیے ایک مرغوب و دل پسند چیز ہو گیا تھا۔

غزل گو شعرا نے ''کربلا'' کا لفظ لذتِ درد کے اظہار کے خیال میں ایسا سمو دیا کہ ادب اور شاعری نے اس معنی کے لیے اُسے اپنے سینے سے لگایا۔ منتظرؔ امروہوی کی غزل سے ایک شعر دیکھئے:۔

بخشا خدا نے وہ دل درد آشنا مجھے
ہر معرکہ ہے معرکۂ کربلا مجھے

## ''کربلا''.....ایک قفس

کربلا میں امام حسینؑ اور ان کے انصار و رشتے دار اس طرح ہر طرف سے گھِر گئے تھے کہ بیچ میں امام حسینؑ کا خیمہ تھا اور چاروں طرف یزید کی فوج کے نیزوں اور بھالوں کا منظر ایسا تھا جیسے قفس کی تیلیاں،!

عشقؔ نے مرثیے میں اس منظر کو اس طرح ادا کیا ہے:۔

سپاہِ شام نے مہرِ علیؑ کو گھیرا تھا
چراغ بیچ میں چاروں طرف اندھیرا تھا

لیکن غزل کے مزاج میں قفس اور صیاد رچا بسا ہوا ہے، اس لیے غزل گو شعرا نے

https://downloadshiabooks.com/

محسوس کیا کہ چھوٹے چھوٹے بچوں تک پر آب و دانہ بند کر دیا گیا تھا اس لیے باہمہ فضا وسعت دشتِ کربلا بمنزلہ قفس کے تھا۔ آثم محمد آبادی کی غزل کا یہ شعر دیکھئے:۔

قفس میں بند ہیں ہم، ہم پہ آب و دانہ بند
یہ گھر ترا ہے کہ صحرائے کربلا صیاد

## ''کربلا''.....خیر وشر کا معرکہ:

امام حسینؑ، پیغمبرِ اسلام کے نمائندے تھے، یزید، ابوسفیان کا نمائندہ تھا، امام حسینؑ، حضرت علیؑ مرتضیٰ کے نمائندے تھے اور یزید، معاویہ کا نمائندہ تھا۔ کربلا میں دو لشکر آمنے سامنے تھے ایک خیر کا لشکر تھا جس کے سردار حسینؑ تھے اور ایک شر کا لشکر تھا جس کا سردار یزید تھا، کربلا دراصل خیر وشر کا عظیم معرکہ تھا وہ شر جس کا آغاز شیطان کی نافرمانی سے ہوا تھا اس نے خیر کے نمائندے آدمؑ کے سامنے سر جھکانے سے انکار کیا تھا۔ یہاں یزید نے حسینؑ کی امامت وخلافت سے انکار کیا تھا۔

غزل گو شعراء نے کربلا کو اپنے اشعار میں معرکۂ خیر وشر کہا ہے۔ سلیم احمد کی غزل سے ایک شعر دیکھئے:۔

وہ رن مجھ پر پڑا ہے خیر و شر کا
کہ اپنی ذات میں اک کربلا ہوں

## ''کربلا''....اظہارِ شوق کی جگہ ہے

امام حسینؑ اور ان کے باوفا ساتھی یہ طے کر چکے تھے کہ اسلام کو بچانا ہے اور اقدار اسلامی کو بچانے کے لیے ان کا دل سراپا شوقِ تمنا سے گھرا ہوا تھا اس طرح کربلا کی زمین اظہارِ شوقِ تمنا کا مرکز بن گئی تھی۔

شباب کی ہر آرزو کی راہ میں بلا اور مصیبت سامنے ہوتی ہے۔ کربلا کے مجاہدوں کا

https://downloadshiabooks.com/

جذبۂ شوق مثلِ شباب کے تھا۔ غزل گو شعرانے کربلا کو شوقِ تمنا کی دنیائے شباب بھی تصور کیا ہے۔ سجاؔد لکھنوی کی غزل سے ایک شعر دیکھیے:۔

کربلا شوقِ تمنا کی ہے دنیائے شباب
ہر نفس دعوتِ زندانِ بلا آتی ہے

## "کربلا"....کوچۂ عشق ہے

ظاہری نظر میں کربلا کو ایک قتل گاہ اور میدان جنگ سمجھا جاتا ہے لیکن اس کی صورت بالکل کوئے محبوب کی سی تھی۔ خدا کی ذات مکان اور مکانیت سے بری ہے مگر عاشقانِ الٰہی اپنے تصورات سے خدا کو قریب کرنے کے لیے مسجد بنا لیتے ہیں تاکہ وہاں بیٹھ کر اس کی عبادت کریں۔ خدا کے ایک ہونے یعنی توحید اور اس کی ذات کے پہچنوانے کے لیے جس طرح کی تعلیم پیغمبرِ اسلام نے کی تھی اس کو مٹانے کی فکر عملاً یزید نے شروع کر دی تھی اس لیے خدا کے سچے ماننے والوں اور عاشقانِ خدا کے لیے لازم ہو گیا تھا کہ اظہارِ وفا کے ساتھ عشقِ الٰہی کی حفاظت کریں۔ عشق کے ساتھ اظہار وفا کی جگہ آتے آتے کربلا قرار پائی۔ اس اعتبار سے کربلا کو کوئے محبت اور کوئے عشق کہا جا سکتا ہے اور جس اعتبار سے مسجد کو خانۂ خدا کہتے ہیں کربلا کو ٹھیک اسی طرح عشقِ خدا کے بچانے اور اس عشق کے ساتھ اظہارِ وفا کی جگہ کہہ سکتے ہیں۔ کربلا وہ جگہ ہے جہاں عشق کا نام زندہ رکھنے کے لیے اتنی قربانیاں ہوئیں اور اس طرح جنگ ہوئی اگر عشق کے اظہار اور عشق خدا کے ساتھ اظہار وفا کی یہ صورت نہ ہوتی تو دنیا میں کربلا کی جنگ سے پہلے اور اس کے بعد اس وقت تک کہیں بھی تاریخ سے نہیں پتا چلتا کہ دنیاوی اغراض کے لیے اس جوش کے ساتھ جنگ ہوئی ہو جس میں دل کی تپش کا وہی عالم تھا جیسا رات کی محفل میں شمع پر پروانوں کی جان دینے کا منظر ہوتا ہے۔ یہ بات سوائے

https://downloadshiabooks.com/

عشق کے جذبات کے ناممکن ہے۔ جعفر علی خان آثر نے غزل کے ایک شعر میں کربلا کو اظہارِ عشق کی جگہ اسی مفہوم میں کہا ہے۔ آثر لکھنوی کے اس شعر میں عشق کی نہیں بلکہ کربلا کی تعریف بیان کی گئی ہے:-

سینچا ہوا لہو سے اک گلشنِ وفا ہے
عشقِ غیور تیرا آئینہ کربلا ہے

https://downloadshiabooks.com/

باب دوم ........

# واقعاتِ کربلا غزل کے آئینے میں

## قاصد کا قتل

امام حسینؑ نے اپنے چچا زاد بھائی حضرت مسلمؑ کو بحیثیت ایلچی و قاصد خط دے کر کوفہ بھیجا کہ وہ صحیح حالات کا اندازہ کر کے جواب لائیں۔ حج کا زمانہ آ گیا تھا۔ یزید نے اپنے آدمیوں کو حاجیوں کے بھیس میں کعبہ کو روانہ کیا تا کہ وہ امام حسینؑ کو قتل کر دیں۔ امام حسینؑ نے فیصلہ کیا کہ کعبہ میں خون ہوا تو یقیناً خانۂ خدا کی حرمت پامال ہو جائے گی۔ اس لیے امام حسینؑ نے مکہ سے سفر اختیار کیا اور آپ حضرت مسلمؑ کی واپسی کا بھی انتظار مجبوراً نہ کر سکے۔

ادھر حضرت مسلمؑ جب کوفہ پہنچے، یزید نے عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کا گورنر مقرر کر کے بھیجا اور اطراف ملک میں فوجوں پر فوجیں یزید کی طرف سے جمع ہونے لگیں۔ حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر اہلِ کوفہ بیعت کر چکے تھے لیکن ابنِ زیاد نے قتل کروا دیا۔ بہت سے افراد روپوش ہو گئے اور چھپ کر امام حسینؑ کے پاس پہنچ گئے۔ پورا کوفہ حاکم کے خوف سے لرزاں تھا۔ حضرت مسلمؑ بے یار و مددگار ہو گئے۔ کوئی اپنے یہاں حضرت مسلمؑ کے ٹھہرانے کو آمادہ نہ تھا۔ آخر ابن زیاد کے لشکر سے حضرت مسلمؑ نے نہایت شجاعت کے ساتھ جنگ کی۔ لشکرِ ابنِ زیاد نے دھوکے سے آپ کو قید کر لیا اور دارالامارۃ میں نامہ بر

https://downloadshiabooks.com/

کو لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ اور ان کی لاش بڑی بے رحمی سے سرِ راہ پھینک دی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ "ایلچی را چہ زوال" مگر شاید ہی کسی نامہ بر یا قاصد کے ساتھ اتنی بے دردی کی گئی ہو، لاش کے پیروں میں رسّی باندھ کر کوچہ بہ کوچہ لاش کو کھینچا گیا۔ ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی قتل کر دیا گیا۔

اردو کے غزل گو شعرا نے اس واقعے کو اپنی غزلوں میں نہایت دردناک انداز میں نظم کیا ہے۔

میر تقی میرؔ نے نامہ بر کے قتل کو اس طرح دیکھا ہے:۔

نامے کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل
کیا یہ لکھا تھا میرؔ مری سرنوشت میں

اور اب حضرت مسلمؑ کی لاش کی تشہیر سے متاثر ہو کر کہتے ہیں:۔

## لاش کی تشہیر:

رسوائیِ عاشق سے تسلّی نہیں خوباں
مرجاوے گا تو لاش کی تشہیر کریں گے

---

مر گئے پر بھی نہ رسوائی گئی
شہر میں اب لاش بھی تشہیر ہے

حضرت مسلمؑ کی لاش گلیوں میں کھینچی گئی، اس ظلم کو غالبؔ بھی برداشت نہ کر سکے اور غزل میں انھوں نے کہا:۔

گلیوں میں مری لاش کو کھینچے پھرو کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار تھا

https://downloadshiabooks.com/

امام حسینؑ ابھی راستے میں تھے کہ حضرت مسلمؑ کی شہادت کی خبر ملی۔ امام حسینؑ آگے بڑھتے ہی رہے۔ ابنِ زیاد نے حر کو جو یزیدی فوج کا بڑا بہادر سپہ سالار تھا اس کی قیادت میں فوج کا ایک دستہ امام حسینؑ کے تعاقب میں بھیجا، اُس نے راہ روکی، حر اور اس کی فوج اور جانور پیاس سے جاں بلب تھے۔ دوسرا کوئی ہوتا تو ان لوگوں کو پیاسا مرنے دیتا مگر امام حسینؑ نے اپنے لشکر کے تمام پانی سے ان لوگوں کو سیراب فرمایا۔

امام حسینؑ ۲ محرم ۶۱ ہجری کو کربلا پہنچے اور وہاں ہر طرف سے فوجوں میں گھر گئے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے کچھ دور دریائے فرات کے کنارے امام حسینؑ کے خیمے لگائے گئے۔ دشمنوں نے دریا کے کنارے خیمے لگانے سے روکا۔ امام حسینؑ کے چھوٹے بھائی حضرت عباسؑ کو جلال آ گیا مگر امام حسینؑ نے جنگ میں سبقت کرنے نہ دی اور بھائی کو گلے لگا کر فرمایا عباسؑ یہاں سے خیمے ہٹا لو، بھائی نے سر جھکا کر حکم مان لیا اور خیمے دریا سے کچھ دور جلتی ریت پر لگا دیئے گئے۔

## پیاس:

میری خاطر ریت پہ کوئی ایڑیاں رگڑے اور اِک سمت
جلتے صحرا کے دامن میں دریا سوکھتا جاتا ہے
صابر ظفر

## ایثار حسینؑ:

دریا کی طرف پشت کیے کون کھڑا تھا
جس وقت کہ سورج میں تمازت بھی بہت تھی
پروین شاکر

https://downloadshiabooks.com/

اس کے بعد عمر سعد اور بہت سے سپہ سالاروں کی قیادت میں لشکر پر لشکر آنے لگے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ فوج تھی اور بعض مورخین کہتے ہیں اس سے بھی زیادہ فوج تھی مگر تیس ہزار سے کسی طرح بھی کم فوج نہ تھی۔ ادھر امام حسینؑ کے ساتھ بوڑھے، جوان، بچے، کچھ عورتیں اور ایک بیمار فرزند اور عزیز و انصار سب ملا کر شاید بہتّر سے چند افراد زیادہ کل ساتھی تھے اور یہی وہ حسینؑ کی کل کائنات تھی جس کا مقابلہ اتنی بڑی فوج سے تھا۔ امام حسینؑ کا مقصد اسلام کو حیات تازہ بخشنا تھا نہ کہ جنگ مقصود تھی۔ جو لوگ جوشِ وفا میں بار بار منع کرنے پر بھی ساتھ آ گئے تھے ان کی جان کو ہلاکت سے بچانے اور کشت و خون سے بچنے کے لیے امام نے چاہا کہ کہیں اور مثلاً ہندوستان کی طرف ان کو نکل جانے دیا جائے۔ مگر آپ کی کسی بھی تجویز کو منظور نہیں کیا گیا۔ عمر سعد نے ۷ محرم سے امام حسینؑ اور ان کے چھوٹے چھوٹے بے گناہ بچوں اور ساتھیوں پر پانی بند کر دیا۔ راستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی اور یزید کی پوری فوج نے آپ کے ساتھیوں پر یکدم حملہ کرنا چاہا۔ آپ کے بچوں نے پیاس کی شدت سے العطش کی صدائیں بلند کرنا شروع کر دیں، حد ہے کہ آپ کا چھ ماہ کا بچہ علی اصغرؑ بھی پیاس سے جاں بلب تھا۔

اردو کے غزل گو شعرا نے ان واقعات سے متاثر ہو کر اپنی غزلوں میں اشارے کئے ہیں۔ یاس یگانہ چنگیزی کا یہ شعر دیکھئے:-

پیاس:-

بندہ وہ بندہ جو دم نہ مارے
پیاسا کھڑا ہو دریا کنارے
یگانہ

کربلا کی دھوپ اور گرم ریت کے ذرّات پھر امتحان کی منزل اُس پر آپ کی

https://downloadshiabooks.com/

وفاداری۔ دیکھئے غالبؔ کا یہ شعر یہ مفہوم پیش کر رہا ہے:-

دشتِ وفا:-

موج سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال
ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آب دار تھا
غالبؔ

خلشؔ مظفر اپنی پیاس کو امام حسینؑ کی پیاس میں اس طرح تلاش کرتے ہیں۔

پیاس:-

پانی طلب نہ کر کہ یہ بستی ہے پیاس کی
پیاسوں کی سمت کوئی یہاں دیکھتا نہیں

فرات:-

عجیب رنگ بدلتی ہے اس کی نگری بھی
ہر ایک نہر کو دیکھا فرات ہونے تک
تاجدارؔ عادل

سجاد باقر رضوی کی غزل کے دو شعر:-

تشنگی:-

خواہشِ سیرابئ دل نے دکھائے ہیں سراب
تشنگی کی راہ چل آبِ بقا مل جائے گا

دریا اور پیاس:-

خواہش پہ مجھے ٹوٹ کے گرنا نہیں آتا
پیاسا ہوں مگر ساحلِ دریا پہ کھڑا ہوں
سجاد باقر رضوی

https://downloadshiabooks.com/

پیاس اور دھوپ:-

پیاس کیا بجھتی کہ صحرا کا تھا منظر سامنے
دھوپ اتنی تیز نکلی ، رنگِ دریا جل گیا
احمد ندیم قاسمی

حضرت امام حسینؑ نے ۹ محرم کو فوجِ یزید" سے ایک شب کی مہلت طلب کی اور اسی رات اپنے عزیز اور اصحاب کو ایک خیمے میں جمع کیا اور تقریر کی پھر چراغ گُل کر دیا کہ جو جانا چاہے اس تاریکی میں چلا جائے۔ وفا شعار عزیز و انصار ساتھ چھوڑ کر جانے پر راضی نہ ہوئے اور اپنے ارادوں میں ثابت قدم رہے۔ امام حسینؑ نے دراصل ایک چراغ بجھا کر قیامت تک کے لیے ہزاروں آزادی کے چراغ جلا دیئے اور اردو غزل میں اس ایک چراغ کی یاد میں اتنے چراغ جل اُٹھے کہ اردو غزل کی روشنی میں ہر آن اضافہ ہوتا چلا گیا آیئے شبِ عاشور کے چراغ کی لو سے جو چراغ جلے ہیں انھیں اردو غزل میں تلاش کریں۔

عبیداللہ علیم کا یہ شعر سنئے:-

سر بہ سناں:-

صدیاں گزر رہی ہیں مگر روشنی وہی
یہ سر ہے یا چراغ سرِ دار دیکھنا

شبِ عاشور:-

صبح سویرے رن پڑنا ہے اور گھمسان کا رن
راتوں رات چلا جائے جس جس کو جانا ہے
افتخار عارف

https://downloadshiabooks.com/

شبِ عاشور:۔

بجھانے والے نے خاورؔ بجھا دیا ہے چراغ
یہی ٹھہرنے کی ساعت یہی فرار کی ہے
ایوب خاورؔ

ادھر لشکرِ یزید میں حرؑ نے تڑپ تڑپ کر شبِ عاشور کاٹی کہ کب صبح ہو اور حسینؑ کے قدموں پر جا کر سر رکھ دے، اُدھر امام حسینؑ کے عزیز و انصار بے چین کہ کب وہ گھڑی آئے شہادت کی موت سے ہمکنار ہوں اور حسینؑ پر فدا ہوں۔ رفقائے حسینؑ اور خود امام حسینؑ شبِ عاشور شہادت کا انتظار کر رہے تھے۔ عاشور کی یہ شب اردو غزل میں شبِ انتظار بن گئی:۔

میری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بیقرار
مشتاقِ صبح خود ہے شبِ انتظار آج
امیر مینائیؔ

اُدھر حر نے یہ رات تڑپ کر کاٹی اور بار بار اسے حسینؑ کی یاد آتی رہی اور اسی انتظار میں تھا کہ کب صبح ہو اور اپنے جرم کی معافی مانگ کر خدا کی راہ میں سرخ رُو ہو جاؤں۔

## شبِ عاشور حرؑ کی حالت:۔

شب کو سو مرتبہ گھٹ کر دلِ ناشاد آیا
رات اس طرح سے کاٹی کہ خدا یاد آیا

## دعوتِ صلح:

امام حسینؑ ۱۰ ارمحرم کو ناقہ پر سوار ہو کر فوجِ یزید کی طرف گئے تا کہ یہ ظاہر ہو جائے کہ جنگ کے لیے نہیں آئے ہیں۔ میدانِ جنگ میں ناقہ کی سواری کو عرب صلح اور امن

https://downloadshiabooks.com/

کی نشانی سمجھتے تھے۔امام حسینؑ نے ایک مصلحانہ تقریر کی، اپنے خاندانی اوصاف بیان کیے، دین کی خدمات کا تذکرہ کیا اور آخر میں اپنی بے گناہی ثابت کر کے آخری حجت تمام کی اور اسلام کو اس طرح تمام الزامات سے بچایا۔ اس حسنِ عمل سے متاثر ہو کر حضرت حر، اُن کا بیٹا، بھائی اور غلام لشکرِ یزید سے نکل کر امام حسینؑ کی طرف نصرتِ اسلام کے لیے آ کر شامل ہو گئے۔

## جنگ کا آغاز:

عمرِ سعد نے امام حسینؑ کے لشکر کی جانب پہلا تیر چلا کر جنگ کا آغاز کیا۔ اِدھر سے بھی امام حسینؑ کے باوفا ساتھیوں نے امام حسینؑ کی محبت میں آگے بڑھ بڑھ کر اپنے سینوں پر تیروں کو روکنا شروع کیا۔ آپ کی مختصر سی فوج میں ہر عمر کے سپاہی تھے، کچھ کمر خمیدہ بوڑھوں نے بھی جوانوں کی طرح جنگ کی۔ ان میں ایک بوڑھے مجاہد حبیب ابنِ مظاہر بھی تھے، مسلمؑ ابنِ عوسجہ اور زہیر قین بھی تھے۔ میر تقی میرؔ کی غزل کا یہ شعر دیکھیے، حبیب ابنِ مظاہر کا سراپا اور جذبۂ جنگ کی طرف اشارہ کر رہا ہے:-

## حبیب ابنِ مظاہر:

قامت خمیدہ اس کی جیسے کماں تھی لیکن
قرباں گہہ وفا میں مانند تیر آئے

## تشنگی، پیاس، پانی، صحرا، دریا:

محرم کی سات تاریخ سے امام حسینؑ اور آپ کے عزیز و انصار پر لشکرِ یزید نے پانی بند کر دیا۔ دریا پر پہرے بٹھا دیئے گئے۔ ۱۰ محرم کو پورا لشکرِ حسینؑ تین دن کا پیاسا تھا بلکہ اگر تاریخ کا شمار کیا جائے تو چار روز سے سب پیاسے تھے۔

https://downloadshiabooks.com/

اردو غزل نے سب سے زیادہ خیالات واقعۂ کربلا کی تشنگی سے اخذ کیے ہیں۔سب سے پہلے میر تقی میرؔ کی غزل کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیے:۔

## تشنہ لب:

تشنہ لب مرگئے ترے عاشق
نہ ملی ایک بوند پانی کی

حضرت عباسؑ سے خورد سال بچوں خصوصاً اپنی عزیز بھتیجی حضرت سکینہؑ کی پیاس دیکھی نہ گئی آپ لشکر کے علمدار بھی تھے، ہاتھ میں علم اور مشکیزہ لیے ہوئے دشمنوں کے بیچ سے دریا پر جا پہنچے، مشکیزہ بھر کر نکلے، ہر طرف سے حملے ہوئے، آپ شجاعت سے لڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ درخت کی آڑ سے آپ پر حملہ ہوا۔آپ کے بازو قلم کردیئے گئے، آپ نے مشکیزے کے تسمے کو دانتوں سے دبا لیا، مشکیزہ پر تیر آئے اور پانی بہہ گیا، تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آپ کے سر پر گرز سے وار کیا گیا۔آپ زخمی ہوکر گھوڑے سے گرے اور شہید ہوگئے۔واقعاتِ کربلا میں حضرت عباسؑ کی شہادت اہم ترین واقعہ ہے۔تشنگی، پانی اور دریا کے حوالے سے آپ کی شہادت کے واقعے نے اردو غزل کو بے انتہا متاثر کیا ہے۔چند شعر قابلِ توجہ ہیں:۔

## حضرت عباسؑ کا ایثار:۔

نہ ترکِ اختیار آساں نہ ضبطِ اضطرار آساں
کوئی ایسا بھی ہے پیاسا پلٹ آئے جو ساحل سے
یگانہؔ

https://downloadshiabooks.com/

## امام حسینؑ کی پیاس :-

بندہ وہ بندہ جو دم نہ مارے
پیاسا کھڑا ہو دریا کنارے
یگانہ

## پیاس:-

سلسلہ پیاس کا بتاتا ہے
پیاس دریا کہاں بجھاتا ہے
امید فاضلی

## کٹے ہوئے بازو:-

آندھیوں میں ڈٹے ہوئے ہیں
میرے بازو کٹے ہوئے ہیں
خلش مظفر

## پیاس:-

پانی طلب نہ کر کہ یہ بستی ہے پیاس کی
پیاسوں کی سمت کوئی یہاں دیکھتا نہیں
خلش مظفر

## فراتِ عصر:-

خون کے پیاسوں کا قبضہ تھا فراتِ عصر پر
اس فضا میں تشنگی کا دکھ سوا ہونا ہی تھا
اعتبار ساجد

https://downloadshiabooks.com/

مشکِ سکینہؑ:-

وہی ہے پیاس وہی ہے دشت وہی گھرانا ہے
مشکیزے سے تیر کا رشتہ بہت پرانا ہے
افتخار عارف

مقتل:

امام حسینؑ کے جتنے عزیز و انصار شہید ہوئے ہر ایک کی لاش آپ خود جا کر میدان قتال سے لے کر آئے۔

اردو غزل میں لفظ ''مقتل'' واقعات کربلا کو یاد دلانے کے لیے مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

قتل گاہ:-

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنّا مت پوچھ
عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا
غالبؔ

سرِ مقتل:-

جز حسینؑ ابنِ علیؑ مرد نہ نکلا کوئی
جمع ہوتی رہی دنیا سرِ مقتل کیا کیا
شہرتؔ بخاری

امام حسینؑ کی بیکسی اور تنہائی:-

واقعاتِ کربلا میں یہ بھی بڑا سخت وقت ہے کہ امام حسینؑ تنہا ہیں اور اس وقت امام

https://downloadshiabooks.com/

حسینؑ نے استغاثہ بلند فرمایا اور ھل مِنْ ناصرٍ ینصرنا کی آواز نصرت طلبی پر شہیدوں کے لاشے تڑپنے لگے۔ مقتل کی فضا میں ایک ہلچل مچ گئی۔ اب چند معصوم بچے اور خواتین اور ایک بیمار فرزند سیّد سجادؑ خیمے میں ہیں۔ انہی میں ایک ششماہہ بچّہ علی اصغرؑ بھی ہے جو پیاس سے جاں بلب ہے۔ خیمے سے آواز بلند ہوئی کہ علی اصغرؑ کی حالت غیر ہے، امام حسینؑ خیمے سے جا کر علی اصغرؑ کو لائے اپنے ہاتھوں پر پیاسے بچے کو بلند کیا اور دشمنوں پر بچے کی بے گناہی اور پیاس کی شدت کا اظہار کیا اور حجت تمام کرنے کے لیے بچے کے لیے پانی مانگا، ایک تلاطم ہو گیا، ایک سنگدل شقی حرملہ نے تیر سے بچے کا گلا چھید کر اسے بھی شہید کر ڈالا۔ دنیا کا ہر ادب اس واقعہ سے اب تک سینہ فگار ہے، پھر اردو غزل کا کیا پوچھنا۔ دیکھئے کیسے کیسے دردناک اشعار غزل میں موجود ہیں۔

## حضرت علی اصغرؑ:-

تیر سہ شعبہ ہے اور مشہور تیر انداز ہے
سامنے یہ کون کم سن عاشق جانباز ہے
عزیز لکھنوی

## حسینؑ کے ہاتھوں پر لاشۂ اصغرؑ:

جب لاؤں گا ہاتھوں پہ دلِ کشتہ کی میّت
کیا شور سرِ عرصۂ محشر نہ اُٹھے گا
عزیز لکھنوی

## محشر میں حضرت علی اصغرؑ کی آمد:-

تڑپ رہی ہے عجب صبحِ انقلاب اِس میں
یہ میری آہ ہے، دودِ چراغِ شام نہیں
غضنفر نواب دانش

https://downloadshiabooks.com/

## امام حسینؑ کے جسم پر بے شمار زخم :۔

حضرت علی اصغرؑ شہید ہو چکے، حسینؑ تنہا رہ گئے، ہجومِ غم و افکار ہے اور کربلا کا بھیانک میدان ہے، بھوک، پیاس اور غم والم میں وہ یادگار جنگ امام حسینؑ نے کی ہے جو عدیم المثال ہے۔ امام حسینؑ پر ہر طرف سے نیزے، خنجر، تیر و سنان برسنے لگے۔ تلواروں سے زیادہ باتوں کے زخم سے دل وجگر غربال ہیں۔

## ہنگامِ آخر :۔

سر تا بہ قدم صورتِ گل زخم ہوں لیکن
چہرے سے نمایاں ہے اثر جوشِ طرب کا
صفؔی لکھنوی

## بے شمار زخم :

پڑ گئی جس کی نظر بے ساختہ وہ رو دیا
تیرے زخموں سے پتا ملنے لگا بیداد کا
بلیغؔ لکھنوی

## استقلال شہدائے کربلا :

صحرائے محبت میں تیغیں بھی اگر برسیں
پیچھے نہ قدم سرکے اے ہمتِ مردانہ
صفؔی لکھنوی

## امام حسینؑ کی آخری حالت :

رخصت اے ہمدمِ دیرینہ وہاں ہوں اب میں
کہ جہاں اب نہیں اپنی بھی ضرورت مجھ کو ـــــ آرزؔو لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

### سجدۂ آخر:

زخموں سے چُور چُور ہو کر امام حسینؑ گھوڑے سے گرے، وقتِ عصر آچکا تھا۔ آپ نے سجدے میں اپنی جبین جلتی ہوئی خاک پر رکھ دی، شمر نے خنجر سے آپ کا سر جدا کیا آپ نے ابھی سجدۂ آخر ادا نہیں کیا تھا کہ سر جسم سے جدا ہو گیا۔

اردو غزل میں آپ کا سجدۂ آخر ایک عظیم استعارہ بن گیا ہے:-

### شوقِ شہادت:

صدقے اس بیخودیٔ شوق کے دنیائے وفا
سر قلم ہوگیا کرتا رہا سجدہ کوئی
وصی سہارنپوری

### سجدۂ آخر:

تلواریں کتنی کھائی ہیں سجدے میں اس طرح
فریادی ہوں گے مَل کے لہو کو جبیں سے ہم
میر تقی میر

### محرابِ تیغ میں سجدہ:

بارِ سجدہ ادا کیا تہہِ تیغ
کب سے یہ بوجھ میرے سر پر تھا
میر تقی میر

### وہ ایک سجدہ:

شیخ پڑے محرابِ حرم میں پہروں دوگانہ پڑھتے ہیں
سجدہ اس تیغ تلے کا ان سے ہو تو سلام کریں میر تقی میر

https://downloadshiabooks.com/

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اقبالؔ

یہ گل رضائے حبیب ہے اسے ڈھونڈ گلشنِ راز میں
مرا سجدہ داغِ ریا نہیں کہ ملے جبینِ نیاز میں

آرزوؔ لکھنوی

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اقبالؔ

زیرِ خنجر بندھتی ہے نیت ادائے فرض کی
یہ نمازِ عاشقی ہے جو قضا ہوتی نہیں

آرزوؔ لکھنوی

رکھو سجدے میں سر اور بھول جاؤ
کہ وقتِ عصر ہے اور کربلا ہے

عبیداللہ علیمؔ

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

## نیزے پر سر حسینؑ:

امام حسینؑ کو قتل کر کے اشقیا نے فتح کے شادیانے بجائے، آپ کا لباس، تلوار، زِرہ سب لوٹ لیا گیا۔ آپ کا سر نوکِ نیزہ پر بلند کیا گیا۔ لاش پر گھوڑے دوڑائے گئے آپ کا سر نیزے پر بلند ہوتے ہی کلامِ پاک کی تلاوت کرنے لگا، سچ پوچھیے تو یہی حق کی فتح تھی۔

https://downloadshiabooks.com/

غزلوں میں اس موضوع کو بھی شعرانے پیش کیا ہے:۔

وا اس سے سرِ حرف تو ہو گو کہ یہ سر جائے
ہم حلقِ بریدہ ہی سے تقریر کریں گے

میر تقی میر

تیغِ ستم سے اس کی مرا سر جدا ہوا
شکر خدا کہ حقِ محبت ادا ہوا

میر تقی میر

کیا نہیں شوقِ شہادت کو یہ کافی اعزاز
کہ مرا سر ہے ترے نوکِ سناں کی رونق

حسرت موہانی

## امام حسینؑ کا بوسیدہ پیراہن لٹنا :۔

یہ دشتِ حرص ہے غارت گروں کا مسکن ہے
پھٹا بھی ہو تو رہے گا نہ پیرھن باقی

آرزو لکھنوی

## امام حسینؑ شہید ہو کر زندہ جاوید ہو گئے :

شہید زندہ ہے۔ یہ قرآن کا اعلان ہے۔ غزل گو شعرانے واقعۂ کربلا سے اس عظیم مقصد کو لے کر بہت اچھے اچھے شعر کہے ہیں:۔

خود نویدِ زندگی لائی قضا میرے لیے
شمع کشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لیے

میر انیس

https://downloadshiabooks.com/

تم پر مٹے تو زندۂ جاوید ہوگئے
ہم کو بقا نصیب ہوئی ہے فنا کے بعد

حسرت موہانی

---

ہوگیا راہِ عشق میں جو شہید
وہ فنا ہو کے بھی فنا نہ ہوا

حسرت موہانی

---

مر کے پایا شہید کا رتبہ
میری اس زندگی کی عمر دراز

جوش ملیح آبادی

---

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتدا ہماری، یہی انتہا کے بعد

محمد علی جوہر

---

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لیے ہے

محمد علی جوہر

---

زندگی کے دیوانو، سوئے کربلا دیکھو
عشق کس سلیقے سے زندگی میں ڈھلتا ہے

امید فاضلی

https://downloadshiabooks.com/

## خیموں کا جلنا اور شامِ غریباں:

اہلِ بیتؑ کے خیمے جلا دیئے گئے، عورتوں اور بچوں کو رسّی میں باندھ کر طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ بچوں کو طمانچے مارے گئے۔ سکینہؑ کے کانوں سے بندے اُتارے گئے۔ خواتین کے سروں سے چادریں چھینی گئیں، امام حسینؑ کے بیمار فرزند سید سجادؑ کو طوق بیڑی، ہتھکڑی پہنائی گئی۔

اردو غزل میں ان واقعات کو تلاش کرنا مشکل نہیں ہے۔ خیموں کا جلنا، اور شامِ غریباں کا آنا، اردو غزل کے خاص موضوع بن کر رہ گئے ہیں:-

پایا نہ چین پھر کہیں سارے زمانے میں
جس وقت سے کہ آگ لگی آشیانے میں

بلیغ لکھنوی

## تاراجیِ خیام کے وقت سیّد سجادؑ کی مجبوریاں:

زور ہی کیا تھا جفائے باغباں دیکھا کیے
آشیاں اُجڑا کیا، ہم ناتواں دیکھا کیے

صفی لکھنوی

گو صبح بھی تھی روزِ مصیبت کی قیامت
پر صبح تو جوں توں کٹی اب شام ہے درپیش

حالی

اور اس کے سوا کیا کہوں اے شامِ غریباں
مفہوم ہوں میں لفظ غریب الوطنی کا

رشک

https://downloadshiabooks.com/

ایک ہم تھے آتشِ گل پر جو روئے مدّتوں
ایک وہ بھی تھے جو جلتا آشیاں دیکھا کیے

ثاقبؔ لکھنوی

خیمے جل چکے تو سیّد سجادؑ نے خدا کی بارگاہ میں سجدۂ شکرانہ ادا کیا

نشیمن پھونکنے والے ہماری زندگی یہ ہے
کبھی روئے کبھی سجدے کیے خاکِ نشیمن پر

بیخودؔ موہانی

## رسن بستہ اہلِ بیتؑ:

جس میں کبھی بندھے تھے سودائیانِ الفت
اب تک نشاں لہو کے اس ریسمان میں ہیں

صفیؔ لکھنوی

---

خیمے نہ کوئی میرے مسافر کے جلائے
زخمی تھا بہت پاؤں مسافت بھی بہت تھی

پروینؔ شاکر

## شہید کی عظمت:

مقتول کے چہرے پر چمک تھی
تلوار کی آب سے زیادہ

حسن اکبر کمالؔ

https://downloadshiabooks.com/

## امام حسینؑ کی بے کفن لاش:

اہلِ بیتؑ کو بے کجاوہ اونٹوں پر سوار کرکے ان کی ساربانی بیمار امام سیّد سجادؑ کے سپرد ہوئی اور اس قافلے کو بیچ مقتل سے شہیدوں کی لاشوں کو دکھاتے ہوئے، آگے بڑھے۔ ظالموں نے نوکِ نیزہ پر سرِ حسینؑ کو بلند کیا اور کانٹوں بھرے جنگل سے قافلہ لے کر چلے، لشکرِ یزید نے اپنی فوج کے لاشوں کو دفن کیا اور امام حسینؑ اور ان کے عزیز و انصار کے لاشے یونہی ریگ گرم پر بغیر دفن و کفن چھوڑ گئے۔

بگولے اُٹھ کے یہ کہتے ہیں خاکِ بیکس کے
کسی غریب کی میّت پڑی نہیں رہتی

آرزوؔ لکھنوی

مہماں نواز وادیٔ غربت کی خاک تھی
لاشہ کسی غریب کا عریاں نہیں رہا

آرزوؔ لکھنوی

## اسیری:

سفر میں جب اہلِ بیت کا قافلہ چلا تو راہ میں جگہ جگہ اسیروں پر مظالم کئے گئے حضرت سیّد سجادؑ اگر تھک کر بیٹھنے لگتے یا کانٹے اپنے پاؤں سے نکالنے کو ٹھہرتے تو تازیانہ سے بے ادبی کی جاتی تھی۔

جہاں بازار اور آبادی پڑتی تھی اس میں سے اسیروں کے قافلے کو گزارتے تھے اور ذلت اور رسوائی کا مظاہرہ کرایا جاتا تھا۔ یتیم بچے روتے تھے تو نوکِ نیزہ کو چبھویا جاتا تھا۔ اس دل آزار طرح سے راستہ کی تکلیفوں کو جھیل کر یہ قافلہ کوفہ و شام سے ہوتا ہوا دربارِ یزید میں دمشق لایا گیا۔ جہاں ہر ممکن ذلت و رسوائی اور تکلیف کے بعد سب ایک

https://downloadshiabooks.com/

قید خانے میں جو تیرہ و تار اور تنگ تھا قید کر دیئے گئے، قید خانے کی اذیتوں کا ذکر بھی تاریخ نے محفوظ کیا ہے۔

ہمارے غزل گو شاعروں نے قید مصیبت کی اس داستان کو مختلف انداز سے پیش کیا ہے۔

جناب زینبؑ جو کبھی کوفے کی شہزادی تھیں اور اب انھیں قیدی بنا کر کوفے لے جایا گیا اور وہاں سے شام کے قید خانے میں لے جا کر مقید کیا گیا یہ اشعار اسی مفہوم کو واضح کرتے ہیں۔

بجائے خود اسیری کچھ نہ تھی لیکن اک آفت تھی
قفس کو راستہ جاتا تھا سوئے آشیاں ہو کر

عیاںؔ میرٹھی

پوچھتے ہو آہ ان زندانیوں کا حال کیا
جو نگہبانوں کے تیور دیکھ کر رویا کئے

بیخودؔ موہانی

فضا میں کیوں تلاطم ہے ہوائیں کیوں پریشاں ہیں
اسیرانِ بلا کس کو قفس میں یاد کرتے ہیں

خواجہ میر دردؔ

ساری رونق ہے یہ دیوانوں کے دم سے آتشؔ
طوق و زنجیر سے ہوتے نہیں زنداں آباد

خواجہ حیدر علی آتشؔ

بتاؤں کیا بھلا اہلِ وطن میں قید کی مدّت
ہوا اتنا زمانہ گھس گئے حلقے سلاسل کے

مرزا قلی خاں آشفتہؔ

https://downloadshiabooks.com/

اسیرانِ بلا نے آہ کچھ اس درد سے کھینچی
نگہباں چیخ اُٹھے ہل گئی دیوار زنداں کی

حسرت موہانی

اس قافلے نے دیکھ لیا کربلا کا دن
اب رہ گیا ہے شام کا بازار دیکھنا

عبیداللہ علیم

کب تلک داغ دکھاوے گی اسیری مجھ کو
مرگئے ساتھ کے میرے تو گرفتار کئی

میر تقی میر

نکل کے جبر کے زنداں سے جب چلی تاریخ
نقاب اُٹھاتی گئی قاتلوں کے چہروں کا

امید فاضلی

## تیرہ وتار قید خانہ شام:

یہ ہے وہ قید خانہ اگر مر بھی جائیں ہم
برسوں نکل سکے نہ خبر انتقال کی

بلیغ لکھنوی

## یزید کی پشیمانی:

یزید کی جو پشیمانی اس واقعے کے بعد سے ہوئی اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ سارے ملک کو یزید سے دلی نفرت ہوگئی بھرے دربار میں اور دمشق کی مسجد میں کھلے طور پر جو رسوائی یزید کو حاصل ہوئی اس سے اس کی پشیمانی اور بڑھ گئی۔ اور باوجود یہ کہ امام

https://downloadshiabooks.com/

زین العابدینؑ زندہ اور قید میں تھے لیکن یزید کو اپنے نارواحرکات پر اتنی پشیمانی ہوئی کہ اس نے پھر بیعت کی خواہش امام زین العابدینؑ سے نہ کی اور عملاً اس نے اپنی شکست تسلیم کرلی۔

پھر بعد میرے آج تلک سر نہیں بکا
اک عمر سے کساد ہے بازارِ عشق کا
میر تقی میرؔ

یزید بیعت کا سوال نہ کرسکا بلکہ اب وہ سیّدِ سجادؑ سے اپنی پشیمانی کا اظہار بھی کرتا ہے۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
غالبؔ

کافی ہیں میرے بعد پشیمانیاں تری
میں کشتۂ وفا ہوں مرا خوں بہا ہے کیا
حسرتؔ موہانی

## قید سے رہائی:

بہت سے انگریز مورخین نے کربلا کی جنگ پر یہ الزام لگایا ہے کہ یہ جنگ اقتدار کی جنگ تھی۔ امام حسینؑ نے بادشاہِ وقت کے خلاف جنگ کی تھی۔ یزید نے اس بات کو پہلے ہی صاف کردیا تھا، وہ خود پشیمان تھا، اور یزید کے بیٹے کی پشیمانی نے اور زیادہ واضح کردیا کہ مذہبی پیشوائی اور خلافت امام حسینؑ کا حق تھا اور کربلا کی جنگ کوئی دنیاوی جنگ نہ تھی بلکہ خالص مذہبی احتجاج تھا جس کا خاتمہ استقلال وصداقتِ عمل کی وجہ سے کشت وخون کی صورت میں ہوا۔

ایک سال سے کچھ زیادہ دن اہلِ بیتؑ نے قید میں جس تکلیف سے بسر کیا وہ

https://downloadshiabooks.com/

حالات بہت دردناک ہیں۔ اس دوران میں حضرت امام حسینؑ کی کمسن بیٹی حضرت سکینہؓ قید خانے میں گھٹ گھٹ کر شہادت پاگئیں۔ شام کے لوگوں کو جب اس واقعے کی اطلاع ملی وہ بغاوت پر آمادہ ہوگئے۔ مجبوراً یزید نے قیدیوں کو آزاد کردیا۔ اور یہ قافلہ کربلا ہوتا ہوا مدینہ واپس آیا۔

جس میں کبھی بندھے تھے سودائیانِ الفت
اب تک نشاں لہو کے اس ریسمان میں ہیں

صفی لکھنوی

## واقعات کربلا کے بعد:

یزید نے تین سال اور چند مہینے حکومت کی اور اس دوران میں خانۂ کعبہ یزید نے تاراج کیا، مدینہ لوٹا گیا، مسجدِ نبوی کی توہین کی گئی، واقعۂ حرہ پیش آیا۔

پایا نہ چین پھر کہیں سارے زمانے میں
جس وقت سے کہ آگ لگی آشیانے میں

بلیغ لکھنوی

بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں بھی یہ مظالم کم نہ ہوئے۔ خاندانِ رسالت کے دوست دار ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کیے گئے۔ طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیے گئے۔ اولادِ رسولؐ میں تمام امام زندگی بھر قید میں رکھے گئے اور پھر انھیں زہر دے کر شہید کیا گیا۔

زمانہ ہوگیا باغِ محبت کی تباہی کو
ابھی تک ہیں وہی گلکاریاں خونِ شہیداں کی

صفی لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## سادات کو زندہ دفن کیا گیا:

اہلِ بیتؑ سے محبت رکھنے والوں کو بغداد کی دیواروں میں زندہ چن دیا گیا۔ ان کے خون سے عمارتوں کے لیے گارے بنائے گئے۔ بقول صفیؔ لکھنوی۔

جب کہیں قصرِ ستم آرا بنا
خون سے سادات کے گارا بنا

---

پریشاں عاشقوں کی خاک کے ذرّے تو ہیں دیکھیں
جگہ کس کس کو دے دیوارِ قصرِ یار روزن میں

خواجہ حیدر علی آتشؔ

راج اب ہے ترا معمار کو کہہ دے ظالم
چن دے زندہ مجھے اک دن تری دیواروں میں

خلیلؔ

پردۂ رازِ محبت کی کوئی حد بھی ہے
زندہ چنوا دیا عشّاق کو دیواروں میں

صفیؔ لکھنوی

## پامالیِ مزار (نشان قبر امام حسینؑ مٹانے کی کوشش)

امام حسینؑ کی قبر پر زیارت کے لیے آنے والے زائروں کو خلیفہ عباسی متوکل نے قتل کروانا شروع کر دیا۔ ان کے ہاتھ کٹوائے جاتے تھے لیکن اس کے باوجود لوگ دور دور سے آتے تھے۔ آخر متوکل نے یہ فیصلہ کیا کہ قبرِ حسینؑ کو پامال کر دیا جائے۔ قبر پر ہل چلوانے کی کوشش کی گئی لیکن جانوروں نے مزار پر قدم نہیں رکھے اور خاموش کھڑے

https://downloadshiabooks.com/

رہے۔اب اس نے اپنی ناکامی کے بعد فرات سے نہر کاٹ کر مزار تک لانے کی کوشش کی مگر پانی قبر سے دور آکر ٹھہر گیا اور آگے نہ بڑھا۔ جہاں پانی ٹھہرا تھا اس کو حائر کہتے ہیں۔غزل گوشاعروں کی ان واقعات پر بھی نظر ہے:-

مت تربتِ میرؔ کو مٹاؤ
رہنے دو غریب کا نشاں تو

میر تقی میرؔ

برق سو بار گر کے خاک ہوئی
رونقِ خاکِ آشیاں ہے وہی

فیض احمد فیضؔ

## امام حسینؑ کے روضے کی زیارت:

دور دور مقامات سے نہ صرف مسلمان بلکہ اکثر غیر اقوام بھی امام حسینؑ کے روضے کی زیارت کو آتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ صدیوں سے جاری ہے۔غزل گوشعرا نے اپنی غزلوں میں زیارت کا ذکر بھی کیا ہے:-

مصحفیؔ دشتِ بلا کا سفر آساں کیا ہے
سینکڑوں بصرہ و شیراز میں مرجاتے ہیں

مصحفیؔ

## عظمتِ زیارت:

صورتِ برگِ خزاں جھڑتے ہیں ہر گام گناہ
جب اُٹھاتے ہیں تری راہ میں زوّار قدم

خواجہ حیدر علی آتشؔ

https://downloadshiabooks.com/

## کربلا میں دفن ہونے کی خواہش:

اگر غزل میں تلاش کیے جائیں تو ہزاروں شعر اس موضوع پر ملتے ہیں کہ ہر شاعر یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ کربلا میں موت آئے اور وہاں کی خاک میں ہم کو دفن کیا جائے۔

اگر طالع کرے یاری تو مریئے کربلا جا کر
عبیر اپنے کفن کی خاک ہو اُس آستانے کی

میر تقی میرؔ

## خاکِ شفا۔ خاکِ کربلا۔ خاکِ شہیداں:

کربلا کی مٹی سے تسبیح وسجدہ گاہ بنتی ہے اس کے صُرّے اور ٹکڑے لوگ قبروں میں رکھواتے ہیں اور اس کے استعمال سے صحت وشفا پاتے ہیں۔

وہ خاکسار ہیں کہ پسِ مرگ بھی اسیرؔ
صُرّے ہماری قبر میں خاکِ شفا کے ہیں

اسیرؔ

سجدہ اس آستاں کا نہ جس کو ہوا نصیب
وہ اپنے اعتقاد میں انسان ہی نہیں

میر تقی میرؔ

پڑھتے نہیں نماز جنازے پر اس کے میرؔ
دل میں غبار جس کے ہو خاکِ امام سے

میر تقی میرؔ

سجدہ کوئی کرے تو درِ یار پر کرے
ہے جائے پاک شرط عبادت کے واسطے

میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

رہِ الفت میں جاں دے کر سرافرازِ جہاں ٹھہرے
کریں سجدے نہ کیونکر اہلِ دل خاکِ شہیداں پر

ضامنؔ کنتوری

## عزاداری (ماتم، مجلس، نوحہ، مرثیہ خوانی، شب بیداری)

امام حسینؑ کی مصیبتوں پر آہ و زاری، نوحہ، ماتم، مجلس، مرثیہ خوانی کا عالم گیر مظاہرہ صدیوں سے محرم میں جاری ہے۔ مجلس و مرثیہ خوانی کے علاوہ علم اور تعزیوں کے جلوس اور عام طور پر سینہ کوبی اور ماتم سے اس کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے۔ ان مذہبی رسوم کو بھی اردو غزل گو شعرا نے اپنی غزلوں میں جگہ دی ہے:-

### جلوس علم:

سینہ کوبی سے زمیں ساری ہلا کے اُٹھے
کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے

مومنؔ

ہر سال محرم میں عزادار سیہ لباس پہنتے ہیں جو غم کی علامت ہے۔

### سیاہ لباس:

شمع بجھتی ہے تو اس میں سے دھواں اُٹھتا ہے
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

غالبؔ

صورت کعبہ سیہ پوش رہوں کیوں نہ خلیلؔ
ایک مدت سے ہوں میں دل کے عزاداروں میں

خلیلؔ

https://downloadshiabooks.com/

تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبانِ سحر بھی

سودآ

## عزاخانہ:

کرتی ہے تقسیم عالم بھر میں لے لے کر صبا
یہ تبرک بن گئی کس کے عزا خانے کی خاک

آرزؔو لکھنوی

## بزمِ عزا:

ضد چھوڑ دے رکھ شرم مری بزمِ عزا کی
جو خود سے اُمنڈ آئے ہیں یہ اشک بہا دے

آرزؔو لکھنوی

## روضہ خوانی:

مصحفؔی شاعری رہی ہے کہاں
اب تو مجلس کے روضہ خواں ہیں ہم

مصحفؔی

## مصائب شہدا کا عالمگیر اثر:

ہمارا ذکر بھی وہ ذکرِ غم ہے دنیا میں
ہر ایک رو دیا اپنا جہاں پہ نام آیا

بلیؔغ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

مرثیہ خوانی:

تمھارے ساتھ میاں مصحفیؔ ہیں جوق کے جوق
مگر تم آئے ہو مجلس سے مرثیہ پڑھ کر

مصحفیؔ

مرثیہ خوانی:

ہنستے ہو سن کے مرا حال کہاں تک دیکھوں
بے رلائے یہ کہیں مرثیہ خواں اُٹھتا ہے

ناسخؔ

سوز خوانی:

کچھ میں شاعر نہیں اے مصحفیؔ ہوں مرثیہ خواں
سوز پڑھ پڑھ کے محبوں کو رُلا جاتا ہوں

مصحفیؔ

اہلِ عزا:

سو زندگی نثار کروں ایسی موت پر
یوں روئے زار زار تو اہلِ عزا کے ساتھ

مومنؔ

شریک روح بھی میری ہے میرے ماتم میں
شمول اہلِ عزا اور کون ہے میں ہوں

داغؔ

https://downloadshiabooks.com/

## نوحہ خوانی:

جب نالہ کش ہوا وہ تب مجلسیں رُلائیں
تھا میرؔ دل شکستہ یا کوئی نوحہ گر تھا

میر تقی میرؔ

اب سنو حالیؔ کے نوحے عمر بھر
ہو چکا ہنگامۂ مدح و غزل

حالیؔ

## ماتم ایک فریضہ:

حاتمؔ تمام عمر تو رونے سے منہ نہ پھیر
ماتم ہے دوستوں کو شہ کربلا کا فرض

شاہ حاتمؔ دہلوی

## ماتم خانۂ دل:

روز و شب یا نوحہ و زاری ہے یا آہ و فغاں
یا الٰہی یہ کوئی دل ہے کہ ماتم خانہ ہے

حاتمؔ

## عشرۂ محرم:

گلشنِ دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم
شبنم اس باغ میں جب آئے تو گریاں آئے

غالبؔ

https://downloadshiabooks.com/

## شب بیداری:

موت کے آتے ہی ہم کو خود بخود نیند آ گئی
کیا اسی کی یاد میں کرتے ہیں شب بیداریاں

خواجہ حیدر علی آتشؔ

## بلند آواز سے گریہ کرنا

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

امیرؔ نالہ بھی ہو ساتھ ساتھ اشکوں کے
جرس بھی شرطِ سفر میں ہے کارواں کے لیے

امیرؔ مینائی

## مجلس و ماتم:

جب نالہ کش ہوا تب مجلسیں رُلائیں
تھا میرؔ دل شکستہ یا کوئی نوحہ گر تھا

میر تقی میرؔ

## تبرّک:

زباں کاٹیں جو کم رزقی کا اب آئے گلہ لب پر
تبرّک مل گیا ہم کو بھی درگاہِ الٰہی سے

امیرؔ مینائی

## اشکِ غمِ حسینؑ

کام آئیں گے محشر میں امیرؔ اشکِ غمِ شاہؑ
قیمت میں یہ قطرے دُرِ گوہر سے بڑھیں گے

امیرؔ مینائی

https://downloadshiabooks.com/

## مرثیہ اور ماتم:

تھا روز کون سا کہ یہاں غم نہیں رہا
پڑھ پڑھ کے دل کا مرثیہ ماتم نہیں رہا

ممنونؔ دہلوی

## مرثیہ خوانی:

لوگ نا آشنائے غم ہیں اسیر
کون سنتا ہے مرثیہ میرا

اسیرؔ

رہے گا رنج زمانے میں یادگار ترا
وہ کون دل ہے کہ جس میں نہیں مزار ترا

چکبستؔ

## غمِ حسینؑ:

سوزِ غم دے کے مجھے، اُس نے یہ ارشاد کیا
جا تجھے کشمکشِ دھر سے آزاد کیا

جوشؔ ملیح آبادی

## خاکِ شفا سے الفت:

نہ ہو تسکینِ دل تو پھر کہنا
خاک لے جاؤ میری تربت کی

غضنفر نواب دانشؔ

https://downloadshiabooks.com/

مجلسِ عزا:

ڈھل گیا آوازِ حق میں آج صدیوں کا سکوت
لوگ کھل کر قصّہء دار و رسن کہنے لگے

امیّد فاضلی

غمِ شبیرؑ:

غم خانہء زمانہ میں تسلیم روز و شب
عشرت نہ چاہیے غمِ شبیرؑ چاہیے

امیر اللہ تسلیم

سینہ زنی:

یوں دھڑکتا ہے دلِ زار آثر راتوں کو
دور پر جیسے کہیں سینہ زنی ہوتی ہے

جعفر علی خاں آثر

سنّتِ آلِ علیؑ:

سنتِ آلِ علیؑ کون کرے گا پوری
آج جس شہر کو دیکھا وہی کوفہ نکلا
وہ فلسطیں ہو کشمیر کہ قبرص شہرتؔ
ہر جگہ اپنے مقدر کا جنازہ نکلا

شہرتؔ بخاری

https://downloadshiabooks.com/

## ذکرِ حسینؑ تربیت گاہ:

تمہاری بزم کیا ہے تربیت گاہِ محبت ہے
فرشتہ بھی یہاں سے آدمی بن کر نکلتا ہے

رعناؔ اکبرآبادی

## محشر میں امام حسینؑ سربکف آئیں گے:

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

امیرؔ مینائی

## محشر میں حسینؑ کی آمد:

پھر بارگاہِ عشق میں پہنچا ہوں سربکف
زخموں سے پاش پاش کلیجہ لیے ہوئے

جوشؔ ملیح آبادی

کہہ دو یہ قاتلوں سے کہ ہاتھوں میں سر لیے
مقتل سے سوئے شہر چلے سربریدہ لوگ

امیدؔ فاضلی

## نوشتۂ دیوار:

میں اپنے خون سے لکھوں گا برسرِ دیوار
وہ لفظ جو مرے ہونٹوں میں تو نے دفنائے

احمد ظفرؔ

https://downloadshiabooks.com/

## شامی اور کوفی:

کریں تم سے ہم بے رخی توبہ توبہ
یہ کوفی کریں گے یہ شامی کریں گے

داغ

باب سوم ......

# فرہنگِ ذکرِ کربلا اور غزل میں مماثلت

غزل میں زیادہ تر درد وغم کے واقعات کا بیان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ غزل کی رنگینی اور اثر اب تک قائم ہے۔ ارسطو نے کہا تھا کہ بلندیٔ نفس اور رفعتِ خیال وعمل کی تمام باتیں واقعۂ غم کے سرشت میں مضمر ہوتی ہیں۔

واقعۂ کربلا بذاتِ خود درد وغم کا واقعہ ہے اور حیاتِ انسانی پر اس واقعہ کے اثرات سے انکار ناممکن ہے۔ اس لیے دانستہ اور غیر دانستہ دونوں طرح سے غزل کے المیہ مضامین واقعۂ کربلا سے متاثر ہوئے ہیں۔

اردو شاعری نے فارسی کے سائے میں پرورش پائی اور غزل پر فارسی شاعری کے اثرات زیادہ مرتب ہوئے۔ غزل کے تمام اساسی مضامین کا مواد ایران سے آیا ہے۔

ابھی ملکِ عرب کی تہذیب وتمدن، معاشرت اور اخلاق اور زندگی میں اسلام نے تغیر اور انقلاب کی نئی روح پھونکی ہی تھی اور اسلام کی ابتدا تھی کہ ۱۰ محرم ۶۱ ھ کو اسی سرزمین عرب پر حادثۂ کربلا واقع ہوا۔

خاندانِ بنی ہاشم کے مردوں اور خواتین نے واقعۂ کربلا پر دردناک مرثیے کہے، شعرائے عرب اس واقعے سے اتنا متاثر ہوئے کہ انھوں نے واقعۂ کربلا کو اپنی شاعری کا مستقل موضوع بنالیا لیکن حکومت بنی امیہ نے ایسے شاعروں کے قتل کا فرمان جاری کیا جو واقعۂ کربلا نظم کرتے تھے۔ عرب کے شاعروں نے یہ راہ نکالی کہ کھل کر مرثیے عام نہ کرتے بلکہ قصائد کی تشبیب میں جو غزل کے انداز پر ہوتی تھی اس میں واقعۂ کربلا

https://downloadshiabooks.com/

کے مصائب اور بنی امیہ کے مظالم کو اشاراتی انداز میں نظم کرتے گئے۔ اس زمانے میں غزل نے واقعۂ کربلا سے متاثر ہو کر درد و غم کے مضامین اپنے میں سمیٹ لیے۔ عرب کی شاعری کے اثرات، ایران کی فارسی شاعری پر پڑنا لازمی تھا۔

ایران کی شہزادی شہر بانو امام حسینؑ کی زوجہ تھیں اور یہی حسینؑ ہیں جن کے خونِ شہادت سے کربلا کا دامن رنگین ہو گیا۔ لازمی طور پر وطن پرست ایرانیوں کے تخیئل پر واقعۂ کربلا نے گہرا اثر ڈالا۔ ایک معمولی سی جنگ سے ادب اور شاعری میں کتنے الفاظ کتنے مضامین پیدا ہو جاتے ہیں تو ایسے عظیم الشان واقعے سے ملکی تمدن کیوں نہ متاثر ہوتا۔

واقعۂ کربلا کے وقت عرب فاتح، ایران پر بھی حکمران تھے۔ بنی امیہ اور پھر بنی عباس کی سلطنت رہی۔ عہدِ مامون رشید تک ایران کے معاشرے پر عربی زبان کے اثرات مستحکم ہو چکے تھے اور اسی عہد میں ایران کی شاعری کا عروج ہوا۔ محمود وراق جس کی وفات ۲۲۱ھ میں ہوئی، اس کے کلام میں غزل کے رنگ کی ابتدا پائی جاتی ہے اور یہ غزل کا رنگ اور غزلوں کا خاکہ ایرانیوں کے دماغ میں قصیدے کی تشبیب میں رنگ تغزل کو دیکھ کر پیدا ہوا اور غزل ایک جدید صنف نظم کی صورت میں ظہور پذیر ہوئی۔ جس میں واقعہ کربلا کو پھلنے پھولنے کا زیادہ موقع تھا۔ غزل میں واقعۂ کربلا کے بیان کے لیے جذبات و احساسات کو نیا راستہ ملا۔ قدیم فارسی غزل گو شعرا اگر صاف صاف کھلے لفظوں میں واقعاتِ کربلا کو ظاہر نہ کر سکے تو علاماتی انداز میں تشبیہ و استعارے اور صنائع و بدائع میں کربلا کا ذکر ضرور کیا ہے۔

حکومتِ وقت کے خوف سے انھوں نے یہ راستہ اختیار کیا۔ تلاش کے بعد بے شمار فارسی غزل کے اشعار مل جاتے ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے وسط میں خلافت عباسیہ کا زوال ہونے لگا اور ایران کے ایک حصے میں آلِ ساسان کی حکومت قائم ہوئی۔ انھی

https://downloadshiabooks.com/

سامانیوں میں نصر بن احمد بادشاہ بخارا کا درباری شاعر رودکی ہے جس نے فارسی زبان میں پہلا دیوان مرتب کیا اور جو ''آدم الشعرا'' کہا جاتا ہے اس کا زمانہ ۲۹۵ھ سے ۳۳۱ھ کے قریب ہے اس کا ایک بہت مشہور شعر ہے جس میں کربلا کے لفظ کو علاماتی انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

بر زمینِ کربلا از آسمان
حور و غلمان نوحہ خوان آید ہمی

اس عہد کے بعد فارسی زبان کو آزادی ملی اور شاعری کے دھارے کا رُخ بدل گیا ایران کے مشہور شاعر نظیری کا یہ شعر ہے:-

چوں می رود نظیریؔ خونین کفن بہ حشر
حلقے فغان کنند کہ این دادخواہ کیست

اس شعر میں امام حسینؑ کے خونین کفن میں بروزِ حشر دادخواہی کے لیے آنے کے واقعے کی طرف اشارہ ہے۔غزل کے اس شعر میں یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کا تعلق واقعۂ کربلا سے ہے مگر چونکہ ایسی کوئی بات واقعۂ کربلا کے سوا اور کہیں کہیں ملتی اس لیے یہ لازماً واقعۂ کربلا کے تخیل سے متعلق ہے۔

زمانۂ قدیم کے فارسی شعرا کے یہاں ایسے بہت سے اشعار ملتے ہیں۔خواجہ حافظ اور سعدی اور بعد کے شعرا کے اشعار ایسے صاف ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ واقعۂ کربلا سے فارسی غزل متاثر ہو چکی تھی۔مثلاً حافظ شیرازی کا یہ شعر ہے:-

انچہ جان عاشقاں از دست ہجرت می کشد
کس نہ دیدہ در جہاں جز کشتگان کربلا

حافظ شیرازی کا انتقال ۷۹۱ھ مطابق ۱۳۸۹ء میں ہوا جب کہ ہندوستان میں امام

https://downloadshiabooks.com/

حسینؑ سے عقیدت رکھنے والے سلاطین بہمنی کی حکومت قائم ہو چکی تھی اور اُردو زبان جنم لے چکی تھی۔

اردو شاعری نے فارسی کے سائے میں پرورش پائی اور غزل پر فارسی شاعری کے اثرات زیادہ مرتب ہوئے۔ غزل کے تمام اساسی مضامین کا مواد ایران سے ہندوستان آیا ہے۔

دوسری جانب کربلا کے واقعات پر لکھے گئے مرثیوں کے ارتقا نے بھی غزل کو متاثر کیا۔ مساوات، تزکیۂ نفس، حق و باطل کا فرق، اظہارِ حق کی بیباکی، اخلاق و آداب کا بھرپور اظہار مرثیوں کے ذریعے سے ہوا ہے۔ اور مرثیے نے واقعاتِ کربلا کے بیان میں ان موضوعات کو سرِ فہرست رکھا، یہ تمام موضوعات مرثیے کی راہ سے غزل میں بھی در آئے۔

اردو غزل گو شعرا نے زلف و گیسو، کمر و دہن اور متبذل اور سوقیانہ طرزِ ادا اور مضامین کو ترک کر کے مرثیوں کے علاوہ وہ مضامین جن میں اخلاقی پہلو نمایاں تھا غزل میں سمیٹ لئے۔ واقعۂ کربلا میں وہ تمام اجزا مثلاً مظالم و مصائب، صحرا نوردی، صبر و وفا، خانہ ویرانی، بے نوائی، اسیری وغیرہ غزل کے لیے بھی جاذب نظر تھے چونکہ یہ تمام مضامین کربلا اور غزل میں مشترکہ کہے جا سکتے ہیں۔ اس لیے بھی غزل پر واقعاتِ کربلا کا بھرپور اثر پڑنا لازمی تھا۔ بالکل اسی طرح بیکس اور مجبوری، عاشق کا گریہ کرنا، جلتے ہوئے آشیاں کا ماتم، قاتل کی پشیمانی۔ یہ تمام موضوعات غزل میں کربلا کے اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔

شمع کی تنہائی، شمع اور پروانہ، گل و بلبل، غزل کی مخصوص علامتیں اور استعارے ہیں، کہنے کو یہ چند محدود الفاظ ہیں لیکن ایسے دور میں جب کہ بے باکیٔ گفتار اور صاحبِ اختیار پر تنقید کے مواقع بہت کم تھے اور اعلانیہ واقعۂ کربلا کا ذکر موت کو دعوت دینا تھا،

https://downloadshiabooks.com/

فارسی غزل گوشعرا نے ان استعاروں میں اپنے ماحول کی ترجمانی اور اس پر تنقید بڑی خوبی سے کی ہے، یہی اثرات فارسی سے اردو غزل میں بھی آئے ، اور یہ تمام استعارے واقعاتِ کربلا کو اپنے میں جذب کئے ہوئے تھے۔شمع کی تنہائی کا ایک منظر مائل لکھنوی کی غزل کے ایک شعر میں دیکھئے۔

اے اہلِ عالم کن آنکھوں سے وہ منظر دیکھا تم نے
جب شمع اکیلی روشن تھی اور کوئی نہ تھا پروانوں میں

شمعِ محفل اور پروانوں کو کربلا کے میدان میں دیکھئے۔ وقتِ عصر ہے، شمعِ امامت کے پروانے ایک ایک کر کے شہید ہو چکے تھے۔اب نہ وہ محفل ہے نہ مجمع ،حسینؑ ابنِ علیؑ بیکس وتنہا ہیں۔کیا یہ شمع کی تنہائی کا منظر کربلا سے ماخوذ نہیں ہے؟

بالکل اسی طرح گل وبلبل بھی واقعاتِ کربلا کے استعارے ہیں، اسی بیکسی وتنہائی کا میر انیسؔ نے ''گل وبلبل'' کے استعاروں میں بیان کیا ہے۔

خاروں سے پوچھیے نہ کسی گل سے پوچھیے
صدمہ چمن کے لٹنے کا بلبل سے پوچھیے

غزل میں بے شمار محاوروں، استعاروں اور تراکیب میں صاف صاف واقعاتِ کربلا کا اظہار پایا جاتا ہے، یہ فہرست خاصی طویل ہے لیکن چند یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

ظالم ومظلوم، صیاد اور صید، قاتل اور مقتول کے حوالے سے جفا جو، شمشیر، مقتل، بسمل، زخمی، دامنِ خوں آلود، خنجر، سناں، تیر، بھالے، نیزے کے ہزاروں مضامین غزل میں ملتے ہیں۔اور یہ سب واقعۂ کربلا سے ماخوذ ہیں۔

غزل میں عاشق کا جو پیکر اُبھر کر آتا ہے وہ ان تراکیب سے ماخوذ ہے، جواں مرد، شجاع، بات کا دھنی، ایثار پسند، شہادت کا شائق، قربان گاہِ محبت میں ہمت سے قدم

https://downloadshiabooks.com/

رکھنے والا، مظالم کا مقابلہ کرنے والا، یہ سب امام حسینؑ کے کردار سے غزل نے اپنے میں جذب کرلیا۔ عاشق کی دوسری صورت جو غزل میں اُبھرتی ہے وہ یہ کہ نحیف وزار ہے، گریباں چاک ہے، خاک بسر، گرفتارِ مصیبت، کبھی قیدیٔ زنداں ہے اور کبھی صحراؤں اور دشتِ بلا میں آبلہ پا کانٹوں پر گھسیٹا جاتا ہے، کبھی گلے میں طوق ہے، کمر میں زنجیر، پاؤں میں بیڑی اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں۔ یہ دوسرا سراپا حضرت سیّد سجادؑ کے کردار کا پرتو ہے۔

دیکھئے غزل کے یہ بے شمار محاورے، استعارے اور تراکیب واقعاتِ کربلا کے اثرات کو ظاہر کرتے ہیں۔

خون میں لوٹنا، لہو میں نہانا، تشنہ دہانی، تشنگیٔ شوق، تشنۂ دیدار، آبِ تیغ، خیمہ گاہِ تشنگان، قبر شہید، کربلائے عشق، کربلائے دنیا، گنجِ شہیداں، آئینہ کربلا، خاکِ شفا، شہیدوں کا جمال، راہِ عشق کا شہید، کوچۂ کربلا، خنجر قاتل، کوچۂ قاتل، قتل کا غل، خنجرِ جفا، سرتہہ خنجر بے گناہ عاشق کا قتل، خونِ شہدا، رنگ خون شہدا، خون بہا، لاشوں کا تڑپنا، دشتِ بلا، خونِ تمنا۔

تیغ ستم، زیرِ تیغ ستم، تیغِ بُرّاں، غبارِ سرخ، ترکِ سر، مقامِ رضا، شفق کی سرخی، دل خوں کرنا، گلشنِ وفا، قفسِ کربلا، شہیدانِ وفا، گورِ غریباں، مسافر کی میت، غریب کی قبر، مزارِ شہید، تربتِ شہید، مسافر کی لاش، مسافر کی قبر، وادیٔ غربت، دشتِ بلا، سامانِ ماتم، سامانِ عزا، سامانِ غم، دیوارِ زنداں، قیدیِ پُر بیداد، فولادی بیڑیاں، خاکِ مزار۔

خاک وخون میں تڑپنا، شہیدوں کے پھول ہونا، شہید بے کفن، آستیں خوں سے تر ہونا، خونِ شہیداں کا جوش مارنا، لاش کا تشہیر کرنا، لاشہ پامال ہونا، غریب الدّیار، شہیدِ بیکس، زیرِ تیغ پیامِ حق سنانا، زیرِ خنجر سجدہ ادا کرنا، دیارِ تیغ، مقتلِ وفا، دشتِ وفا، چہرے پر

https://downloadshiabooks.com/

لہو ملنا، نیزے پر سر بلند ہونا، مقتلِ وفا سنوارنا، دریا سے پیاسا واپس آنا، دریا کے پاس پیاسا رہنا، قاتل کا ہاتھ ملنا، آشیاں اجڑ جانا، آشیاں میں آگ لگنا، بے وطن کی میت، ظالم کے سامنے سر نہ جھکنا، جلتا صحرا، تپتا صحرا، جنگل کی دھوپ، صحرا کی طپش، تیروں سے دل چھیدنا، بیادِ تشنہ لباں، بازوؤں کا کٹنا، شانوں کا کٹنا، عاشقِ جانباز، دلِ کشتہ کی میّت، سرتا بہ قدم زخمی ہونا، تیغوں کا برسنا، سجدے میں تلوار کھانا، سجدے میں سر قلم ہونا، حلقِ بریدہ سے تقریر کرنا، مر کے زندۂ جاوید ہو جانا، بوسیدہ پیراہن لٹنا، اسیرانِ بلا، قاتلوں کے چہروں سے نقاب اُٹھنا، سادات کے خون سے گارا بننا، سادات کو زندہ چنوا دینا، مزاروں کو پامال کرنا، دھوم سے علم اُٹھنا، شام کا سیاہ پوش ہونا، بیکسوں کی شام، غریبوں کی شام، شامِ غریباں، صبح کا گریباں چاک ہونا، تبرک تقسیم کرنا، بزمِ عزا میں اشک بہانا، سوز پڑھ پڑھ کر رُلانا، شب بیداری کرنا، تربت کی خاک آنکھوں سے لگانا، شب میں سینہ زنی کرنا، ماتم خانۂ دل، ہر دل عزا خانہ ہے، کلیجہ پاش پاش ہونا، نوشتۂ دیوار، خونِ بسمل، چراغ بجھا دینا، نیزے پر سر بلند ہونا، آخری سواری، آباد گھر تاراج ہونا، آخری حجت تمام ہونا۔

اسی طرح پانی اور آب کے محاورے اور روز مرہ کے واقعات جو کربلا کے واقعات کے زیرِ اثر غزل میں استعمال ہونے لگے۔

پانی بند کر دینا، آبِ زشت، پانی کا قحط ہونا، پانی کو ترسنا، آبِ تیغ، آبِ دم تیغ پینا، آبِ دمِ شمشیر، پیاسوں کے خیمے لٹنا، پانی بند کرنے والا یزید ہوتا ہے۔

آخر میں ہم غزل کے ان اشعار کا انتخاب پیش کر رہے ہیں جن پر واقعاتِ کربلا کے اثرات صاف اور نمایاں طور سے دیکھے جا سکتے ہیں۔

انتخاب کے دوسرے حصے میں غزل کے وہ اشعار درج کیے گئے ہیں جن میں ذکر

https://downloadshiabooks.com/

کربلا موجود ہے اور شاعر نے عمداً غزل میں واقعاتِ کربلا کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام مثالوں میں ایک شعر بھی مرثیے، قصیدے، مثنوی، رباعی اور نوحہ وسلام سے نہیں انتخاب کیا گیا، یہ صرف اور صرف غزل کے اشعار ہیں۔

جدید غزل گو شعرا کے یہاں بھی تنہائی، لہو، دریا، صحرا، پانی، پیاس، خیموں کا جلنا، اسی طرح کے بے شمار الفاظ، محاورے، تلازمات اور اسلوب کا نیا پن ابھرا ہے، اور یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ اردو مرثیے میر تقی میر اور میر انیسؔ کی عطا ہیں اور اس قسم کے اشعار پڑھنے کے بعد واقعاتِ کربلا کے لاشعوری اثرات واضح ہو جاتے ہیں۔ کلاسیکل غزل گو شعرا کے اشعار کے ساتھ ساتھ جدید اور جدید غزل گو شعرا کے اشعار بھی انتخاب میں شامل ہیں۔

''امام حسینؑ نے سر دے دیا لیکن سر نہیں جھکایا'' یہ کربلا کا مرکزی پیغام ہے مجازؔ کا یہ شعر غزل سے انتخاب کیا گیا ہے۔

بہ ایں سیلِ غم و سیلِ حوادث
مرا سر ہے کہ اب بھی خم نہیں ہے

## میر تقی میرؔ ''غزل اور کربلا'':

میر تقی میرؔ سے بڑا غزل گو اُردو شاعری نے اب تک پیدا نہیں کیا اور ان کی غزل کا مرکزی نقطہ واقعۂ کربلا ہے۔

## غالبؔ ''غزل اور کربلا''

غالبؔ کی غزل میں غم کے سائے بہت تھوڑے ہیں۔ وہ واقعۂ کربلا سے متاثر ضرور ہوئے لیکن اُن کی شاعری کا مرکزی خیال محبتِ علیؑ ہے۔

https://downloadshiabooks.com/

## میر انیسؔ "غزل اور کربلا"

میر انیسؔ اگر غزل کی طرف مائل ہو جاتے تو میرؔ کے بعد سب سے بڑے غزل گو ہوتے مرثیوں میں غزل کا پرتو اس بات کی سند ہے۔

## اقبالؔ "غزل اور کربلا"

اقبالؔ نے اُردو میں واقعۂ کربلا پر کوئی طویل نظم نہیں لکھی جو کچھ لکھا فارسی میں لکھا۔ لیکن اُن کی غزلیں واقعۂ کربلا کی علامتوں سے مزّین ہیں۔

https://downloadshiabooks.com/

بہ قدرِ شوق نہیں ظرفِ تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیئے وسعت مرے بیاں کے لیے
غالبؔ

https://downloadshiabooks.com/

باب چہارم ....... 

# بلاواسطہ اشعارِ غزل

قاصد کا قتل:

نامے کو چاک کر کے کرے نامہ بر کو قتل
کیا یہ لکھا تھا میرؔ مری سرنوشت میں

میر تقی میرؔ

گلیوں میں لاش کھینچنا:

گلیوں میں مری لاش کو کھینچے پھرو کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سرِ رہ گزار تھا

میر تقی میرؔ

لاش کی تشہیر:

رسوائیِ عاشق سے تسلّی نہیں خوباں
مرجاوے گا تو لاش کو تشہیر کریں گے

میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

لاش کی تشہیر:

مر گئے پر بھی نہ رسوائی گئی
شہر میں اب لاش بھی تشہیر ہے
میر تقی میرؔ

سجدۂ آخر:

تلواریں کتنی کھائی ہیں سجدے میں اس طرح
فریادی ہوں گے مَل کے لہو کو جبیں سے ہم
میر تقی میرؔ

منزلِ تسلیم و رضا:

زیرِ شمشیرِ ستم میرؔ تڑپنا کیسا
سر بھی تسلیمِ محبت میں ہلایا نہ گیا
میر تقی میرؔ

محرابِ تیغ میں سجدہ:

بارِ سجدہ ادا کیا تہہِ تیغ
کب سے یہ بوجھ میرے سر پر تھا
میر تقی میرؔ

وہ ایک سجدہ:

شیخ پڑے محرابِ حرم میں پہروں دوگانہ پڑھتے ہیں
سجدہ اس تیغ تلے کا ان سے ہو تو سلام کریں
میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

اسیری:

کب تلک داغ دکھاوے گی اسیری مجھ کو
مر گئے ساتھ کے میرے تو گرفتار کئی

میر تقی میرؔ

حقِ محبت:

تیغِ ستم سے اس کی مرا سر جدا ہوا
شکرِ خدا کہ حقِ محبت ادا ہوا

میر تقی میرؔ

بیعت کا سوال پھر نہ ہوا:

پھر بعد میرے آج تلک سر نہیں بکا
اک عمر سے کساد ہے بازارِ عشق کا

میر تقی میرؔ

عاشقانِ خدا کی شہادت:

خوں میں لوٹوں کہ میں لُوہو میں نہاؤں اے میرؔ
یار مستغنی ہے اس کو مری پروا کیا ہے

میر تقی میرؔ

محرم کے دس دن:

شادی و غم میں جہاں کی ایک سے دس کا ہے فرق
عید کے دن ہنسیے تو دس دن محرم روئیے

میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

عشق کی راہ میں قربانی:

عشق کی راہ نہ چل خبر ہے شرط
اوّلِ گام ترکِ سر ہے شرط
میر تقی میرؔ

قبرِ حسینؑ پر مظالم:

مت تربتِ میرؔ کو مٹاؤ
رہنے دو غریب کا نشاں تو
میر تقی میرؔ

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

درِ حسینؑ پر موت آئے:

اگر طالع کرے یاری تو مریئے کربلا جا کر
عبیر اپنے کفن کی خاک ہو اس آستانے کی
میر تقی میرؔ

درِ حسینؑ پر سجدہ:

سجدہ اس آستاں کا نہ جس کو ہوا نصیب
وہ اپنے اعتقاد میں انسان ہی نہیں
میر تقی میرؔ

سجدہ گاہ:

سجدہ کوئی کرے تو درِ یار پر کرے
ہے جائے پاک شرط عبادت کے واسطے
میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

خاکِ شفا سے محبت:

پڑھتے نہیں نماز جنازے پر اس کے میرؔ
دل میں غبار جس کے ہو خاکِ امام سے

میر تقی میرؔ

بیعت سے انکار:

پشت پا مارے ہیں شاہی پر گدائے کوئے عشق
دیکھو تم یاں کا خدا کے واسطے دستور ٹک

میر تقی میرؔ

غمِ حسینؑ واجب ہے:

عشاق کے تئیں ہے عجز و نیاز واجب
ہے فرضِ عین رونا دل کا گداز واجب
یوں سرفرو نہ لاوے ناداں کوئی وگرنہ
رہنا سجود میں ہے جیسے نماز واجب

میر تقی میرؔ

کربلا کعبہ ہے:

جہاں سجدے میں ہم نے غش کیا تھا
وہیں شاید کہ اس کا آستاں ہو

میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

تیرِ ستم:

کیا فقط توڑ کے چھاتی ہی گیا تیر اُس کا
لے گیا صاف مرے دل کو بھی پیکان کے ساتھ

میر تقی میرؔ

اسوۂ اصحاب حسینؑ:

جو راہِ دوستی میں اے میرؔ مر گئے ہیں
سر دیں گے لوگ ان کے پائے نشاں کے اوپر

میر تقی میرؔ

شوقِ شہادت:

کس کے تئیں ہوتا ہے قطعِ زندگانی کا یہ شوق
سر کٹانے کو گلے میں جمع ہیں رگ ہائے شمع

میر تقی میرؔ

حبیب ابنِ مظاہر:

قامتِ خمیدہ اس کی مثلِ کماں تھی لیکن
قربان گہہ وفا میں مانندِ تیر آئے

میر تقی میرؔ

تشنہ لبی:

تشنہ لب مر گئے ترے عاشق
نہ ملی ایک بوند پانی کی

میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

کربلا کی دھوپ میں لاشیں:

دھوپ میں جلتی ہیں غربت وطنوں کی لاشیں
تیرے کوچے میں مگر سایۂ دیوار نہ تھا
میر تقی میر

عَلَم:

دست کش نالہ پیش رو گریہ
آہ چلتی ہے یاں علم لے کر

یہ پوری دنیا کربلا ہے:

کیسے کیسے مکاں ہیں ستھرے — اک ازاں جملہ کربلا ہے یاں
اک سسکتا ہے ایک مرتا ہے — ہر طرف ظلم ہورہا ہے یاں
صد تمنّا شہید ہیں یک جا — سینہ کوبی ہے تعزیا ہے یاں
دیدنی ہے غرض یہ صحبتِ شوق — روز و شب طُرفہ ماجرا ہے یاں
خانۂ عاشقاں ہے جائے خوب — جائے رونے کی جابجا ہے یاں
میر تقی میر

سوگواری:

ہمیں تو باغ کی تکلیف سے معاف رکھو — کہ سیر وگشت نہیں رسم اہلِ ماتم کی
گھرے ہیں درد والم فراق کے ایسے — کہ صبحِ عید بھی یاں شام ہے محرّم کی
میر تقی میر

https://downloadshiabooks.com/

## مرثیہ خوانی:

فصلِ خزاں میں بلبل ہے گل کا مرثیہ خواں
مرغانِ باغ کب ہیں اس کے جوابیوں میں

میر تقی میر

## مجلسِ عزا:

ہر حرفِ غم نے میرے مجلس کے تئیں رُلایا
گویا غبار دل کا پڑھتا کتاب نکلا

میر تقی میر

## روضہ خوانی:

پوچھو نہ دل کے غم کو ایسا نہ ہوئے یاراں
مانند روضہ خواں کے مجلس کے تئیں رُلاؤں

میر تقی میر

## عشرۂ محرّم:

روتے کڑھتے خاک ہی ملتے جیتے رہے ہم دنیا میں
دس دن اپنی عمر کے گویا عشرہ تھا یہ محرم کا

میر تقی میر

## تلواروں کا رُخ:

گرچہ جرمِ عشق اوروں پر بھی ثابت تھا و لے
قتل کرنا تھا ہمیں ہم ہی گنہگاروں میں تھے

میر تقی میر

https://downloadshiabooks.com/

حق کا راستہ:

برسے اگر شمشیر سروں پر منہ موڑیں زنہار نہیں
سیدھے جانے والے ادھر کس کے پھیرے پھرتے ہیں

میر تقی میرؔ

امام حسینؑ کو ہر طرح پریشان کیا گیا:

کر رحم ٹک کب تک ستم مجھ پر جفا کار اس قدر
یک سینہ خنجر سینکڑوں یک جان آزار اس قدر

میر تقی میرؔ

ظالموں کے پاس رحم نہیں تھا:

قطعی ہے دلیل اے میر اس تیغ کی بے آبی
رحم ان نے میرے حق میں مطلق نہ روا رکھا

میر تقی میرؔ

درگاہِ الٰہی:

سجدہ کرتے ہیں سر کٹے ہیں جہاں
سو ترا آستان ہے پیارے

میر تقی میرؔ

پورا جسم زخمی تھا:

ڈوبا لہو میں پڑا تھا ہمگی پیکر میرؔ
یہ نہ جانا کہ لگی ظلم کی شمشیر کہاں

میر تقی میرؔ

https://downloadshiabooks.com/

### سرتاپا زخمی:

ایک بھی زخم کی جا جس کے نہ ہو تن پہ کہیں
کوئی دیتا ہے بھلا ایسے کو آزار ہنوز

میر تقی میر

### بے گور لاشے:

سنا ہے حال ترے کشتگاں بچاروں کا
ہوا نہ گور گڑھا ان ستم کے ماروں کا

میر تقی میر

### سرِ حسینؑ بول رہا تھا:

وا اس سے سر حرف تو ہو گو کہ یہ مر جائے
ہم حلق بریدہ ہی سے تقریر کریں گے

میر تقی میر

### قاتل کی پشیمانی:

جم گیا خوں کفِ قاتل پہ ترا میر زبس
ان نے رو رو دیا کل ہاتھ کو دھوتے دھوتے

میر تقی میر

### قبرِ مظلوم کی زیارت:

بے کسی برسا کی اپنی گور پر
جو ادھر سے ہو کے گذرا رو گیا

میر تقی میر

https://downloadshiabooks.com/

## نامِ حسینؑ کا اثر:

جب نام ترا لیجے تب چشم بھر آوے
اس زندگی کرنے کو کہاں سے جگر آوے

میر تقی میر

## نامِ حسینؑ پر رونا آتا ہے:

لاکھوں جتن کئے نہ ہوا ضبط گریہ لیک
سنتے ہی نام آنکھوں سے آنسو گرے کروڑ

میر تقی میر

## حلقِ بُریدہ:

حاصل نہ پوچھ باغِ شہادت کا بوالہوس
یاں پھل ہر اک درخت کا حلقِ بریدہ تھا

میر تقی میر

## بے گور لاشے:

ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی بھی حد اک آخر ہوتی ہے
کشتے اس اِک تیغِ جفا کے گورتیئں کب لائے گئے

میر تقی میر

## وضو کے لیے بھی پانی نہیں تھا:

وضو کو مانگ کے پانی خجل نہ کر اے میر
وہ مفلسی ہے تیمّم کو گھر میں خاک نہیں

میر تقی میر

https://downloadshiabooks.com/

عشقِ الٰہی:

دور بیٹھا غبار میرؔ اُس سے
عشق بن یہ ادب نہیں آتا

میر تقی میرؔ

اللہ کے محبوب بندے:

عشق یہ ہے کہ جو تھے خلوتیٔ منزلِ قدس
وہ بھی رسوائے سرِ کوچہ و بازار ہوئے

میر تقی میرؔ

تسلیم ورضا کی منزل:

کب تھی ہمیں تمنا اے ضعف یہ کہ تڑپیں
پر زیرِ تیغ اس کی ہم ٹک تو سر ہلاتے

میر تقی میرؔ

تشنہ لبی:

اس دشت میں اے سیل سنبھل ہی کے قدم رکھ
ہر سمت کو یاں دفن مری تشنہ لبی ہے

میر تقی میرؔ

پھول کی رسم: (امام کا سوئم):

رکھے سیپارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے
چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

خان آرزو (میرؔ کے استاد)

https://downloadshiabooks.com/

خونِ آستین:

آستیں حشر کے دن خون سے تر ہو جس کی
یہ یقیں جانیو اس کو کہ مرا قاتل ہے

شیخ بقا اللہ بقا اکبر آبادی (سودا کے ہم عصر)

سیاہ لباس غم کی علامت:

تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبانِ سحر بھی

سودا

شام کے قیدی:

فضا میں کیوں تلاطم ہے ہوائیں کیوں پریشاں ہیں
اسیرانِ بلا کس کو قفس میں یاد کرتے ہیں

خواجہ میر درد

شہادت پسرانِ مسلمؑ:

دریا میں لے کے لاش کو میری بہا دیا
قاتل نے میرے قتل کا یہ خوں بہا دیا

مرزا علی نقی محشر (سودا کے ہم عصر)

روضہ خوانی:

مصحفی شاعری رہی ہے کہاں
اب تو مجلس کے روضہ خواں ہیں ہم

غلام ہمدانی مصحفی

https://downloadshiabooks.com/

دشتِ کربلا:

ہندوستاں نمونۂ دشت بلا ہے کیا
جو اس زمیں پہ تیغ ہی چلتی ہے اب تلک

غلام ہمدانی مصحفی

مرثیہ خوانی:

تمہارے ساتھ میاں مصحفی ہیں جوق کے جوق
مگر تم آتے ہو مجلس سے مرثیہ پڑھ کر

غلام ہمدانی مصحفی

سوز خوانی:

کچھ میں شاعر نہیں اے مصحفی ہوں مرثیہ خواں
سوز پڑھ پڑھ کے محبّوں کو رُلا جاتا ہوں

غلام ہمدانی مصحفی

صبر ورضا:

زخمِ تیغِ جفاے گردوں کا
غیرِ صبر و رضا ہے مرہم کیا

غلام ہمدانی مصحفی

ماتم:

رو لیے غم میں دل کے دو آنسو
ہم سے ماتم زدوں کا ماتم کیا

غلام ہمدانی مصحفی

https://downloadshiabooks.com/

نوحہ اور محرّم:

سچ ہے ہاں اہلِ درد کیا سمجھے
نوحہ کیسا مہِ محرّم کیا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

خوں بہا:

قتل کرنا سہل سمجھے ہیں مرا صاحب چہ خوش
یہ نہیں سمجھے دو عالم خوں بہا ہوجائے گا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

بے کفن لاشہ:

مرا لاشہ دیوے نہ یہ صدا؟ جو برہنہ خاک پہ ہو پڑا
میں امیدوارِ کفن رہا، میں امیدوارِ کفن رہا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

محرّم کا چاند:

کیا جانے گلا کس کا دیکھا ہے مہِ نو نے
جو اس کے تصوّر میں ہے دست خمیدہ سا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

دین کی بقا:

سوے کعبہ میں نے سجدہ کیا بعدِ سر بریدن
دمِ ذبح بھی زبس تھا مجھے پاس اپنے دیں کا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

https://downloadshiabooks.com/

## قیامت میں شہید کی آمد:

شمشیر کی برش کو اگر یاد کرے گا
لاشہ مرا محشر میں بھی فریاد کرے گا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

## کربلائے عشق:

کربلائے عشق میں عشاق کی
تیغ و خنجر پر ہے مہمانی صریح

غلام ہمدانی مصحفیؔ

## تربت کی خاک:

کیا جانے کس شہید کی تربت کی خاک تھی
تودے سے جو نکلتے ہیں اس کے خدنگ سرخ

غلام ہمدانی مصحفیؔ

## لہو بھرا گھوڑا:

دریائے خوں میں کس کے شناور ہوا جو ہے
اس شوخ خانہ جنگ کے گھوڑے کا رنگ سرخ

غلام ہمدانی مصحفیؔ

## قاتل کی تیغ:

ہے آبِ تیغ کا تری قاتل جو رنگِ سرخ
شاید کہ تو نے اس کو چٹایا تھا سنگِ سرخ

غلام ہمدانی مصحفیؔ

https://downloadshiabooks.com/

لہو بھری زین:

کشتوں کے خوں کے اچھلیں گے گوارے گر یونہی
اوجِ ہوا پہ ہووے گا گھوڑے کا تنگ سرخ

غلام ہمدانی مصحفی

نوحہ خوانی:

ماتم کدہ ہے دل کے لیے سینہ ہمارا
جُز نوحہ نہیں خانۂ بیمار کی آواز

غلام ہمدانی مصحفی

منّت کے طوق:

چاند سورج کو محرّم میں بہت رکھتے ہیں
اس گلے میں یہ جو وابستہ ہیں زنجیر کے طوق

غلام ہمدانی مصحفی

مجلسِ اہلِ عزا:

مجلسِ اہلِ عزا ہے خیمۂ چرخِ کبود
بعد نوحہ یاں پڑھے جاتے ہیں ہر عاقل کے قُل

غلام ہمدانی مصحفی

آنسو موتی بنتے ہیں:

اے مصحفی آجاویں خوں رونے پہ ہم جس دم
ہر اشک کے موتی کو یاقوت بنا دیویں

غلام ہمدانی مصحفی

https://downloadshiabooks.com/

عزاداروں کے سینے:

چاہیے سینۂ افگار عزاداروں کو
علمِ آہ سے باندھیں ہیں یہ تلواروں کو

غلام ہمدانی مصحفیؔ

مسافروں کی شہادت:

گئی ہے عقل مگر چرخِ بے مروّت کی
مسافروں پہ بھی کھینچے ہے تیغِ کیں کوئی

غلام ہمدانی مصحفیؔ

سرِ بُریدہ کی تقریر:

سر کاٹ کے تو پھینک دے ان کو کوئی جوں شمع
آتش نفساں کرتے ہیں تقریر گلے سے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

مرثیہ خوانی:

ہم ایسی مرثیہ خوانی ہی سے گزرے، سوالی کو
محرّم میں ہمیشہ فکر رہتا ہے جوابی کا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

جِنوں کا ماتم کرنا:

ماتم میں سنی ہووے گی جنات کی آواز
جاتی ہے بہت دور تک رات کی آواز

غلام ہمدانی مصحفیؔ

https://downloadshiabooks.com/

بزمِ ماتم:

سینہ کوبی میں نہ کر تو کاہلی
مصحفی یہ بزمِ ماتم ہے، بجوش

غلام ہمدانی مصحفی

عشرۂ محرّم:

مصحفی عشرہ محرّم کا بھی آخر ہوگیا
ہاتھ سے جاتے رہے یکبار کیا شیون کے دن

غلام ہمدانی مصحفی

درگاہِ حضرت عباسؑ (لکھنؤ)

ہم بھی اُسی دن جائیں گے عباسِ علیؑ کو
جس دن کہ علَم خانۂ دلبر کے اُٹھیں گے

غلام ہمدانی مصحفی

قیامت میں شہیدوں کی آمد:

منظور دکھانا ہے انھیں حلقِ بریدہ
کل حشر میں کشتے ترے بن سر کے اُٹھیں گے

غلام ہمدانی مصحفی

محرّم:

تمام سال محرّم رہے ہے مجھ کو تو آہ
نہ میری نالہ وزاری نہ دل کا شیون جائے

غلام ہمدانی مصحفی

https://downloadshiabooks.com/

دفنِ شہدا:

لاشے ترے کشتوں کے جو مقتول پڑے تھے
ان کے سر و تن کر کے بہم ہم نے اُٹھائے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

علم اُٹھانا:

پھر طوف شہیدانِ وفا کچھ نہیں درکار
کاندھوں پہ جو نالوں کے علم ہم نے اُٹھائے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

عشقِ الٰہی اور کربلا:

زبس اس میں خوں ہوتے رہتے ہیں عاشق
گلی کو تری کربلا جانتا ہے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

تعزیہ داری:

کشتگاں سے تیرے جب شہر اور نگر خالی ہوئے
تعزیہ داری کو اُن کی کتنے گھر خالی ہوئے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

ماتم و نوحہ:

مصحفیؔ ہر وقت ہم کو دل کا جو ماتم رہا
سینہ کوبی سے نہ ٹک ہم نوحہ گر خالی ہوئے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

https://downloadshiabooks.com/

## شفق کی سُرخی:

گردوں پہ یہ شفق نہیں ، دیکھا تو مصحفی
خونِ شہاں سے سُرخ ہے رنگ اِس بساط کا

غلام ہمدانی مصحفی

## تعزیہ داری:

رہتا ہے روز و شب انھیں ہر ماہ تعزیہ
کب اہلِ درد کو ، ہے محرّم کی احتیاج

غلام ہمدانی مصحفی

## محرّم میں گریہ:

تمام سال محرّم رہے ہے مجھ کو تو آہ
نہ میری نالہ وزاری نہ دل کا شیون جائے

غلام ہمدانی مصحفی

## زخمی لاشے:

مجھ سے کچھ اپنے شہیدوں کی حقیقت مت پوچھ
آہ کس کشتے کا زخموں سے بدن چُور نہ تھا

غلام ہمدانی مصحفی

## مرثیہ خوانی:

راسخ تو آہ مرثیہ خواں اپنے دل کے ہیں
رونا رُلانا بس یہی ان کا شعار ہے

راسخ عظیم آبادی

https://downloadshiabooks.com/

گریۂ بے اختیار:

اپنا بھی ماجرائے دل اک مرثیہ سا ہے
بے اختیار روتے ہیں لوگ اس بیان پر
راسخ عظیم آبادی

دشتِ وفا:

موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال
ہر ذرّہ مثلِ جوہرِ تیغ آب دار تھا
غالب

قتل گاہ:

عشرتِ قتل گہہِ اہلِ تمنّا مت پوچھ
عیدِ نظّارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا
غالب

قاتل کی پشیمانی:

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
غالب

سیاہ لباس ماتمی لباس:

شمع بجھتی ہے تو اس میں سے دھواں اُٹھتا ہے
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد
غالب

https://downloadshiabooks.com/

ماتم سرا:

گلشنِ دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتمؔ
شبنم اس باغ میں جب آئے تو گریاں آئے

غالبؔ

بیکس قیدی اور راہِ شام:

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یارب
اک آبلہ پا وادیٔ پُرخار میں آوے

غالبؔ

رونے پہ پابندی:

رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے
آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی

غالبؔ

تیغِ ستم:

معلوم ہوا حالِ شہیدانِ گزشتہ
تیغِ ستم آئینۂ تصویر نما ہے

غالبؔ

شہید کا لہو:

اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں
پڑتی ہے آنکھ، تیرے شہیدوں پہ حُور کی

غالبؔ

https://downloadshiabooks.com/

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نفسهٗ ابتغاء مَرضَاتِ اللّٰهِ

پھر شوق کررہا ہے خریدار کی طلب
عرضِ متاعِ عقل و دل و جاں کئے ہوئے

غالبؔ

بک جاتے ہیں ہم آپ، متاعِ سخن کے ساتھ
لیکن ، عیارِ طبعِ خریدار دیکھ کر

غالبؔ

## غمِ حسینؑ میں رونا فرضِ عین:

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

غالبؔ

## پانی حسینؑ سے شرمندہ ہے:

ہوتا ہے نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے
گھستا ہے جبیں خاک پہ دریا مرے آگے

غالبؔ

## حالِ عابدِؑ بیمار:

سر پر ہجوم دردِ غریبی سے ڈالیئے
وہ ایک مشتِ خاک کہ صحرا کہیں جسے

غالبؔ

https://downloadshiabooks.com/

سیّدِ سجادؑ کے مصائب:

رگِ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو وہ اگر شرار ہوتا

غالبؔ

سرزمینِ کربلا:

لختِ جگر سے ہے رگ ہر خارِ شاخِ گل
تاچند باغبانئ صحرا کرے کوئی

غالبؔ

حضرت عباسؑ کے ہاتھ:

لکھتے رہے جنوں کی حکایات خوں چکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

غالبؔ

غریب الوطن امام:

اور اس کے سوا کیا کہوں اے شامِ غریباں
مفہوم ہوں میں لفظِ غریب الوطنی کا

رشکؔ

اہلِ عزا:

سو زندگی نثار کروں ایسی موت پر
یوں روئے زار زار تو اہلِ عزا کے ساتھ

مومنؔ

https://downloadshiabooks.com/

## خونِ شہیداں:

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیوں کر
جو چُپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

امیرؔ مینائی

## سیّدِ سجادؑ کی اسیری:

بتاؤں کیا بھلا اہلِ وطن میں قید کی مدّت
ہوا اتنا زمانہ گھس گئے حلقے سلاسل کے

مرزا قلی خاں آشفتہؔ

## جلوسِ علم:

سینہ کوبی سے زمیں ساری ہلا کے اُٹھے
کیا علم دھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے

مومنؔ

## مرثیہ خوانی:

ہنستے ہوسُن کے مرا حال کہاں تک دیکھوں
بے رُلائے یہ کہیں مرثیہ خواں اُٹھتا ہے

ناسخؔ

## شہید:

ترے شہیدوں کے آگے نہ رنگ پکڑے گا
ہزار رنگ سے ہو لالۂ گلستاں سرخ

خواجہ حیدر علی آتشؔ

https://downloadshiabooks.com/

تمہارے شہیدوں میں داخل ہوئے ہیں
گل و لالہ و ارغواں کیسے کیسے

خواجہ حیدر علی آتش

شب بیداریاں:

موت کے آتے ہی ہم کو خود بخود نیند آ گئی
کیا اسی کی یاد میں کرتے ہیں شب بیداریاں

خواجہ حیدر علی آتش

مجلسِ ماتم:

مجھ سا غم دوست نہ ہووے گا کوئی دنیا میں
کون سی مجلسِ ماتم میں مَیں مہماں نہ گیا

خواجہ حیدر علی آتش

عشرۂ محرّم:

ہلالِ عید ہے بے یار جانی نعلِ ماتم کا
نہیں ہے غرۂ شوّال عشرہ ہے محرّم کا

خواجہ حیدر علی آتش

زخمی تلوے:

رُوے نگار ہے جو ہے نقشِ قدم مرا
کانٹوں نے کردیا ہے یہ تلووں کا رنگ سرخ

خواجہ حیدر علی آتش

https://downloadshiabooks.com/

## غمِ حسینؑ:

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد لطیف آباد

لالہ و گل ہیں زمیں پر تو فلک پر ہے شفق
رنگ کیا کیا ہوئے خونِ شہدا سے پیدا

خواجہ حیدر علی آتش

## جنّت کے حُلّے:

کیا شانِ کریمی ہے ملے خلد کے حلّے
میّت مری محتاج تھی دنیا میں کفن کو

آغا حجّو شرف

## مرثیہ اور ماتم:

تھا روز کون سا کہ یہاں غم نہیں رہا
پڑھ پڑھ کے دل کا مرثیہ ماتم نہیں رہا

ممنون دہلوی

## عشرۂ محرم:

جہاں میں عرصہ عشرت کے سوا دو چند ہے غم کا
اگر ہو عید کا اک دن تو عشرہ ہے محرم کا

ذوق دہلوی

## شہادتِ حضرت مسلمؑ:

ستم پر اب ستم یہ قاتلِ بے پیر کرتے ہیں
مری میّت دیارِ عشق میں تشہیر کرتے ہیں

مرزا اسحاق دہلوی

https://downloadshiabooks.com/

شہید کا رتبہ:

رتبہ شہیدِ عشق کا گر جان جایئے
قربان ہونے والے پہ قربان جایئے

امیر مینائی

شبِ عاشور حرؑ کا اضطراب:

مری تڑپ کو دیکھ کے ایسی ہے بے قرار
مشتاق صبح خود ہے شبِ انتظار آج

امیر مینائی

امام حسینؑ نے سر نہیں جھکایا:

دشمن کے آگے سر نہ جھکے گا کسی طرح
یہ آسماں زمین سے ملایا نہ جائے گا

داغ دہلوی

یزید نے کہا حسینؑ کا قاتل ابنِ زیاد ہے:

وہ قتل کر کے مجھے ہر کسی سے پوچھتے ہیں
یہ کام کس نے کیا ہے یہ کام کس کا تھا

داغ دہلوی

خیموں کا جلنا:

لگی ہے آگ کسی بے گنہ کی بستی میں
کہ گھٹ رہا ہے دھواں تنگنائے ہستی میں

عزیز لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

شہادتِ حضرت علی اصغرؑ:

تیرِ سہ شعبہ ہے اور مشہور تیر انداز ہے
سامنے یہ کون کم سِن عاشقِ جانباز ہے

عزیز لکھنوی

محشر میں حسینؑ کے ہاتھوں پر لاشِ علی اصغرؑ:

جب لاؤں گا ہاتھوں پہ دلِ کشتہ کی میّت
کیا شور سرِ عرصۂ محشر نہ اُٹھے گا

عزیز لکھنوی

سادات دیواروں میں چُنے گئے:

بے خبر عشق کے آثارِ قدیمہ نہ مٹا
جوش کھاتا ہے لہو نیو میں دیواروں کے

عزیز لکھنوی

ہنگامِ آخر:

سر تا بہ قدم صورتِ گل زخم ہوں لیکن
چہرے سے نمایاں ہے اثر جوشِ طرب کا

صفی لکھنوی

استقلالِ شہدائے کربلا:

رخصت اے ہمدمِ دیرینہ وہاں ہوں اب میں
کہ جہاں اب نہیں اپنی بھی ضرورت مجھ کو

آرزو لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

بے شمار زخم:

پڑ گئی جس کی نظر بے ساختہ وہ رو دیا
تیرے زخموں سے پتہ ملنے لگا بیداد کا

بلیغ لکھنوی

سجدۂ آخر:

زیرِ خنجر بندھتی ہے نیت ادائے فرض کی
یہ نمازِ عاشقی ہے جو قضا ہوتی نہیں

آرزو لکھنوی

حسینؑ کا سجدہ اور مرضیٔ رب:

یہ گلِ رضائے حبیب ہے اسے ڈھونڈ گلشنِ راز میں
مرا سجدہ داغِ ریا نہیں کہ ملے جبینِ نیاز میں

آرزو لکھنوی

امامِ حسینؑ کا بوسیدہ پیراہن لٹنا:

یہ دشتِ حرص ہے غارت گروں کا مسکن ہے
پھٹا بھی ہو تو رہے گا نہ پیرہن باقی

آرزو لکھنوی

سرِ حسینؑ بہ سناں:

کیا نہیں شوقِ شہادت کو یہ کافی اعزاز
کہ مرا سر ہے ترے نوکِ سناں کی رونق

حسرت موہانی

https://downloadshiabooks.com/

شہیدِ راہِ خدا:

تم پر مٹے تو زندۂ جاوید ہوگئے
ہم کو بقا نصیب ہوئی ہے فنا کے بعد

حسرتؔ موہانی

زندۂ جاوید:

ہوگیا راہِ عشق میں جو شہید
وہ فنا ہو کے بھی فنا نہ ہوا

حسرتؔ موہانی

رسن بستہ اہلِ بیتؑ:

جس میں کبھی بندھے تھے سودائیانِ الفت
اب تک نشاں لہو کے اس ریسمان میں ہیں

صفیؔ لکھنوی

شہادت زندگی ہے:

دورِ حیات آئے گا قاتل قضا کے بعد
ہے ابتدا ہماری، یہی انتہا کے بعد

محمد علی جوہرؔ

شہید زندہ ہے:

تم یوں ہی سمجھنا کہ فنا میرے لیے ہے
پر غیب سے سامانِ بقا میرے لیے ہے

محمد علی جوہرؒ

https://downloadshiabooks.com/

امام حسینؑ کی بے کفن لاش:

بگولے اُٹھ کے یہ کہتے ہیں خاکِ بیکس کے
کسی غریب کی میّت پڑی نہیں رہتی

آرزؔو لکھنوی

خاکِ کربلا:

مہماں نواز وادیٔ غربت کی خاک تھی
لاشہ کسی غریب کا عریاں نہیں رہا

آرزؔو لکھنوی

کوفہ سے شام تک:

بجائے خود اسیری کچھ نہ تھی لیکن اک آفت تھی
قفس کو راستہ جاتا تھا سوئے آشیاں ہو کر

عیاںؔ میرٹھی

ثانیٔ زہرؑا نے دمشق میں انقلاب بپا کر دیا:

اسیرانِ بلا نے آہ کچھ اس درد سے کھینچی
نگہبان چیخ اُٹھے ہل گئی دیوار زنداں کی

حسرتؔ موہانی

تاریک قید خانہ:

یہ ہے وہ قید خانہ اگر مر بھی جائیں ہم
برسوں نکل سکے نہ خبر انتقال کی

بلیغؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## سادات کی دربدری:

پایا نہ چین پھر کہیں سارے زمانے میں
جس وقت سے کہ آگ لگی آشیانے میں

بلیغ لکھنوی

## یزید کی پشیمانی:

کافی ہیں میرے بعد پشیمانیاں تیری
میں کشتۂ وفا ہوں مرا خوں بہا ہے کیا

حسرت موہانی

## حسینؑ کا صبر:

بندہ وہ بندہ جو دم نہ مارے
پیاسا کھڑا ہو دریا کنارے

یاس یگانہ چنگیزی

## حضرتِ عباسؑ کا ایثار:

نہ ترکِ اختیار آساں نہ ضبطِ اضطرار آساں
کوئی ایسا بھی ہے پیاسا پلٹ آئے جو ساحل سے

یاس یگانہ چنگیزی

## خاکِ شفا پر سجدہ:

رہِ الفت میں جان دے کر سرافرازِ جہاں ٹھہرے
کریں سجدے نہ کیوں کر اہلِ دل خاکِ شہیداں پر

ضامن کنتوری

https://downloadshiabooks.com/

تبرّک:

کرتی ہے تقسیم عالم بھر میں لے لے کر صبا
یہ تبرّک بن گئی کس کے عزاخانے کی خاک

آرزوؔ لکھنوی

تاراجیٔ خیام اور عابدؑ بیمار:

زور ہی کیا تھا جفائے باغباں دیکھا کیئے
آشیاں اُجڑا کیا ہم ناتواں دیکھا کیئے

صفیؔ لکھنوی

بزمِ عزا:

ضد چھوڑ دے رکھ شرم مری بزمِ عزا کی
جو خود سے اُمنڈ آئے ہیں یہ اشک بہا دے

آرزوؔ لکھنوی

سیاہ لباس:

صورتِ کعبہ سیہ پوش ہوں کیوں کر نہ خلیلؔ
ایک مدت سے ہوں میں دل کے عزاداروں میں

دوست محمد خلیلؔ

ذکرِ حسینؑ کا عالمگیر اثر:

ہمارا ذکر بھی وہ ذکرِ غم ہے دنیا میں
ہر ایک رو دیا اپنا جہاں پہ نام آیا

بلیغؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

مجلسِ عزا میں خود شہید بھی آتا ہے:

شریک روح بھی میری ہے میرے ماتم میں
شمولِ اہلِ عزا اور کون ہے میں ہوں

داغ دہلوی

نوحہ خوانی:

اب سنو حالی کے نوحے عمر بھر
ہو چکا ہنگامۂ مدح و غزل

حالی

صبح عاشور تا شام:

گو صبح بھی تھی روزِ مصیبت کی قیامت
پر صبح تو جوں توں کٹی اب شام ہے درپیش

حالی

شامِ غریباں:

مجھ کو بھولے ہوئے اربابِ وطن یاد آئے
یوں ستاتا نہیں اے شامِ غریباں کوئی

آثر لکھنوی

شامِ غریباں:

مجھ کو بھولے ہوئے اربابِ وطن یاد آئے
یوں ستاتا نہیں اے شامِ غریباں کوئی

آثر لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## فطرتِ حسینؑ پر خدا کو ناز:

ہے اسی درجہ میں تیرا ناز بھی
جتنی عالی جس کی فطرت ہوگئی

آثرؔ لکھنوی

## حسینؑ اور درسِ قربانی:

تم کو ہے فکر تن آسانی آثرؔ
زندگی قربانیوں کا نام ہے

آثرؔ لکھنوی

## حسینؑ اور درسِ آزادی:

ہر جہد کا ہر جبر ہر اقدام کا حاصل
اک فطرت آزاد ہے معلوم نہیں کیوں

آثرؔ لکھنوی

## تعریفِ ہستی:

اک مستقل حقیقت نا قابلِ تغیر
ہستی جو یہ نہیں ہے ہستی ہی نیستی ہے

آثرؔ لکھنوی

آغوشِ زندگی میں گویا عروسِ نو ہے
زینت حیات کی ہے مرنے کے بعد جینا

آثرؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## حسینؑ کی شہادت پیام حیات:

کون کہتا ہے کہ موت انجام ہونا چاہیئے
زندگی کا زندگی پیغام ہونا چاہیئے

آثر لکھنوی

## تعریفِ کربلا:

سینچا ہوا لہو سے اک گلشنِ وفا ہے
عشق غیور تیرا آئینہ کربلا ہے

آثر لکھنوی

## معصوم و مظلوم حسینؑ:

قتل میں اک ناکردہ گنہ کے حیف نہ کچھ تاخیر ہوئی
کوئی نہ تھا جو پوچھ لے اس سے کیا تقصیر ہوئی

آثر لکھنوی

## حسینؑ زندۂ جاوید:

ذرّے ذرّے سے اک آشوب بہار اُٹھے گا
مشہدِ اہلِ وفا اور گلستان نہ بنے

آثر لکھنوی

## حسینؑ اور تشنہ لبی:

عالم کی زبان پر یہی روداد رہے گی
اے عشق تری تشنہ لبی یاد رہے گی

آثر لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

شوقِ شہادت:

لبِ تشنۂ وصال کا اللہ رے انتظار
بوسے گلوئے خشک کے تلوار نے لیے

آثر لکھنوی

حسینؑ راضی برضا:

زہے مقدور اگر انسان یوں مجبور ہو جائے
کہ جو منظور ہو تجھ کو وہی منظور ہو جائے

آثر لکھنوی

سیّد سجادؑ کی اسیری:

اور آواز نہ آئے گی کبھی کانوں تیں
سننے والوں نہ سنو شورِ سلاسل میرا

آثر لکھنوی

شہیدانِ کربلا کی شان:

تم نے دیکھا نہیں خونیں کفنوں کا عالم
کب یہ کیفیتیں ہوتی ہیں بہار آنے میں

آثر لکھنوی

شہدائے کربلا:

قربان بہاریں ہوتی ہیں
کشتوں پہ تمہارے ماتم ہے

آثر لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

روضۂ حسینؑ کا منظر:

میں اب سجدے کروں دل کو سنبھالوں یا بڑھوں آگے
نظر آتا ہے کوسوں سے کسی کا آستان مجھ کو

آثر لکھنوی

شبِ غم اور ماتم:

یوں دھڑکتا ہے دلِ زار آثر راتوں کو
دور پر جیسے کہیں سینہ زنی ہوتی ہے

جعفر علی خاں آثر

جناب حر کا تصور:

جو صبح ہو تو بتاؤں میں انتظار کی حد
ابھی تو رات کے تاروں کو گن رہا ہوں میں

نسیم امروہوی

اسیرانِ شام:

آشیاں پر گرنے والی برق دم لینا ذرا
کب بہار آئے گی اتنا پوچھ لوں صیاد سے

نسیم امروہوی

از رجز امامِ حسینؑ:

وہ ایک تم کہ وفا پر بھی آ گیا غصہ
وہ ایک میں کہ دغا پر بھی خوش ہوا ہوں میں

نسیم امروہوی

https://downloadshiabooks.com/

جلتے خیمے:

میں ہوں قفس میں نشیمن پہ کوندتی ہے برق
خدا دکھاتا ہے جو کچھ وہ دیکھتا ہوں میں

نسیم امروہوی

لباسِ خون آلودہ پہنے شمر کا خیمہ میں آگ لگانا:

سنا دے خیریتِ آشیاں تو اے صیاد
جلا ہوا ترے دامن کو دیکھتا ہوں میں

نسیم امروہوی

صبر و حلم سیّد سجادؑ:

پھونک دیتی دل جلے کی آہ کب کا یہ قفس
ہائے اک قیدی جو واقف ہی نہ تھا فریاد سے

نسیم امروہوی

حضرت علی اصغرؑ کی یاد میں:

وہ ایک ننھی جان اور اس پہ دل میں اتنی گنجائش
وفا کی ایک دنیا اور ذرا سا قلبِ پروانہ

نسیم امروہوی

قتل حسینؑ اور شمر:

مرے دشمن بھی میری بیکسی پر خون روتے ہیں
صدائے ہائے بسمل خنجرِ قاتل سے آتی ہے

مرزا علی سجاد حسین لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

قیدخانہ:

کربلا شوق تمنا کی ہے دنیائے شباب
ہر نفس دعوتِ زندانِ بلا آتی ہے

مرزا علی سجاد حسین

استقلالِ وفا:

تاحشر اگر دامنِ شمشیر ہوا دے
ہر ذرّہ خاک شہدا بوے وفا دے

مولانا سبط حسن فاطر لکھنوی

شہادت ونورِ ہدایت:

راہِ وفا میں گرتی گئی جو لہو کی بوند
اک شمع ہر قدم پہ جلاتی چلی گئی

مرزا یوسف حسین لکھنوی

خونِ حسینؑ:

گرا تھا خونِ ناحق جس جگہ تیرے شہیدوں کا
جہاں میں آج تک بوئے وفا آتی ہے اس گل سے

فائق لکھنوی

انصارِ حسینؑ کی جان نثاری:

عروسِ مرگ کے جلوے میں ہے وہ جذب نہاں
خوشی سے عاشقِ جانباز سر کٹاتے ہیں

قدسی جائسی

https://downloadshiabooks.com/

## نمودِ شفق بعد واقعۂ شہادت:

شفق بن کے گردوں پہ ہوتا ہے ظاہر آصف الدولہ
یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے

آصف الدولہ

## آسمان پر لہو:

فلک کو رحم مری بیکسی پہ آ ہی گیا
شفق کو بھیج کے منگوا لیا لہو میرا

نواب سیّد محمد رضا لکھنوی

## جانباز شہدا:

وہ دیارِ حُسن کے آستان وہ رواج و رسم کہ الاماں
وہی سر ہمیشہ قلم ہوے جو جھکے سجودِ نیاز میں

ناصری

## متوکل اور پامالیٔ مزارِ حسینؑ:

اُبھرتے آئیں گے اُتنے ہی میرے نقشِ مزار
مٹانے والے جہاں تک مٹانے جائیں گے

مائل لکھنوی

## تنہائی حسینؑ:

اے اہلِ عالم کن آنکھوں سے وہ منظر دیکھا تم نے
جب شمع اکیلی روشن تھی اور کوئی نہ تھا پروانوں میں

مائل لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

کربلا میں لاشِ حسینؑ:

میں وہاں پڑا تھا بے دم، نہ جہاں تھے اہلِ ماتم
نہ جہاں تھی مجلسِ غم ، نہ لحد نہ شامیانہ

مشہدی نواب صاحب شیش محل

کشش قبر حسینؑ:

اُٹھتے اُٹھتے بیٹھ جاتے ہیں اعزا قبر پر
روکتی ہیں حسرتیں میری کہ تنہائی نہ ہو

مشہدی نواب صاحب شیش محل

عشق خدا میں استقلالِ حسینؑ:

کھنچی تھی تیغ جفا دل میں تھا خیالِ وفا
جبینِ عجز تھی اور تیرا آستانہ تھا

سیّد اختر نواب صاحب پٹنہ

تشنگانِ کربلا:

یہ کن پیاسوں نے رکھے ہیں قدم میدانِ محشر میں
خدایا اک تلاطم پڑ گیا ہے آبِ کوثر میں

شہرت لکھنوی

واقعہ کربلا کا سلطنتِ یزید پر اثر:

خانۂ قاتل تو کیا دنیا میں آفت ہوگئی
خونِ بسمل رنگ جب لایا قیامت ہوگئی

ضامن جونپوری

https://downloadshiabooks.com/

امام باڑے کی روشنی:

داغ دل کو نہ سمجھنا کہ ہیں سامانِ نشاط
یہ وہ شمعیں ہیں جو جلتی ہیں عزا خانے میں

ممتاز جونپوری

حسینؑ کا خونِ ناحق:

خونِ ناحق کیا چھپے مجھ کشتۂ بیداد کا
ہے گواہ ایک ایک جوہر خنجرِ جلاد کا

نامعلوم

عزائے شہدائے کربلا:

ممکن نہیں کہ ظلم ترا کوئی بھول جائے
ماتم بپا رہے گا مرا ہر زمانے میں

نامعلوم

ہر مصیبت میں غمِ حسینؑ کی یاد:

آلامِ روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

اصغر گونڈوی

سلسلۂ غم:

عجب موت تھی تیری اے مرنے والے
کہ دنیا ابھی تک تجھے رو رہی ہے

ہندو کشمیری شاعر لکھنؤ

https://downloadshiabooks.com/

خونِ شہدا:

اسلام کی تاریخ تو اک سادہ ورق تھی
خونِ شہدا نے اسے رنگین کیا ہے

احسن طباطبائی

حسینؑ بے مثال ہیں:

کونین ہمیشہ کو ترے زیرِ نگیں ہے
اے کشتۂ تسلیم ترا مثل نہیں ہے

احسن طباطبائی

شہید کا صبر:

گردن تہِ خنجر ہے ہونٹوں پہ تبسم ہے
یہ عشق حقیقی ہے یہ ہمتِ مردانہ

احسن لکھنوی

حسینؑ صادق القول:

رہِ تیغ پر بے خطر جانے والے
مبارک تجھے یہ سفر جانے والے

تری زندگی تھی عیدِ صداقت
کہا تھا جو منھ سے وہ کر جانے والے

لہو سے ترے سرخرو ہے محبت
رہِ عشق میں دے کے سر جانے والے

احسن لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

### شہید زندہ ہے:

متاعِ فخرِ دو عالم مری شہادت ہے
مجھے فنا نہیں آئینۂ بقا ہوں میں

احسن لکھنوی

### مصیبتِ حسینؑ پر گریہ:

آہ وزاری پر ہماری طعنہ زن ہے اک جہاں
لوگ ہنستے ہیں ہمیں رونا بھی مشکل ہو گیا

منظر لکھنوی

### حسینؑ کی لازوال ہستی:

شہیدِ وفا تیرا چرچا رہے گا
تو ہی ہے جو مر کر بھی زندہ رہے گا

منظر لکھنوی

### قاتل بھی روئے:

نہیں معلوم کس مظلومیت سے دی گئیں جانیں
کہ خود قاتل کو بھی رونا پڑا حالِ شہیداں پر

منظر لکھنوی

### حسینؑ کا صبر و شکر:

شہیدانِ وفا کے حوصلے تھے داد کے قابل
وہاں پر شکر کرتے تھے جہاں پر صبر مشکل تھا

منظر لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## حسینؑ کی ثابت قدمی:

تیرے شہیدِ ناز کے پاؤں نہ ڈگمگا سکے
اتنا ہی دل قوی ہوا جتنی اُٹھائیں سختیاں

منظر لکھنوی

## ظالم کا نشان مٹ گیا:

ہمارے بعد دنیائے ستم پھلنے نہیں پائی
مٹے ہم ظلم سے یا ظلم کو ہم نے مٹا ڈالا

منظر لکھنوی

## ذکرِ حسینؑ تربیت گاہ:

تمہاری بزم کیا ہے تربیت گاہِ محبت ہے
فرشتہ بھی یہاں سے آدمی بن کر نکلتا ہے

رعنا اکبر آبادی

## صبح عاشور حرؑ کی آمد:

آپ اب شمع سحر بڑھ کے گلے ملتی ہے
بخت جاگا ہے بڑی دیر میں پروانے کا

یگانہ

## سیدِ سجادؑ کی اسیری:

مٹنے والوں کی وفا کا یہ سبق یاد رہے
بیڑیاں پاؤں میں ہوں اور دل آزاد رہے

چکبست

https://downloadshiabooks.com/

## سیّدِ سجادؑ کی فتح:

زباں کو بند کریں یا مجھے اسیر کریں
مرے خیال کو بیڑی پہنا نہیں سکتے

چکبستؔ

## شفق کی سرخی:

شفق ہے آسماں پر لالہ و گل باغ و صحرا میں
دکھاتا ہے شہیدوں کا لہو رنگینیاں اپنی

چکبستؔ

## مظالم کی انتہا:

انھیں یہ فکر ہے ہر دم نئی طرزِ جفا کیا ہے
ہمیں یہ شوق ہے دیکھیں ستم کی انتہا کیا ہے

چکبستؔ

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

## ظالم و مظلوم:

گردنیں خم ہیں ندامت سے دل آزاروں کی
رہ گئی بات زمانے میں وفاداروں کی

چکبستؔ

## شہید زندہ ہے:

مردِ میدانِ محبت زندۂ جاوید ہیں
موت آ جانے سے تو انسان مر جاتا نہیں

چکبستؔ

https://downloadshiabooks.com/

امامت کا اختیار:

جذبۂ شوق کی تاثیر دکھا دیتے ہیں
ہم وہ پیاسے ہیں کہ دریا کو بُلا لیتے ہیں
چکبست

شہیدوں کا لہو:

چمکتا ہے شہیدوں کا لہو پردہ میں قدرت کے
شفق کا حُسن کیا ہے شوخیٔ رنگِ حنا کیا ہے
چکبست

خاکِ کربلا:

ہماری قدر تھی لازم خوش اعتقادوں کو
ہزار خاک تھے پھر خاکِ کربلا تھے ہم
شادؔ عظیم آبادی

تشنگی:

تشنۂ شوق اگر آتے ہیں مقتل کی طرف
آبِ شمشیر سے بجھ جائے گی پیاس آنے دو
شادؔ عظیم آبادی

شامِ غریباں:

تھکے ماندے مسافر ظلمتِ شامِ غریباں میں
بہار جلوۂ صبحِ وطن کو یاد کرتے ہیں
چکبست

https://downloadshiabooks.com/

## محشر میں حسینؑ کی آمد:

پھر بارگاہِ عشق میں پہنچا ہوں سر بکف
زخموں سے پاش پاش کلیجہ لیے ہوئے

جوشؔ ملیح آبادی

## شہید کا رتبہ:

مر کے پایا شہید کا رُتبہ
میری اس زندگی کی عمر دراز

جوشؔ ملیح آبادی

## صحرائے نینوا:

یہیں گر اپنے شہیدوں کو تو جگہ دیتا
یہی گلی تری صحرائے نینوا ہوتی

شادؔ عظیم آبادی

## شہادت خواب کی تعبیر:

فانیؔ کفِ قاتل میں شمشیر نظر آئی
لے خوابِ محبت کی تعبیر نظر آئی

فانیؔ بدایونی

## قاتل منہ چھپا کر آیا تھا:

کسی کا ہائے وہ مقتل میں اس طرح آنا
نظر بچائے ہوئے آستیں چڑھائے ہوئے

فانیؔ بدایونی

https://downloadshiabooks.com/

## خونِ شہیداں:

مٹ کر بھی داغ شاہدِ خونِ شہید ہے
دھویا ہوا ہے دامنِ قاتل جگہ جگہ

فاؔنی بدایونی

## شفق کی سرخی:

کیا رنگ یہ لایا ہے جوانوں کو مٹا کر
خونِ شہدا ہے شفقِ چرخ کہن میں

سخنؔ دہلوی

## قاصد کا قتل:

کیوں قتل کیجئے مرے قاصد کو بے گناہ
کیوں سر پہ بارِ خونِ پیمبرؐ اُٹھائیے

منیرؔ لکھنوی

## ایک قطرۂ خون:

سیکڑوں تیغیں ہیں اور اک مری جانِ ضعیف
سیکڑوں پیاسے اور اک قطرۂ خونِ دل مرا

وسیمؔ خیرآبادی

## اصحابِ حسینؑ کی وفاداری:

مصیبت عین راحت ہے، اگر ہو عاشقِ صادق
کوئی پروانے سے پوچھے کہ جلنے میں مزا کیا ہے

اکبرؔ الہ آبادی

https://downloadshiabooks.com/

## تیغِ قاتل کے آنسو:

اشک خوں کچھ دیر چشمِ تیغ سے ٹپکا کیے
بعدِ کشتن حال پر روئی مرے شمشیر بھی

منتظر امروہوی

## کربلا میں شامیوں کا لشکر:

ہووے دلِ مظلوم ہمارا کیوں نہ شہید دستِ بلا
در پے اس کے شامیوں کا وہ زلفِ معنبر لشکر ہے

ذوق

## اسیری رہائی:

سلسلہ ٹوٹا اسیری کا نہ وقت واپسیں
تھا نشانِ طوق بھی باقی خطِ زنجیر بھی

منتظر امروہوی

## خونِ شہیداں:

کیا کہیں خونِ دو عالم سے بھی اب بجھتی ہے پیاس
خونِ بسمل کی حرارت خنجرِ قاتل میں ہے

جگر مرادآبادی

## خیموں کا جلنا:

ایک ہم تھے آتشِ گل پر جو روئے مدتوں
ایک وہ بھی تھے جو جلتا آشیاں دیکھا کیے

ثاقب لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## ایک قیدی نے دمشق کو ہلا دیا:

سن ہی لیں گے داستاں سب قیدیٔ بیداد کی
کچھ نہ کچھ کہنے لگی ہیں بیڑیاں فولاد کی

ثاقبؔ لکھنوی

## زندانِ شام میں سکینہؑ بی بی کی شہادت:

صبح سے محبوسِ غم کا کچھ پتا چلتا نہیں
رات تک زنداں سے آتی تھی صدا فریاد کی

ثاقبؔ لکھنوی

## قبرِ حسینؑ پر متوکل کے مظالم:

وہ گرد اُٹھی ، وہ تلاطم ہوا ، وہ حشر آیا
وہ آئے روندنے والے ہماری تربت کے
مٹیں گے نام ونشاں کیا مٹائے لاکھ فلک
مزار بولتے ہیں کشتگانِ حسرت کے

ثاقبؔ لکھنوی

## سیّد سجاد چالیس برس روئے:

اپنے گھر میں ہوں مگر دل مائلِ فریاد ہے
وادیٔ غربت کا سناٹا ابھی تک یاد ہے

ثاقبؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

اہلِ شام بھی زندان کو دیکھ کر روئے:

ہے قیدیوں کا حال کچھ ایسا کہ اہلِ دل
روتے ہیں قید خانے کی دیوار دیکھ کر

ثاقبؔ لکھنوی

سرزمینِ کربلا کی شہرت:

اے تنگ نائے مرقد، اللہ ری تیری شہرت
تیرے لیے مسافر آئے کہاں کہاں سے

ثاقبؔ لکھنوی

محشر میں دادخواہی:

ظالم و مظلوم کے انداز کُھل ہی جائیں گے
روزِ محشر رنگ بھر دے گا ہر اک تصویر میں

ثاقبؔ لکھنوی

قوت آزمائی:

ہو نہ ہو جرم بازو یا خطا خنجر کی ہے
سر تو ایسا تھا کہ جو وقفِ جبیں سائی رہا

ثاقبؔ لکھنوی

غمِ حسینؑ و اقوامِ غیر:

ہماری داستانِ غم رُلاتی ہے زمانے کو
وہ ہم ہیں جو زبانِ غیر سے فریاد کرتے ہیں

ثاقبؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

زبانِ امام حسینؑ:

نہ سمجھا معنی گور و کفن سمجھا تو یہ سمجھا
تھکا تھا میں لپٹ کر سو رہا دامانِ منزل سے

ثاقب لکھنوی

اثرِ شہادت:

مرے چھوڑے ہوئے صحرا کی گرداب تک نہیں بیٹھی
ندا دیتا ہے ہر ذرّہ کہ میں گزرا ہوں منزل سے

ثاقب لکھنوی

مصائب و غمِ سجاد:

پنہا کر بیڑیاں لوہے کو بھی بدنام کرنا ہے
ہر اک جا بیٹھ جاتا ہوں خود اپنے غم کے لنگر سے

ثاقب لکھنوی

صبر و اسیریٔ اہلِ بیتؑ:

درِ قفس نہ کھلا قدرِ صبر کر صیاد
تڑپتے ہم تو پہاڑوں میں راستا کرتے

ثاقب لکھنوی

صبر امام زین العابدینؑ:

اور دنیا تنگ ہوجائے تو کیا ہوگا مرا
پاؤں برسوں رکھ چکا ہوں خانۂ زنجیر میں

ثاقب لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

شکایتِ زندان:

زنجیر کا شکوہ نہیں اے خانۂ زندان
میں چل کر دکھا دوں جو کوئی راہ گزر ہو

ثاقب لکھنوی

یزید کی رسوائی اور واقعۂ کربلا:

پتی پتی سے نہ خون اُبلے تو مجرم جاننا
ذبح میں ہولوں تو پھر رنگِ گلستاں دیکھنا

ثاقب لکھنوی

قولِ علیؑ:

جہاں میں ہوں مگر کیا جانیے کیوں
مجھے دنیا سے مطلب کچھ نہیں ہے

ثاقب لکھنوی

تاریک وتنگ زندانِ شام:

شریک قید تھے جذباتِ دل مگر بیکار
قفس تھا ایسا کہ نالوں کو راستہ نہ ملا

ثاقب لکھنوی

زندانِ شام:

نہیں معلوم میں کس حال میں ہوں باغِ عالم میں
قفس والے بھی مجھ کو دیکھ کر فریاد کرتے ہیں

ثاقب لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

زندانِ شام کی سختیاں:

جو سر کٹوا کے سوئے تھے وہ دعویدار اُٹھے ہیں
قیامت آرہی ہے حشر والو راستہ دینا

ثاقب لکھنوی

خاکِ کربلا پر سجدہ:

بہت خوش ہوں کہ اب تک سجدہ گاہ اہلِ عالم ہے
وہ موقع جس جگہ میرے قدم چومے تھے منزل نے

ثاقب لکھنوی

شہادت علی اصغرؑ:

چُپ رہا تا حشر زخمی ہو کے لیکن آ گئی
میری خاموشی سے گویائی زبانِ تیر میں

ثاقب لکھنوی

وفائے عباسؑ:

مرے ہوؤں میں یہ نشو و نمائے ذکرِ وفا
کہ سنگِ قبر سے پیدا خیال ہوتا ہے

ثاقب لکھنوی

صبر سیّد الشہداؑ:

مرے آنسو کا قطرہ ایک دفتر ہے مصائب کا
یہ تارا ٹوٹتا ہے جب کہ دل فریاد کرتا ہے

ثاقب لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

بے گور وکفن لاش:

فانیؔ ہم تو جیتے جی وہ میّت ہیں بے گور وکفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا

فانیؔ بدایونی

سرزمینِ کربلا:

وطن کو چھوڑ کر جس سرزمیں سے دل لگایا تھا
وہی اب خون کی پیاسی ہوئی ہے کربلا ہو کر

یگانہؔ

نفسِ مطمئنہ اور مرضیٔ رب:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

اقبالؔ

وہ عظیم سجدہ:

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اقبالؔ

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب

اقبالؔ

https://downloadshiabooks.com/

خیموں کی راکھ پر سجدۂ شکرانہ:

نشیمن پھونکنے والے ہماری زندگی یہ ہے
کبھی روئے کبھی سجدے کیئے خاکِ نشیمن پر

بیخود موہانی

قید خانۂ شام:

پوچھتے ہو آہ ان زندانیوں کا حال کیا
جو نگہبانوں کے تیور دیکھ کر رویا کیے

بیخود موہانی

سیّد سجاد اور تاراجیٔ خیام:

یہ کہتا حشر میں اک خانماں برباد آتا ہے
مری آنکھوں کے آگے جل رہا ہے آشیاں میرا

بیخود موہانی

قاتل کی پشیمانی:

پہلے تو اس نے قتل کیا مجھ کو بے خطا
اب ہاتھ مَل رہا ہے کہ ہائے یہ کیا کیا

جمیل مظہری

تیروں کی بارش:

کیسی نجات مل نہ سکے گی پناہ تک
اب تیر آرہے ہیں مری خیمہ گاہ تک

رئیس امروہوی

https://downloadshiabooks.com/

شہرِ کربلا:

جدھر سے گزرا ہوں نیزوں پہ سر ہی دیکھے ہیں
یہ شہر کیا مجھے ہر شہر کربلا سا لگا

شارب ردولوی

عظمتِ خاکِ کربلا:

برق سو بار گر کے خاک ہوئی
رونقِ خاکِ آشیاں ہے وہی

فیض احمد فیض

پیاس اور دھوپ:

پیاس کیا بجھتی کہ صحرا کا تھا منظر سامنے
دھوپ اتنی تیز نکلی ، رنگِ دریا جل گیا

احمد ندیم قاسمی

حیاتِ جاوداں:

خواہش سیرابیٔ دل نے دکھائے ہیں سراب
تشنگی کی راہ چل آبِ بقا مل جائے گا

سجاد باقر

عزم واستقلالِ شہید:

خواہش پہ مجھے ٹوٹ کے گرنا نہیں آتا
پیاسا ہوں مگر ساحلِ دریا پہ کھڑا ہوں

سجاد باقر

https://downloadshiabooks.com/

## حسینؑ کا استقبال:

لاشوں کے ہجوم میں بھی ہنس دیں
اب ایسے بھی حوصلے کسے ہیں

احمد ندیم قاسمی

## تہذیبِ غمِ حسینؑ:

ہم لوگ تو اپنے آنسوؤں سے
تہذیب کی فصل سینچتے ہیں

احمد ندیم قاسمی

## فَلآ اُقْسِمُ بمواقِعِ النّجوم:

ترجمہ: قسم ہے اس جگہ کی جہاں ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔ (سورۂ واقعہ)

وہیں سے پھوٹ رہا ہے طلوعِ صبح کا نور
جہاں شہید ہوا اک ہجوم تاروں کا

احمد ندیم قاسمی

## آقا مولا:

آدمی اک تھا مگر اس کے ہزاروں روپ تھے
وہ کبھی بندہ، کبھی آقا، کبھی مولا ہوا

احمد ندیم قاسمی

خونِ ناحق کی تو خنجر ہی گواہی دے گا
اور جتنے بھی تھے سب ہو گئے قاتل کی طرف

احمد ندیم قاسمی

https://downloadshiabooks.com/

## پانی:

دل خوف میں ہے عالمِ فانی کو دیکھ کر
آتی ہے یاد موت کی پانی کو دیکھ کر

منیرؔ نیازی

## شہیدِ بے کفن:

درخورِ نظّارہ کب ہیں سنگِ مرمر کے مزار
ہاں مگر عظمت کے قابل ہے شہید بے کفن

شیخ ضیا اللہ ضیاؔ

## شامِ غریباں:

فلک پر چاند اک زخمی یدِ بیضا کی صورت تھا
یزیدیت کی ظلمت چھائی تھی شامِ غریباں پر

شیخ ضیا اللہ ضیاؔ

## شہادتِ علی اصغرؑ:

دل کا لہو تھا اپنے ہی چہرے پہ مل لیا
ہم مقتلِ وفا سے بہت سرخ رو گئے

ساحرؔ لکھنوی مرحوم

## نیزے پر سر:

نیزے پہ سر رہا ہے سدا کوئی دور ہو
اہلِ نظر نشانۂ حالات کب نہ تھے

ساحرؔ لکھنوی مرحوم

https://downloadshiabooks.com/

مقتلِ وفا:

دیارِ تیغ و دار کے جمال کو نکھار کے
ہم اپنے خوں سے مقتلِ وفا سنوار آئے ہیں
نہالؔ لکھنوی

حرؑ آرہا ہے:

کسی کو بے وفا کہنا خلاف ہوش مندی ہے
خدا معلوم کب خوئے وفا بیدار ہو جائے
نہالؔ لکھنوی

سفرِ حسینؑ:

رفتہ رفتہ پست ہمت ناتواں چھُٹتے گئے
کارواں منزل بہ منزل کارواں بنتا گیا
نہالؔ لکھنوی

شہادتِ سکینہؑ:

اِک یاد آئی ، رنج بڑھا غم سوا ہوا
دروازۂ قفس کو جو دیکھا کھُلا ہوا
نہالؔ لکھنوی

دریا اور پیاس:

کہہ دوں تو دوستوں کی جبینوں پہ بل پڑیں
دریا کے پاس کیا ہوں میں پیاسا کھڑا ہوا
نہالؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## قربانیٔ حسینؑ:

مرے پاس تھے یہی جان و دل یہی آج نذرِ وفا کیے
وہ جو فرض تھا وہ ادا ہوا وہ جو قرض تھا وہ چکا دیا

حسنؔ عابد

## قولِ حسینؑ:

سرِ دار میرا ہی سر ہے یہ سرِ راہ میرا ہی جسم ہے
مرا قول، قولِ حسینؑ تھا جو کہا وہ کر کے دکھا دیا

حسنؔ عابد

## صداقت اور شہادت:

سچائی نمو پاتی ہے مقتل کی زمیں پر
یہ فصل صحیفوں میں اُگائی نہیں جاتی

امیدؔ فاضلی

## پیاس:

خیمہ گاہِ تشنگاں میں پیاس کی لہروں کے ساتھ
تیر دریا کی طرف سے رات بھر آئے بہت

امیدؔ فاضلی

## شمعِ رسالتؐ کے محافظ:

سلام خانۂ زہراؑ ترے چراغوں پر
بجھے ہیں شمعِ رسالتؐ کی روشنی کے لیے

امیدؔ فاضلی

https://downloadshiabooks.com/

لہو کی پکار:

یوں بھی لہو نے صورتِ اظہار پائی ہے
مقتل سے دل دھڑکنے کی آواز آئی ہے

امید فاضلی

شوقِ شہادت:

جن کو نگہہء دوست کے پیغام ملے ہیں
مقتل میں وہ باندھے ہوئے احرام ملے ہیں

امید فاضلی

قاضی شریح بن حارث کندی:

(قتلِ حسینؑ کا فتویٰ دینے والا مفتی اور فقیہ جسے بعد میں مختار نے قتل کیا)

سچ جب کھلا تو سر سے فقیہانِ شہر کے
نشہ اُتر کے رہ گیا دستار کی طرح

امید فاضلی

حیاتِ شہید:

زندگی کے دیوانو ، سوئے کربلا دیکھو
عشق کس سلیقے سے زندگی میں ڈھلتا ہے

امید فاضلی

تاریخ کا فیصلہ:

نکل کے جبر کے زنداں سے جب چلی تاریخ
نقاب اُٹھاتی گئی قاتلوں کے چہروں کا

امید فاضلی

https://downloadshiabooks.com/

## خونِ حسینؑ کی عظمت:

قاتل جسے بے مصرف سمجھے وہ خون بہا جب مقتل میں
مٹی میں ملا گلزار بنا دامن پہ گرا گفتار ہوا

امّید فاضلی

## زخموں کی قبا:

پھر سوچ لو اے دشنہ گرو ! سنگ نژادو
سجتی ہے مرے جسم پہ زخموں کی قبا بھی

امّید فاضلی

## کربلا کی سچائی:

مقتلِ عشق میں سچّائی نے
زخم کھائے ہیں رسولوں کی طرح

امّید فاضلی

## تعزیئے:

چمک رہے ہیں تعزیئے بلا کی تیز دھوپ میں
مہک ہے آبِ مرگ کی فشارِ عرق میں ابھی

منّیر نیازی

## غمِ حسینؑ کا کیف

غم و آلام سے ہوتا ہے دِل ، جب آزاد
زندگی کی وہی بے کیف گھڑی ہوتی ہے

ظلِّ صادق

https://downloadshiabooks.com/

حسینؑ کی تنہائی:

کوئی ہمدم نہیں سرِ مقتل
کس کو مڑ مڑ کے دیکھتا ہوں میں

ظلِّ صادق

پتھروں کی بارش:

پتھرو! مجھ کو چُور چُور کرو
عہدِ دوراں کا آئینہ ہوں میں

ظلِّ صادق

نرغۂ اعدا:

بڑھ رہا ہے حصارِ ظلم و ستم
چُپ سرِ دشتِ کربلا ہوں میں

ظلِّ صادق

قتل گاہ:

قتل گاہِ وفا میں دیکھ مجھے
مُتزلزل نہیں ہے پائے ثبات

ظلِّ صادق

فرات:

تیغِ فرقت کا میں تو طالب ہوں
مجھ کو منظور کب ہے وَصلِ فُرات

ظلِّ صادق

https://downloadshiabooks.com/

کرب و بلا:

مجھ پہ یلغار ہے مصائب کی
وقفِ کرب و بلا ہے میری ذات

ظلِّ صادق

شبِ عاشور:

ہے صبح کو پھر معرکۂ جاں سے گزرنا
لوگو! چلے جاؤ کہ ابھی رات ہوئی ہے

ناصر زیدی

نیزے پر سرِ حسینؑ:

تھا شام کے نیزے پہ چمکتا ہوا سورج
ایسی بھی تو اِک صورتِ حالات ہوئی ہے

ناصر زیدی

سوالِ آب:

سسکتی زیست کو اک طُرفہ آبرو دینا
زمانہ سمجھا کہ شاید سوال آب کا تھا

ناصر زیدی

حق کلامی کی سزا:

حق کلامی کی سزا موت اگر ہے عظمت
ایک دن نوکِ سناں پر مرا سر بھی ہوگا

عظمت بلگرامی

https://downloadshiabooks.com/

مرضیٔ رب اور حسینؑ:

سلام ان پہ تہہِ تیغ بھی جنھوں نے کہا
جو تیرا حکم جو تری رضا جو تو چاہے
مجید امجد

عظمتِ غم:

واعظ کسی شہیدِ محبت کا فیض ہے
مانوس ہوگیا ہے غم و ہم سے آدمی
نجم آفندی

پیامِ حق:

پیامِ حق تہہ تیغِ ستم سنانا تھا
یہ وار بھی دلِ قاتل پہ کر کے جانا تھا
نجم آفندی

سجدۂ آخر:

نازِ تسبیح و مصلّا اور ہے
زیرِ خنجر ہو جو سجدہ اور ہے
نجم آفندی

واقعۂ کربلا و شہدا:

جاں نثاروں نے ترے کر دیے جنگل آباد
خاک اُڑتی تھی شہیدانِ وفا سے پہلے
نجم آفندی

https://downloadshiabooks.com/

خاکِ کربلا پر سجدے:

سجدے کریں گے اہلِ وفا میری خاک پر
تعمیر سجدہ گاہ کیے جارہا ہوں میں

نجم آفندی

مظالمِ یزید اور جنگِ کربلا:

اہلِ حق کو جنگ کرنے کے سوا چارہ نہ تھا
صلح کی پیغامبر جب قوتِ شمشیر تھی

نجم آفندی

خیموں کا جلنا:

ہو آشیاں کی خیر، اندھیرا تو چھٹ گیا
بجلی چمک رہی ہے، مگر روشنی ہوئی

آلِ رضا

عظمتِ خاکِ کربلا:

اک خاک ہے کہ اُڑ کے کھٹکتی ہے آنکھ میں
اک خاک، سجدہ گاہِ محبت بنی ہوئی

آلِ رضا

قبرِ حسینؑ کا نشان نہ مٹایا جاسکا:

سنبھلنا، ہاں سنبھلنا اے مٹانے والے تربت کے
زمیں کروٹ بدلنے کو ہے اب گورِ غریباں کی

بیدم وارثی

https://downloadshiabooks.com/

### قاتل کا احساسِ جرم:

قاتل کے سوا کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا
کیا دیکھتی ہیں طشت میں رکھی ہوئی آنکھیں

امتیاز ساغرؔ

### شامِ غریباں:

جب زُلفِ مہ و سال پریشاں نظر آئی
ہر صبح مجھے شامِ غریباں نظر آئی

عظمتؔ بلگرامی

### غم کی روشنی:

ہم جو شعلۂ جاں کی لو نہ تیز کر دیتے
آج غم کی راہوں میں کتنی تیرگی ہوتی

فریدؔ جاوید

### پائمالی لاشِ حسینؑ:

یہ زندگی کے مسائل سلجھ تو سکتے ہیں
مری طرح سے کوئی پائمال ہو تو سہی

مشفقؔ خواجہ

### حسینؑ نے نیا شہر آباد کیا:

مسافرانِ رہ شوق تھک گئے تو کیا
جہاں رُکے وہیں بستی نئی بسا لی ہے

مشفقؔ خواجہ

https://downloadshiabooks.com/

مدینہ ویران ہو گیا:

دل لاکھ سزاوار سہی رنج و الم کا
بستے ہوئے شہر ایسے بھی ویراں نہ ہوئے تھے

مشفق خواجہ

لازوال غم:

ذوقِ طلب بھی دل میں ہے خوئے سوال بھی نہیں
غم وہ عطا ہوا مجھے جس کی مثال بھی نہیں

مشفق خواجہ

آنسو:

بس وہی تھے متاعِ دیدہ و دل
جتنے آنسو مژہ تلک آئے

زہرہ نگاہ

شب عاشور چراغ بجھا دیا گیا:

ہوائے ظلم سوچتی ہے کس بھنور میں آ گئی
وہ اک دیا بجھا تو سینکڑوں دیئے جلا گیا

فراز

حاصلِ شہادت:

اب اک ہجومِ عاشقاں ہے ہر طرف رواں دواں
وہ ایک رہ نورد خود کو قافلہ بنا گیا

فراز

https://downloadshiabooks.com/

## شامِ غریباں:

شامِ غریباں گزری ہے ایسی کہ آج تک
سارے جہاں میں شام کا منظر اداس ہے

ضیاؔ رضوی

## شہید زندہ ہے:

رہ گئے نقش ہمارے باقی
مٹ گئے ہم کو مٹانے والے

حبیب جالبؔ

## حق کی جیت:

حق ہے کہ حق کی جیت ہے ظلم و ستم عبث
موجیں نگل گئیں کئی افواجِ قاہرہ

فارقؔ فاروقی

## نمازِ عصر:

روشن ہوئی تو حاصلِ ایمان بن گئی
اک عصر کائنات کی پہچان بن گئی

حسنینؔ جعفری

## عباسؑ و علی اکبرؑ کی شہادت:

اِک حادثے نے اس کی کمر توڑ دی نویدؔ
ایک دُکھ ملا جو آنکھ سے بینائی لے گیا

احمد نویدؔ

https://downloadshiabooks.com/

سجدہ:

ہو جس کا مشتاق آستاں خود
حقیقتاً وہ جبیں جبیں ہے

غضنفر نواب دانش

دشتِ بلا:

اس دشت بلا میں کہ جہاں ہے گزر اپنا
جز سایۂ غم کوئی نہیں ہم سفر اپنا

منیر نیازی

شبِ عاشور:

بجھا چراغ تو چہرے شعائیں دینے لگے
کچھ ایسے لوگ بھی اس رات خیمہ گاہ میں تھے

حسنین جعفری

فرات:

عجیب رنگ بدلتی ہے اس کی نگری بھی
ہر ایک نہر کو دیکھا فرات ہونے تک

تاجدار عادل

سر اور چراغ:

صدیاں گزر رہی ہیں مگر روشنی وہی
یہ سر ہے یا چراغ سرِ دار دیکھنا

عبید اللہ علیم

https://downloadshiabooks.com/

مظلوم کا چہرہ:

مقتول کے چہرے پر چمک تھی
تلوار کی آب سے زیادہ

حسن اکبر کمالؔ

امام حسینؑ کا قافلہ:

بڑھا ہے ہاتھوں پہ سر رکھ کے سرکشوں کا ہجوم
نئی حیات کا سورج نکالنے کے لیئے

نقاش کاظمی

محضرِ شہادت:

ساکت کھڑا ہوں میں سرِ تسلیم خم کیئے
آیا ہے قتل نامہ مرا روبروئے تیغ

نقاش کاظمی

قتل گاہ:

خود کو لہولہان کیا قتل گاہ میں
آئینۂ وفا کے مقابل تھا روئے تیغ

نقاش کاظمی

جلتے خیمے:

سب ہی کھڑے ہیں خوں میں تر، کس سے کریں گے احتجاج
آگ ہُوا ہے گھر کا گھر، کس سے کریں گے احتجاج

نقاش کاظمی

https://downloadshiabooks.com/

کربلا کا دن:

روز ہی کربلا کا دن ، روز ہی قتلِ عام ہے
روز ہی اک نئی خبر، کس سے کریں گے احتجاج

نقاش کاظمی

حسینؑ کی تنہائی:

سورج بھی تھک کے ڈوب گیا شام ہوگئی
دن بھر جو میرے ساتھ تھا وہ گھر چلا گیا

نقاش کاظمی

اسیروں کا قافلہ:

تاریخ کہہ رہی ہے کہ خوشبو کا قافلہ
پہلے تو کربلا سے کھلے سر نہیں گیا

نقاش کاظمی

کربلا کے قیدی:

صاحبِ دشتِ نوا ، جرات گفتار کی خیر
ہونٹ پھر ہونٹ ہیں زنجیر نہ ہلنے پائے

نقاش کاظمی

کربلا کا مجاہد:

وہ نقیبِ کوچہ امن تھا وہ حریف بادۂ ظلم تھا
وہ رُکا تو کوہِ گراں رہا جو چلا تو جاں سے گزر گیا

نقاش کاظمی

https://downloadshiabooks.com/

حق کی راہ میں سر دینا

شب کی تاریک فضاؤں میں چراغاں کرنے
ہر کوئی اپنی ہتھیلی پہ لئے سر آیا
نقاش کاظمی

نیزے پر سر:

سلطانیٔ جمہور کے نیزوں پہ جو بولے
اس انجمنِ ناز میں وہ سر ہے نہ ملنا
نقاش کاظمی

خون لہجہ:

کس سے چھپتا ہے خون کا لہجہ
میرے قاتل ، نشان بولتا ہے
نقاش کاظمی

معرکہ خیر وشر

وہ معرکہ تھا جو خیر و شر ازل سے جاری
کسی کسی کا تھا حُسن ِ ردار بھی مقابل
نقاش کاظمی

حق کی راہ:

ہُوا ہے حکم کہ اب شہرِ سرفروشاں میں
جو سر اُٹھا کے چلے سر کرو قلم اُس کا
نقاش کاظمی

https://downloadshiabooks.com/

## آسماں سے لہو برسا:

ٹوٹا ہے آج ابر جو اِس آن بان سے
برسے گا کل لہو بھی ترے آسمان سے

نقاش کاظمی

## صبحِ شہادت:

شفقِ صبحِ شہادت سے ہے تابندہ جبیں
ورنہ آلودۂ خوں تھا افقِ دار کا رنگ

علی سردار جعفری

## دیدۂ خوں بار:

موجِ طوفاں بھی ہے اور جوشِ بہاراں بھی ہے
کون سا دیکھو گے تم دیدۂ خوں بار کا رنگ

علی سردار جعفری

## شہیدانِ وفا:

لہو جتنا تھا سارا صرفِ مقتل ہو گیا لیکن
شہیدانِ وفا کے رُخ کی تابانی نہیں جاتی

علی سردار جعفری

## شہیدوں کا لہو:

خدا معلوم کس کس کے لہو کی لالہ کاری ہے
زمینِ کوئے جاناں آج پہچانی نہیں جاتی

علی سردار جعفری

https://downloadshiabooks.com/

پاؤں کے کانٹے:

انھیں سے پھول کھلیں گے لہولہان ہیں پاؤں
ابھی تو دشتِ طلب میں بہت ہیں خار چلو

علی سردار جعفری

لہو کے پرچم:

ہوا ہے سخت اب اشکوں کے پرچم اُڑ نہیں سکتے
لہو کے سرخ پرچم لے کے میدانوں میں آجاؤ

علی سردار جعفری

بے کفن لاشے:

لبِ تیغ پر لہو ہے لبِ زخم پر تبسم
یہ حیاتِ تن برہنہ اسے کیسا پیرہن دیں

علی سردار جعفری

شہیدوں کا جلوس:

خاک سے روز نکلتا ہے شہیدوں کا جلوس
صورتِ لالہ و گل لشکرِ خونیں کفناں

علی سردار جعفری

تہذیبِ مجلسی:

کم ظرفیٔ گفتار ہے دشنام طرازی
تہذیب کو شائستگیٔ دیدہ تر ہے

علی سردار جعفری

https://downloadshiabooks.com/

تہذیبِ غم:

ہم ہیں وہ بلاکش کہ مصائب سے جہاں کے
ہو جاتے ہیں شائستۂ غم ہائے جہاں اور

علی سردار جعفری

کوچۂ قاتل:

کام اب کوئی نہ آئے گا بس اک دل کے سوا
راستے بند ہیں سب کوچۂ قاتل کے سوا

علی سردار جعفری

جرأت انکار:

اسی سے تیغ نگہ آب دار ہوتی ہے
تجھے بتاؤں بڑی شے ہے جرأتِ انکار

علی سردار جعفری

دشتِ بلا:

اٹھی ہے آتش و آہن کے گرم سینے سے
مسموم دشتِ بلا ہے اسے صبا نہ کہو

علی سردار جعفری

صبحِ عاشور:

لمحہ لمحہ ہے کہ ہے قافلۂ منزلِ نُور
سرحدِ شب میں بھی فرمانِ سحر جاری ہے

علی سردار جعفری

https://downloadshiabooks.com/

عزاخانے:

ستم کی تیغ خود دستِ ستم کو کاٹ دیتی ہے
ستم رانو تم اب اپنے عزاخانوں میں آجاؤ

علی سردار جعفری

شہیدوں کا لہو:

پیراہنِ گل ، دستِ صبا ، دامنِ گلچیں
رنگین ہے ہر چیز شہیدوں کے لہو سے

علی سردار جعفری

ظلم کی شکست:

سرفروشانِ محبت کے جنوں کے آگے
سرِ قاتل بھی سرِ دار بھی خم ہوتا ہے

علی سردار جعفری

حرفِ حق:

دستِ جلّاد سے گر جاتی ہے شمشیرِ ستم
حرفِ حق سینۂ باطل پہ رقم ہوتا ہے

علی سردار جعفری

مقتل:

وہی تلوار اور وہی مقتل
صرف قاتل بدلتے رہتے ہیں

علی سردار جعفری

https://downloadshiabooks.com/

زنجیر کا ماتم:

پہلے ہوتی ہے بپا آنکھ میں مجلس تیری
اور پھر خواب میں زنجیر زنی رہتی ہے

سیّد نوید حیدر ہاشمی

کربلا کی پیاس:

تشنگی حد سے بڑھی جاتی تھی
پھر کوئی کرب و بلا تھا مجھ میں

محمد اسحاق شاد

ظالم سے نفرت:

یہی اصول ہے مظلوم سے محبت کا
یزید لمحوں سے ہر دور میں بغاوت کر

مقصود عامر

عزادار:

ہمارا مقدر ہے شامِ غریباں
کہ صبح طرب کے عزادار ہیں ہم

حفیظ تائب

حضرت علی اصغرؑ کا تبسم:

کون جانے کہ اِک تبسّم سے
کتنے مفہومِ غم نکلتے ہیں

کرامت بخاری

https://downloadshiabooks.com/

کربلا کے بعد:

نہرِ دشمن سے میں اب دُور نکل آیا ہوں
دم لیا جائے ذرا، مشک مرمت کی جائے

ادریس بابر

شامِ غریباں:

خون میں ڈوبی ہوئی شامِ غریباں کی طرح
ہم ترے درد کے خیموں میں پڑے ہیں کب سے

سیّد اظہر عباس

کربلا ضروری ہے:

حرمتِ مُلکِ سخن کی خیر ہو پروردگار
سینکڑوں عشرت کدے ہیں کربلا کوئی نہیں

وحید الحسن ہاشمی

امام حسینؑ نے سر خم نہیں کیا:

بہ ایں سیل غم و سیلِ حوادث
مرا سر ہے کہ اب بھی خم نہیں ہے

مجازؔ

ماتم کناں جلوسِ عزا میں ہوئے شریک
لٹکا کے تیغ و تیر کمانِ علم میں ہم

رئیس امروہوی

https://downloadshiabooks.com/

اللہ کی راہ میں حسینؑ نے گھر لٹا دیا:

کیا خبر کیا کسی مجبور پہ گزری ہوگی
ورنہ یوں ہی کوئی گھر بار لٹانے سے رہا

فضل احمد کریم فضلیؔ

حسینؑ کا سجدہ اولیٰ ہے:

سرنگوں ہو کے نہ کر عظمتِ آدم کو ذلیل
جس کو سجدہ ہو سزاوار، وہ سر پیدا کر

پروفیسر شورؔ

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

تشنگیٔ فرات:

پیاسوں کے لہو سے بجھ گئی تھی
اب تشنگیٔ فرات کیوں

فرخیؔ

سر کٹا لیکن جھکا نہیں:

اُن کی طلب کہ سر جھکے، اِن کی خوشی کہ سر کٹے
اُن کا سوال دیکھنا، اِن کا جواب دیکھنا

سجاد باقرؔ

جھولے کا سپاہی:

پالنوں کی عمروں سے اب ہمیں نکلنے دے
خاک میں لتھڑنے دے، پاؤں پاؤں چلنے دے

خالد احمدؔ

https://downloadshiabooks.com/

ذوقِ تشنگی:

میں تو اس انساں کے ذوقِ تشنگی پر مرمٹا
جو سمندر کے کنارے رہ کے بھی پیاسا ہے آج

جگن ناتھ آزاد

شہیدوں کا نام زندہ ہے:

اب وہ دریا ، نہ وہ بستی ، نہ وہ لوگ
کیا خبر کون کہاں تھے پہلے

ناصر کاظمی

دشمن سیراب تھے حسینؑ کے معصوم بچے پیاسے تھے:

میرے گھر کی ساری کلیاں بِن پانی کے سوکھ گئیں
اس کے گھر میں برکھا رُت ہے، جس کا میں ہمسایا ہوں

اشعر

حسینؑ اپنا قبیلہ

سب شہسوار اپنے قبیلوں کے ساتھ تھے
اک میں ہی تھا کہ کوئی بھی لشکر مرا نہ تھا

افتخار عارف

دِل دشت کربلا ہے:

میری آنکھوں کی زمینیں آج تک پیاسی ہیں
میرے دل میں آ کے دشتِ کربلا دیکھے گا کون

سلیم کوثر

https://downloadshiabooks.com/

سیدِ سجادؑ کا خیمہ بھی جلا دیا گیا:

خیمے نہ کوئی میرے مسافر کے جلائے
زخمی تھا بہت پاؤں مسافت بھی بہت تھی

پروین شاکرؔ

حسینؑ نے شمع بجھا دی:

مری وفا کا اسے بھی یقین تھا لیکن
بجھا کے شمع مجھے پھر سے آزمانا تھا

حسنؔ عسکری کاظمی

نیزوں سر بلند تھے:

ملی نہ ایسی بلندی کسی گھرانے کو
کہ سر بریدہ سناں پر مرا گھرانہ تھا

حسنؔ عسکری کاظمی

جلتے خیموں کا دھواں:

مدّت سے لگی آگ مرے خیمۂ جاں میں
لپٹا ہوا اب دل کی طنابوں سے دھواں دیکھ

حسنؔ عسکری کاظمی

دشمن کو حسینؑ نے سیراب کر دیا:

دیکھی نہ گئی تشنہ لبی دشمنِ جاں کی
سیراب ہوا کیسے کوئی تشنہ دہاں دیکھ

حسنؔ عسکری کاظمی

https://downloadshiabooks.com/

سیّدِ سجادؑ کا گریہ:

سانحہ ایسا بھی گزرا مجھ پر
خوں آنکھوں سے بہے گا برسوں

حسن عسکری کاظمی

ایسا ظلم کبھی نہ ہوا تھا:

دیکھے ہیں ہم نے ستمگر تو کئی پہلے بھی
آپ کی سب سے جدا طرزِ ستمگاری ہے

عابد انصاری

تشنگی نے سچ سر بلند کر دیا:

تشنگی کو جہاں میں حق والے
سچ سے غرقِ فرات کرتے ہیں

دِل نواز دِل

دہشت گرد مودّت کو نہ سمجھے:

پیار محبت کے وہ معنی کیا جانیں؟
جن کے ہاتھ میں یارو ہر دم خنجر ہیں

اسرار انجم

عباسؑ کا علم آج بھی بلند ہے:

علم گرے بھی تو جذبہ بلند تر رکھنا
میں اپنے دستِ بریدہ کو بھی اُٹھاؤں گا

عابد بخاری

https://downloadshiabooks.com/

دربارِ یزید:

جذبہ تو دیکھیے کہ شہیدانِ خوش ادا
سب قتل ہو کے پھر سرِ دربار آئے ہیں
رکھے ہوئے ہیں طشت سروں سے سجے ہوئے
دینے کو نذر، شاہ کے دربار آئے ہیں

حسن عابد

کربلا والوں کی پیاس:

کربلا میں تو سو گئے پیاسے
اب کہیں جا کے ڈوب مر بارش

شاہد ملک

حُر کو حسینؑ نے سیراب کر دیا:

کتنا ہے خوش نصیب وہ پیاسا جسے ملیں
تشنہ لبی کے دشت میں دریا صفت بزرگ

محمد افضال مالیر کوٹلوی

ظہورِ مہدیؑ قریب ہے:

کربلائے عصرِ نو نزدیک ہے
سُوئے صحرا نیک مقصد سے نکل

کرامت بخاری

https://downloadshiabooks.com/

نوحے ہر حال میں پڑھے گئے:

یہ اور بات سُن کے بھی کوئی نہ سُن سکا
نوحے تو گونجتے رہے تاشوں کے شہر میں

قیصر بارہوی

کرب و بلا کا غم:

اَلم کرب و بلا ، رنج و محن اور سوزشِ پیہم
اکیلی جان ہے اور دیکھیئے کیا کیا مقابل ہے

اقبال سحر انبالوی

کربلا میں سچ کو قتل کیا گیا:

سچ اگر یونہی قتل ہوتا رہا
یہ نگر بھی نہ کربلا ہو جائے

مرزا مبشر بیگ

جلتے خیموں کی روشنی:

ساری بستی تو ہو گئی روشن
گھر کسی کا مگر جلا شب بھر

آثم فردوسی

شہادت اور اظہارِ حقیقت:

شہادت کون اظہارِ حقیقت پر یہاں دے گا
سِتم کے تیر جتنے تھے، کمانوں سے نکل آئے

سجاد مرزا

https://downloadshiabooks.com/

## حق والوں کا قتل:

مسافر دم بخود تھے ہم رہوں کے قتلِ ناحق پر
کہ خنجر خون میں تر پاسبانوں سے نکل آئے

سجادؔ مرزا

## حسینؑ نے تخت و تاج کو ٹھوکر ماردی:

میں مملکتِ دل غازیاں، میں ہوں تاجدارِ ستم کشاں
مجھے تاج و تخت سے کام کیا؟ میرا نام تیغ و کفن سے ہے

قتیلؔ شفائی

## حسینؑ نے کعبے کو کعبہ بنا دیا:

ہمارا سجدہ کرنا دیکھیے کیا رنگ لایا ہے
بنایا کعبۂ ایماں کسی کا آستاں ہم نے

کلیمؔ جلیری

## دل میں کربلا:

یہ زندگی تو ہے اک عرصۂ ستم کہ جہاں
ہم اپنے دل میں کئی کربلائیں دیکھتے ہیں

شہنازؔ صابری

## حسینؑ صدیوں پہ چھا گئے:

میں کہ دم بھر لہو میں ڈوبا تھا
کتنی صدیاں ہیں سرخرو مجھ سے

شہاب صفدرؔ

https://downloadshiabooks.com/

کربلا کے پیاسے:

فراتِ عصر سے کہہ دے یہ کوئی
کہ پیاسے ہیں مسافر کربلا کے

طیب علی اطہرؔ

کربلا کے اسیر:

لہو بھری شام تھی مرے ہر کاب شوکتؔ
مِرا سفر بھی تو کربلا کے اسیر کا تھا

شوکتؔ ہاشمی

ہر عہد میں کربلا زندہ ہے:

اُجاڑ صحرا ، سلگتے خیمے ، اُداس دریا
تو کیا مِرے عہد کی یہی کربلا نہیں

شوکتؔ ہاشمی

شام کے قیدی:

اُٹھتی نہیں ہے خانۂ زنجیر سے صدا
دیکھو تو کیا سبھی یہ گرفتار ہوگئے

دردؔ

بے خطا قیدی:

کیوں تو صیاد کیا ہم کو گرفتارِ قفس
ہم نہ شائستۂ بسمل نہ سزاوارِ قفس

قائمؔ

https://downloadshiabooks.com/

بیکس قیدی:

اوّل تو قفس کا مرے درباز کہاں ہے
اور ہو بھی تو یاں طاقتِ پرواز کہاں ہے

مصحفی

امام حسینؑ بحالِ نزع:

چلے آتے ہیں جھونکے نیند کے گو وقت مشکل ہے
بہت ٹھنڈی ہوائے دامنِ شمشیرِ قاتل ہے

محشر لکھنوی مرحوم

تسلیم و رضا:

سلام ان تہہ تیغ بھی جنہوں نے کہا
جو تیرا حکم جو تیری رضا جو تُو چاہے

مجید امجد

عصر کا ہنگام:

زوالِ عصر ہے کوفے میں اور گداگر ہیں
کھلا نہیں کوئی در بابِ التجا کے سوا

منیر نیازی

کربلا کی پیاس:

ستم شناس ہوں لیکن زباں بریدہ ہوں
میں اپنی پیاس کی تصویر بن کے زندہ ہوں

کشور ناہید

https://downloadshiabooks.com/

معصوم سکینہؑ پر مظالم:

زندگی بھر تجھے درپیش ہے زندانِ دمشق
اشقیا پھر ترے کانوں سے گہر کھینچتے ہیں

پروین شاکر

کربلا ضمیر کی آواز:

حریف تو سپر انداز ہو چکا کب کا
درون ذات مگر محوِ جنگ سا کچھ ہے

عرفان صدیقی

نیزے پر سر:

تم جو کچھ چاہو وہ تاریخ میں تحریر کرو
یہ تو نیزہ ہی سمجھتا ہے کہ سر میں کیا تھا

عرفان صدیقی

شبِ عاشور:

تو یہ شب بھر کی رونق چند خیموں کی بدولت تھی
اب اس میدان میں سنسان ٹیلوں کے سوا کیا تھا

عرفان صدیقی

شہادتِ علی اصغرؑ:

آسماں اپنی کماں توڑ چکا یہ نہ سمجھ
اب کوئی تیر جو چھوٹا تو ہدف تُو بھی ہے

عرفان صدیقی

https://downloadshiabooks.com/

لشکرِ یزید کی یلغار:

تیز رفتار ہیں دشمن کے فرس تجھ سے سوا
میرے بعد اے مری بکھری ہوئی صف تو بھی ہے

عرفان صدیقی

حسینؑ کی فتح:

سروں کے پھول سرِ نوکِ نیزہ ہنستے رہے
یہ فصل سوکھی ہوئی ٹہنیوں پہ پھلتی رہی

عرفان صدیقی

تیروں کی بارش:

اپنے بھولے ہوئے منظر کی طرف لوٹ آنا
گم شدہ تیرو! کسی سر کی طرف لوٹ چلو

عرفان صدیقی

بچوں کی قربانیاں:

جو تیر بوڑھوں کی فریاد تک نہیں سنتے
تو ان کے سامنے بچوں کا مسکرانا کیا

عرفان صدیقی

عرصۂ شمشیر:

ایک رنگ آخری منظر کی دھنک میں کم ہے
موجِ خون اُٹھ کے ذرا عرصۂ شمشیر میں آ

عرفان صدیقی

https://downloadshiabooks.com/

مقتل کا لہو:

اے لہو میں تجھے مقتل سے کہاں لے جاؤں
اپنے منظر ہی میں ہر رنگ بھلا لگتا ہے

عرفان صدیقی

شہید زندہ ہے:

سنو کہ بول رہا ہے وہ سر اُتارا ہوا
ہمارا مرنا بھی جینے کا استعارا ہوا

عرفان صدیقی

نیزے پر خوں بھرا سر:

یہ سرخ پھول سا کیا کھل رہا ہے نیزے پر
یہ کیا پرندہ ہے شاخِ شجر پہ وارا ہوا

عرفان صدیقی

قیدی کی زنجیر:

بہ حدِّ وسعتِ زنجیر گردش کرتا رہتا ہوں
کوئی وحشی گرفتارِ سفر ایسا نہیں ہوتا

عرفان صدیقی

لہو پکارتا ہے:

سکوت خوف یہاں چار سُو پکارتا ہے
نہ اس کی تیغ نہ میرا لہو پکارتا ہے

عرفان صدیقی

https://downloadshiabooks.com/

## خنجرِ قاتل:

کیوں زباں خنجرِ قاتل کی ثنا کرتی ہے؟
ہم وہی کرتے ہیں جو خلقِ خدا کرتی ہے

عرفان صدیقی

## ایک کے بعد ایک سر دے رہا تھا:

خدا کرے صفِ سردادگاں نہ ہو خالی
جو میں گروں تو کوئی دوسرا نکل آئے

عرفان صدیقی

## کربلا کی طرف ہجرت:

نہر اس شہر کی بہت مہرباں ہے مگر اپنا رہوار مت روکنا
ہجرتوں کے مقدر میں باقی نہیں اب کوئی قریۂ معتبر یا اخی

عرفان صدیقی

## خیمۂ حسینی:

زرد دھرتی سے ہر گھاس کی کونپل پھوٹی
جیسے اک خیمہ سرِ دشتِ بلا لگتا ہے

عرفان صدیقی

## صبر و رضا:

ہوائے کوفۂ نامہرباں کو حیرت ہے
یہ لوگ خیمۂ صبر و رضا میں زندہ ہیں

عرفان صدیقی

https://downloadshiabooks.com/

شہادت کا اثر:

وہ مرحلہ ہے کہ اب سیلِ خوں پہ راضی ہیں
ہم اس زمین کو شاداب دیکھنے کے لیئے

عرفان صدیقی

چادریں لوُٹی گئیں:

ہم تہی دستوں کے ہاتھوں میں نہ چادر ہے نہ خاک
بیبیو تم نے کس امید پہ سر کھولا ہے

عرفان صدیقی

سناں پر سر:

سروں کو ربط رہا ہے سناں سے پہلے بھی
گذر چکے ہیں یہ لشکر یہاں سے پہلے بھی

عرفان صدیقی

بازوے عباسؑ:

تری تیغ تو میری ہی فتح مندی کا اعلان ہے
یہ بازو، نہ کٹتے اگر میرا مشکیزہ بھرتا نہیں

عرفان صدیقی

دستِ بُریدہ:

یہ کس نے دستِ بریدہ کی فصل بوئی تھی
تمام شہر میں نخلِ دعا نکل آئے

عرفان صدیقی

https://downloadshiabooks.com/

زندانِ شام کے قیدی:

قاتلوں کے شہر میں بھی زندگی کرتے رہے
لوگ شاید یہ سمجھتے تھے کہ مر جائیں گے لوگ

عرفان صدیقی

عزمِ شہادت:

قیامتیں گزر رہی ہیں کوئی شہسوار بھیج
وہ شہسوار جو لہو میں روشنی اُتار دے

افتخار عارف

سچائی تلاش:

خلق نے اک منظر نہیں دیکھا بہت دنوں سے
نوکِ سناں پہ سر نہیں دیکھا بہت دنوں سے

افتخار عارف

پیکانِ ستم:

زدہ صبر سے پیکانِ ستم کھینچتے ہیں
ایک منظر ہے کہ ہمدم ہمہ دم کھینچتے ہیں

افتخار عارف

دریا پر ظالموں کا قبضہ:

دریا پر قبضہ تھا جس کا اس کی پیاس عذاب
جس کی ڈھالیں چمک رہی تھیں وہی نشانا ہے

افتخار عارف

https://downloadshiabooks.com/

آوازِ اذان:

کاسہ شام میں سورج کا سر اور آوازِ اذان
اور آوازِ اذان کہتی ہے فرض نبھانا ہے

افتخار عارف

مدینے کے مسافر:

کہیں سے حرفِ معتبر شاید نہ آئے
مسافر لوٹ کر اب اپنے گھر شاید نہ آئے

افتخار عارف

ہجرت کی صعوبت:

کسے معلوم اہلِ ہجر پر ایسے بھی دن آئیں
قیامت سر سے گزرے اور خبر شاید نہ آئے

افتخار عارف

قیدی کے بندھے ہاتھ:

بلند ہاتھوں میں زنجیر ڈال دیتے ہیں
عجیب رسم چلی ہے تو دعا نہ مانگے کوئی

افتخار عارف

لہو کا منظر:

ہے زوال شام اک آئینہ رو منظر میں ہے
آسماں روشن ہے سارا اور لہو منظر میں ہے

انیس اشفاق

https://downloadshiabooks.com/

## ظلم کی تصویر:

کیا انوکھا زاویہ ہے ظلم کی تصویر کا
تیر منظر میں نہیں لیکن گلو منظر میں ہے

انیس اشفاق

## ظلم کے خنجر:

جب بھی گھر سے نکلوں سب کے ہاتھ میں خنجر دیکھوں
کب تک اپنی آنکھوں سے میں لہو کے منظر دیکھوں

انیس اشفاق

## حق و باطل کی پہچان:

کھڑے ہیں دونوں کسی فیصلے کے ہونے تک
میں سر بڑھائے ہوئے تیغ وہ نکالے ہوئے

انیس اشفاق

## ظالم کے حوصلے:

دیکھوں گا ابھی اور بھی خنجر کی روانی
قاتل کو ابھی اور بھی سفاک کروں گا

انیس اشفاق

## سیلِ خوں:

شہر کے اندر تھے جس میں بام و در ڈوبے ہوئے
شہر سے باہر وہ سیل خوں نظر آتا نہ تھا

انیس اشفاق

https://downloadshiabooks.com/

عزادار کا گریہ:

تیرے چمن میں رات کو ہم نے ایک عجیب آواز سنی ہے
اب کے شاید کوئی پرندہ خانۂ گل میں گریہ کناں ہے

انیس اشفاق

کربلا کے پیاسے:

دل خوف میں ہے عالمِ فانی کو دیکھ کر
آتی ہے یاد موت کی پانی کو دیکھ کر

منیر نیازی

سادات کی ویران بستیاں:

کر یاد ان دنوں کو کہ آباد تھیں یہاں
گلیاں جو خاک و خون کو دہشت سے بھر گئیں

منیر نیازی

دشتِ بلا:

سوادِ شہر پہ ہی رُک گیا تھا میں تو منیرؔ
اور ایک دشتِ بلا گھر کی راہ میں ہے

منیر نیازی

لہو کی ہولی:

میری طرح کوئی اپنے لہو سے ہولی کھیل کے دیکھے
کالے کٹھن پہاڑ دکھوں کے سر پر جھیل کے دیکھے

منیر نیازی

https://downloadshiabooks.com/

## تشنہ لبی:

تشنہ لبی کو دفن کسی نم جگہ کرو
یہ آگ جلتی رہتی ہے مرنے کے بعد بھی

تصور حسین زیدی

## صحرا کی تشنگی:

میں تشنگی ہوں جو ثابت قدم ہوں صحرا میں
جو ہوتا موجۂ دریا تو بہہ گیا ہوتا

تصور حسین زیدی

## کربلا کی تشنگی:

تم اپنی نہر یہاں سے اُٹھا کے لے جاؤ
کہ یہ زمین مری تشنگی خرید چکی

تصور حسین زیدی

## مقتل کی پیاس:

پڑے ہوئے ہیں جو مقتل میں پیاس کے ٹکڑے
انھیں سے وہ نیا کوثر بنانے والا ہے

تصور حسین زیدی

اپنی اپنی پیاس بھی مجھ کو میرے ساتھی سونپ گئے
اب یہ میری تشنہ لبی اک مشترکہ سرمایہ ہے

تصور حسین زیدی

https://downloadshiabooks.com/

بے یار و مددگار:

لہو کے چھینٹے بکھر رہے ہیں ہوا میں دیکھو
مری گلی میں بپا ہے محشر کسے پکاروں

مظہر نیازی

❁❁❁❁

https://downloadshiabooks.com/

باب پنجم ......

# بالواسطہ اشعارِ غزل

عشقِ اہلِ بیتؑ:

سُرخ روِ محشر کو اُٹھے گا وہی جس نے نصیرؔ
مائل اپنا دل بہ عشقِ آلِ پیغمبرؐ کیا

شاہ نصیرؔ دہلوی

شفاعت:

خوفِ تموزِ مہر قیامت نہ کر نصیرؔ
ہووے گا پنجتنؑ کا دو عالم کے سر پہ ہاتھ

شاہ نصیرؔ دہلوی

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

روضۂ شبیرؑ:

درداس کے کیا چشم کا شاید جو یہ بالا (کذا)
شبیرؑ کے روضے پہ چڑھانے کو بڑی آنکھ

شاہ نصیرؔ دہلوی

https://downloadshiabooks.com/

شفاعت:

رکھ پنجتنؑ کی ذات سے تو شش جہت میں کام
بخشائیں گے نصیؔر یہ روزِ جزا گناہ

شاہ نصیؔر دہلوی

آنسو اور دُرِّ نجف:

نصیؔر آلِ نبیؐ کے عشق میں ظاہر ہو مژگاں پر
یہاں ہم چشمیِ دُرِّ نجف کی میرے آنسو نے

شاہ نصیؔر دہلوی

اُٹھیں اہلِ بیتؑ:

اُٹھیں گے وہ ہی قیامت کو سرخ رو ہو کر
جنہوں کے دل میں محبت نبیؐ کی آلؑ کی ہے

شاہ نصیؔر دہلوی

غمِ شبیرؑ:

ماتمِ آلِ پیمبرؐ نہیں ایسا یارو
رہتے ہیں غم میں سدا حضرتِ شبیرؑ کے پھول

شاہ نصیؔر دہلوی

سیاہ لباس:

کیوں نہ ہوں مردمکِ دیدۂ کونین نصیؔر
ماتمِ آل پیمبرؐ میں سیہ پوش ہوں میں

شاہ نصیؔر دہلوی

https://downloadshiabooks.com/

دُلدُل:

فلک سر کو جھکاتا جس کے در پر بے تامل ہو
ہلال اس کو نہ پھر راکب کا نقشِ نعلِ دُلدُل ہو

شاہ نصیر دہلوی

امام حسینؑ کی پیاس:

غم حسینؑ میں دن رات دیکھتا ہوں دلا
بہاتے اپنی میں چشم پُر آب کو پانی
جلے گا آتش دوزخ میں وہ کہ جس نے یہاں
دیا نہ لختِ دلِ بوترابؑ کو پانی

شاہ نصیر دہلوی

حضرت مسلمؑ کی شہادت:

کوفیوں کا بھی ہے مسلمؑ پہ کھلا آہ فریب
آئے بیعت کے لئے تھے بہ دغا باندھ کے ہاتھ

شاہ نصیر دہلوی

دُلدُل:

اور ہلاتی ہیں مگس رانی کو پریاں آن کر
مورچھل کے بدلے سر پر صاحبِ دُلدُل کے پر

شاہ نصیر دہلوی

https://downloadshiabooks.com/

غمِ حسینؑ میں گریہ:

آلِ نبیؐ کے غم میں مکدّر ہے رات دن
تبدیل کیوں نہ ہو دلِ اہلِ صفا کا رنگ
جو اشک چشمِ تر سے نکلتا ہے اب سو وہ
پیدا کرے ہے دانۂ خاکِ شفا کا رنگ

شاہ نصیرؔ دہلوی

کربلا کی خاک:

دعائے آتشِؔ خستہ یہی ہے روز محشر کو
یہ مشتِ خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

خواجہ حیدر علی آتشؔ

اصحاب وانصار کی مدح:

آتشؔ اہلِ کربلا سے چل کر اب کہتا ہوں میں
اے خوشا طالع تمہارے ساکنانِ کوئے دوست

خواجہ حیدر علی آتشؔ

غمِ حسینؑ:

آتشؔ غمِ حسینؑ میں رو ہنس رہا ہے کیا
سطریں کی سطریں نامۂ عصیاں میں دور ہوں

خواجہ حیدر علی آتشؔ

https://downloadshiabooks.com/

غمِ حسینؑ:

اک سال میں دس دن بھی جسے غم نہیں ہوتا
وہ شہر ہے جس میں کہ محرّم نہیں، ہوتا

خواجہ حیدر علی آتش

عظمتِ زیارت:

صورتِ برگِ خزاں جھڑتے ہیں ہر گام گناہ
جب اُٹھاتے ہیں تری راہ میں زوّار قدم

خواجہ حیدر علی آتش

قتلِ عام:

عرصۂ روئے زمیں ہوجائے دشتِ کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتلِ عام کا

خواجہ حیدر علی آتش

ابنِ زیاد:

دشمن جو ہو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابنِ زیاد سے

خواجہ حیدر علی آتش

مرثیہ:

اپنا بھی ماجرائے دل اک مرثیہ سا ہے
بے اختیار روتے ہیں لوگ اس بیان پر

راسخ عظیم آبادی

https://downloadshiabooks.com/

راسخؔ وہ آہ مرثیہ خواں اپنے دل کے ہیں
رونا رُلانا بس یہی ان کا شعار ہے

راسخؔ عظیم آبادی

سبز اور سرخ رنگ:

حسنؑ حسینؑ کی خاطر سے بخش دیوے گا
گناہگاروں کو قصرِ زمرّد و یاقوت

انشا اللہ خاں انشاؔ

ایک سجدے کی قیمت:

غنی جو مسجود کو کردے
اس ایک سجدے پہ آفریں ہے

غضنفر نواب دانشؔ

غمِ حسینؑ:

غمِ حسینؑ میں اُٹھے گا سُرخ رو اے داغؔ
یہ بوجھ تو نے اُٹھایا علیؑ علیؑ کر کے

داغؔ دہلوی

غمِ حسینؑ:

بزمِ غمِ شبیرؑ میں جو چشم سے نکلے
اس اشک کو تسبیح کا اک دانہ سمجھنا

رندؔ

https://downloadshiabooks.com/

ان کی بارگاہ میں دعا قبول ہوتی ہے:

اے صؔبا وہ دُرِ مقصد ترا بر لائیں گے
پرِ جبرئیل نے جن کے لیے گوہر توڑا

صؔبا لکھنوی

غمِ حسینؑ:

غمِ شہؑ میں صبا آنسو بہا کر
جہنم کو بجھا آبِ گہر سے

صؔبا لکھنوی

شفاعت:

میں ڈھونڈوں ظؔفر اور کا کیوں ظلِّ حمایت
کافی ہے مجھے حیدرؑ و شبیرؑ کا سایہ

بہادر شاہ ظؔفر

حُبِّ حسینؑ:

حُبِّ حسینؑ ذوؔق وہ شے ہے کہ جس سے حرؑ
تھا گرچہ اشقیا میں سعیدوں میں مل گیا

ذوؔق

شہیدِ کربلا کی محبت:

سرخ روئی دین، دنیا کی اگر درکار ہے
تو، تُو رکھ دل میں شہیدِ کربلا کی دوستی

نظؔیر اکبر آبادی

https://downloadshiabooks.com/

فشارِ قبر:

فشارِ قبر نہ ہو اے خلیؔل حشر تلک
جو ہو حسینؑ کی خاکِ مزار سینے پر
دوست علی خلیؔل

مرتبہٴ شہادت:

کوچہٴ قاتل سے بھی مر کر نہ اُٹھیں گے خلیؔل
ہم شہیدوں کی ہے دشتِ کربلا جاگیر میں
خلیؔل

شفاعت:

کیجیے افضؔل غمِ شبیرؑ میں رو کر سفید
روز ہوتا ہے سیہ نامہ مرے اعمال کا
حسن یار خاں افضل (شاگرد آتش)

عشقِ حسینؑ:

لے جائیں گے جنت میں منیؔر اس کو پیمبرؐ
جو عاشقِ صادق ہے حسینؑ اور حسنؑ کا
منیؔر شکوہ آبادی

غم کی اہمیت:

لوگ نا آشنائے غم ہیں اسیؔر
کون سنتا ہے مرثیہ میرا
اسیؔر لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

## حُبِّ حسینؑ:

صفؔیر حبِ حسینؑ و حسنؑ ہے وجہِ عروج
ہر ایک ان میں ستارا ہے عرشِ اعظم کا

صفؔیر بلگرامی

## حُبِّ حسینؑ:

اے خدا تسلیؔم کو خاکِ رہِ سبطینؑ کر
کیا کرے گا لے کے فردوسِ معلیٰ آپ سے

امیر اللہ تسلیؔم

## نورِ حسنینؑ:

حسنؑ حسینؑ ہیں دو آفتاب اور مہتاب
کہ عرش فرش جھلک سے جنھوں کے ہے روشن

شاہ مبارک آبؔرو دہلوی

## شفاعت:

گرچہ ہوں بیدؔار غرقِ معصیت سر تا قدم
پر امیدِ مغفرت ہے شبرؑ و شبیرؑ سے

میر محمدی بیدؔار دہلوی

## کربلا مقتل ہے:

لاکھوں ہی بیکس اس میں تڑپے ہیں خاک و خوں میں
کوچہ ہے تیرا ظالم یا دشتِ کربلا ہے

مرزا جعفر علی حسرؔت دہلوی

https://downloadshiabooks.com/

شفاعت:

جنّت میں قصر لعل و زمرد ملے اسیرؔ
اس وجہ سے کہ عشقِ حسینؑ و حسنؑ رہا

اسیرؔ لکھنوی

کربلا میں موت آئے:

کربلا میں یا نجف میں چل کے مرجائیں منیرؔ
ہند میں ہم پہلوئے گورِ غریباں ہوں تو کیا

منیرؔ شکوہ آبادی

مرثیہ پڑھنا:

شعر گوئی تو ہے کیا، فخر بڑا ہے یہ قبولؔ
مرثیہ کہہ کے محبّوں کو رُلاتا ہوں میں

قبولؔ لکھنوی

شفاعت:

گر نہ ہوتا سرخ رُو اشکِ غمِ شبیرؑ سے
حشر میں کس منہ سے ناسخؔ میں شفاعت مانگتا

ناسخؔ

کلمۂ حق کا اعلان:

سوزؔ تو کیا کہہ سکے گا، کہہ گئے حضرت حسینؑ
گردنِ مذبوح سے اللہ اکبر کی ثنا

میر سوزؔ دہلوی

https://downloadshiabooks.com/

شفق کی سرخی:

گردوں پہ یہ شفق نہیں دیکھا تو مصحفیؔ
خونِ شہاںؑ سے سرخ ہے رنگ اس بساط کا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

فریاد یا حسینؑ:

تم مصحفیؔ خستہ کو ہر غم سے چھڑاؤ
یا ابنِ علیؑ یہ بھی تو اثنا عشری ہے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

بخشش کا سہارا:

تخلّص پنج حرفی مصحفیؔ کا ہے، خداوندا
سیہ روئی کو تُو اس کی طفیلِ پنج تنؑ دھونا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

نصرت کی تمنّا:

گر شہیدِ کربلا کے ساتھ میں ہوتا وہاں
تیغ و خنجر سے جدا اپنی ضیافت مانگتا

غلام ہمدانی مصحفیؔ

یزید کا ظلم:

ہم ہیں حسینؑ مشرب سمجھیں گے اس سے کل کو
جو آج ہم پہ چاہے ظلم اے یزید کر لے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

https://downloadshiabooks.com/

راہِ رضا:

راہِ رضا پر اپنا گلا کٹوائے جو نیچے خنجر کے
مصحفیؔ اس کو ہم یہ کہیں گے وہ بھی حسینؑ ثانی ہے

غلام ہمدانی مصحفیؔ

استقبالِ عزا:

اسیرؔ اب بدلے غزلوں کے ہے لازم مرثیہ کہنا
ہوا سامانِ ماتم دن قریب آئے محرم کے

اسیرؔ لکھنوی

شفق کی سرخی:

تاثیرِ غم سے شاہ شہیداں کے اے ظفرؔ
دل کیوں نہ خوں کرے مہِ عاشور عرش کا

بہادر شاہ ظفرؔ

عظمتِ غمِ شبیرؑ:

سو جام ملے شربتِ کوثر کے پیا پے
اِک اشک ظفرؔ گر غمِ شبیرؑ سے ٹپکا

بہادر شاہ ظفرؔ

منزلِ شفاعت:

اے ظفرؔ حشر کو ہو جائیں گے سب تیرے گناہ
سببِ دوستیِ حیدرؑ و شبیرؑ معاف

بہادر شاہ ظفرؔ

https://downloadshiabooks.com/

## حج اور زیارات:

ہم جو کعبہ جائیں گے تو واں سے ہو کر اے ظفرؔ
پھر مدینہ کو نجف کو کربلا کو جائیں گے

بہادر شاہ ظفرؔ

## زیارتِ کربلا:

مانگتا ہوں یہ دعا اے رشکؔ ہر تعقیب میں
روضۂ شبیرؑ میں پاؤں جماعت کی نماز

رشکؔ

## زیارتِ کربلا:

اے رشکؔ کربلا و نجف کی لگی ہے لو
مطلب نہ لکھنؤ سے نہ کچھ کانپور سے

رشکؔ

## غمِ حسینؑ نیند سے بہتر ہے:

مہ صیام و محرّم میں خاک سوئے رشکؔ
غمِ حسینؑ جدا داغِ بوترابؑ جدا

رشکؔ

## غمِ حسینؑ تا چہلم:

دفن چہلم کو ہوا ہے لاشۂ شاہ شہید
رشکؔ رکھتا ہے غمِ سبطِ نبیؐ چالیس دن

رشکؔ

https://downloadshiabooks.com/

لولو والمرجان:

ہیں رشکؔ کے دو شفیعِ محشر
اِک سرخ ہے اِک مہِ مبیں سبز

رشکؔ

خاکِ شفا کی تسبیح:

خاک اپنی سبحہ بن کے گئی دستِ یار میں
شکرِ خدا کہ ہم بھی اب آئے شمار میں

مرزا دبیرؔ

خاکِ شفا:

دکھائے ایک عالم کو کرشمے تیری قدرت نے
چڑھا کر چادر خاکِ شفا گنجِ شہیداں پر

وصیؔ لکھنوی

شفق کی سرخی:

وہ خونِ ناحق زمینِ مقتل بظلم سینچی گئی تھی جس سے
قبائے گردوں سے پھوٹ نکلا شفق کے چہرے کا رنگ ہو کر

وصیؔ لکھنوی

مظالمِ حسینؑ کی تاثیر:

جو بعد میرے گونجے فضاؤں میں حشر تک
ایسی بھی ایک آہ کیے جا رہا ہوں میں

وصیؔ لکھنوی

https://downloadshiabooks.com/

شہید کا جلال:

پردہ ہو لاکھ کینۂ شمر و یزید کا
چھپتا نہیں جلال تمہارے شہید کا

حالیؔ

تشنہ لبی کی یاد:

دلایا فاتحہ قاتل نے اکثر آبِ آہن پر
پسِ مردن بھی یاد اُس کو مری تشنہ دہانی ہے

خواجہ وزیرؔ

نامِ حسینؑ پر زیور:

قاتل بجائے گل تو چڑھا دے حسینؑ بند
یہ کربلائے عشق یہ قبرِ شہید ہے

خواجہ وزیرؔ

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

تشبیہات:

آنکھوں میں جس کے ابروئے جاناں سما گیا
وہ جانتا ہے شمر کا خنجر ہلال کو

خلیلؔ

یادِ حسینؑ:

امیر روتی ہے امت شہؑ زماں کے لیے
زمین خاک اُڑاتی ہے آسماں کے لیے

امیرؔ مینائی

https://downloadshiabooks.com/

مقتل:

عجب کربلا تھا وہ مقتل کہ پیاسے
رگڑتے رہے ایڑیاں کیسے کیسے

امیرؔ مینائی

دلِ پُر داغ:

امیرؔ اپنا دلِ پُر داغ سوئے کربلا لے چل
یہ گلدستہ ہے نذرِ روضۂ شبیرؑ کے قابل

امیرؔ مینائی

جلوسِ علم:

علم آہ اُٹھے گا تو یہ شہرت ہوگی
مثلِ درگاہ مرے گھر کی زیارت ہوگی

سعادت خاں ناصرؔ

گنجِ شہیداں:

دولت تیغ سے ہو جائیں گے سب مالا مال
ہر گلی کوچے میں اِک گنجِ شہیداں ہوگا

سعادت خاں ناصرؔ

خونِ شہیداں:

چمن میں لالہ نہیں تجھ کو کر قاتل
زمیں سے خونِ شہیداں نے جوش مارا ہے

سعادت خاں ناصرؔ

https://downloadshiabooks.com/

عشقِ حسینؑ:

ہر دم یہ تمنّا ہے ظہیرِ جگر افگار
ہو جاؤں فنا عشقِ حسینؑ و حسنؑ میں

ظہیر دہلوی

عشقِ حسینؑ:

شہیدِ عشق ہے ناجی میرا دل
کہ یہ منکا ہے چاکِ کربلا کا

شاکر ناجی دہلوی

عشقِ حسینؑ:

امام اس کوں کہیں ہیں عاشقاں میں مثلِ ناجی کے
شہید اب جو کہ ہے تسبیح تیری کربلائی کا

شاکر ناجی دہلوی

مجلسِ حسینؑ:

سرورِ کونین کی مجلس میں وہی پاوے ورود
جو کرے چشماں سیتی نالاں سدا پڑھ پڑھ درود

شاکر ناجی دہلوی

(غزل کے اس شعر سے پتہ چلتا ہے کہ دہلی میں ناجی کے عہد میں مجلسوں کا رواج تھا اور مجلسوں میں گریہ کرنے اور صلوٰۃ پڑھنے کا بھی رواج تھا)

https://downloadshiabooks.com/

## خونِ شہیداں:

ناجی زبس کہ خونِ شہیداں ہے دردناک
اُٹھتا ہے کربلا سیتی ہر دم غبار سرخ

شاکر ناجی دہلوی

## لذتِ عشق:

لذتِ عشق کب ملی ، جب تک
سر تہہِ خنجرِ جفا نہ ہوا

حسرت موہانی

## حسینؑ کے بہتّر ساتھی:

کاش کہ بہتّر ہی ہوتے ناصرِ عثمان
اے بنی امیہ کیوں مرگئے تھے تم سب کیا

یگانہ

## کربلا سے کوثر تک:

کربلا ہے بہانۂ کوثر
جایئے صدقے اس بہانے کے

مولانا محمد علی جوہر

## چمنِ اسلام:

سینچا تھا اس کو اپنے لہو سے حسینؑ نے
اب چاہے اس چمن کو خزاں دے بہار دے

مولانا محمد علی جوہر

https://downloadshiabooks.com/

کربلا کی یاد:

جب تک کہ دل سے محو نہ ہو کربلا کی یاد
ہم سے نہ ہو سکے گی اطاعت یزید کی

مولانا محمد علی جوہر

کربلا کا راستہ:

کہتے ہیں لوگ ہے رہِ ظلمات پُر خطر
کچھ دشتِ کربلا سے سوا ہو تو جانیے

مولانا محمد علی جوہر

خونِ شہدا:

اللہ کے بانکوں کا بھی ہے رنگ نرالا
اس سادگی پہ شوخیٔ خونِ شہدا دیکھ

مولانا محمد علی جوہر

سیّدِ سجادؑ:

ہوں لاکھ نظر بند، دعا بند نہیں ہے
اللہ کے بندوں کو نہ اس درجہ ستا دیکھ

مولانا محمد علی جوہر

سوگوارِ قوم:

ماتمِ شبیرؑ سے آمدِ مہدیؑ تلک
قوم ابھی سوگوار دیکھیے کب تک رہے

مولانا محمد علی جوہر

https://downloadshiabooks.com/

## ایمائے حسینؑ:

ہم عیشِ دو روزہ کے بھی منکر نہیں لیکن
ایمائے شہِ کرب و بلا اور ہی کچھ ہے

مولانا محمد علی جوہر

## آبِ بقا:

خود خضر کو شبیرؑ کی اس تشنہ لبی سے
معلوم ہوا آبِ بقا اور ہی کچھ ہے

مولانا محمد علی جوہر

## قتل کا چرچا:

یوں تشنۂ وصل کو لگا تیغ
غل قتل کا تابہ کربلا ہو

خلیل

## غزل میں ذکرِ حرؑ:

چُور تھا زخموں میں اور کہتا تھا حرؑ
راحت اس تکلیف میں پائی بہت

حالی

## کربلا میں دفن کی خواہش:

کربلا میں کاش بن جائے مزارِ منتظر
سر پہ ہو خاکِ شفا بھی دامنِ شبیرؑ بھی

منتظر امروہوی

https://downloadshiabooks.com/

عاشور کا چاند:

زمین پر اُتر آیا ہے آسمان محسنؔ
ستارے ڈھونڈتے ہیں ماہتابِ عاشورہ

محسنؔ احسان

تفسیر ذبح عظیم:

غریب و سادہ و رنگیں ہے داستانِ حرم
نہایت اس کی حسینؑ ابتدا ہیں اسمٰعیلؑ

اقبالؔ

عظمتِ شبیری:

حقیقتِ ابدی ہے مقامِ شبیریؑ
بدلتے رہتے ہیں اندازِ کوفی و شامی

اقبالؔ

شاہِ حجاز:

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؑ بھی نہیں
گرچہ ہے تابدار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

اقبالؔ

صبرِ حسینؑ:

صدقِ خلیل بھی ہے عشق صبرِ حسینؑ بھی ہے عشق
معرکۂ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

اقبالؔ

https://downloadshiabooks.com/

سرمایۂ شبیریؑ:

اِک فقر ہے شبیریؑ اس فقر میں ہے میری
میراثِ مسلمانی سرمایۂ شبیریؑ

اقبال

رسمِ شبیریؑ:

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیریؑ
کہ فقرِ خانقاہی ہے فقط اندوہ و دل گیری

اقبالؔ

حسینؑ اور نماز:

نمازِ عشقِ حسینؑ حجاز ہے گویا
یہی نماز خدا کی نماز ہے گویا

اقبالؔ

پیاس:

ہے آبِ حیات اِسی جہاں میں
شرط اس کے لیے ہے تشنہ کامی

اقبالؔ

مودّت کاراز:

جس طرح مجھ کو شہؑ کرب و بلا سے پیار ہے
حق تعالیٰ کو یتیموں کی دعا سے پیار ہے

اقبالؔ

https://downloadshiabooks.com/

## فرات پر پہرہ:

کتنے یزید و شمر ہیں کوثر کی گھات میں
پانی حسینؑ کو نہیں ملتا فرات کا

صبا اکبرآبادی

## اقدامِ حسینؑ پر خاموشی:

حسین ابنِ علیؑ کربلا کو جاتے ہیں
مگر یہ لوگ ابھی تک گھروں کے اندر ہیں

شہریار

https://downloadshiabooks.com/

باب ششم

# ناسخ کی غزلوں میں مذہبی شاعری

**حمد:**

جان دی ہے جس نے تجھ کو نان بھی دے گا وہی
جو ترا خلاّق ہے ناسخ وہی رزّاق ہے

**نعتِ پیمبرؐ:**

تمھیں تو اُمتیں بخشو گے سب رسولوں کی
نجات ناسخِ عاصی بھی کیجیو مولا

عشق ہے اُس کو تمام اصحاب سے اور آلؑ سے
یارسولؐ اللہ ناسخ کو بچا لینا

بارہا جس کے لئے رُوح القدس نازل ہوا
روح ناسخ کی ہے اُس کی روحِ اقدس پر نثار

جس سے اے ناسخ ہزاروں سال بعد آدم ہوا
عشق اُس نورِ الٰہی کا ازل سے ہے مجھے

دوڑے آتے ہیں لاکھ بار درخت
آدمی کیا کرے کہ تیرے فرمان سے

امید ہے جناب رسالت مآب سے
اس حال سے شفاعتِ ناسخ ہو حشر میں

ناسخ ازل سے بندۂ شاہِ حجاز ہے
دعوے کے ساتھ یثرب و بطحا ہیں دو گواہ

کعبۂ دل صاف اے ناسخ مدینہ ہو گیا
ہے تصور میں جو محبوبِ الٰہی رات دن

https://downloadshiabooks.com/

## حضرت علیؑ کی فضیلت:

### موسیٰ اور ہارونؑ

کیوں کرائے ناسخ خوارِ عجل دشمن ہو نہ خوار
کیسے موسیٰؑ کا علیؑ شیرِ خدا ہارون ہوا

### امامت

حاجت امام کی بھی ہے ناسخ اِسی طرح
دنیا میں جس طرح ہے پیمبرؐ کی احتیاج

### فقرِ علیؑ

ناسخ نہ ہو جیو مگس خوانِ اغنیا
سنتا ہوں یہ سخن لب نانِ جویں سے میں

### تصویرِ علیؑ

کیوں نہ ہو تیرا تصور قلبِ ناسخ میں مدام
مرتبہ ہے عرش کا اعلیٰ تری تصویر سے

واقعی ناسخ عبادت ہے جو دیدارِ علیؑ
دیکھ لیتے ہیں ملائکہ ہر سحر تصویر کو

### علیؑ اقضٰی علیؑ اشجع

امیر اپنا کہوں کیونکر نہ ناسخ شاہِ مرداں کو
قضا میں بھی وہ اقضٰی ہے شجاعت میں وہ اشجع ہے

### خدا دوست

وہ خدا کا دوست ہے اور دوست ہے اُس کا خدا
کیوں نہ ہو ناسخ محبت حیدرِ کرّار کی

### دوشِ پیمبرؐ

جبکہ دوشِ احمدِ مختار پر رکھا قدم
حیدرِ کرّار کا رُتبہ دوبالا ہوگیا

### نورِ علیؑ ازل میں تھا

تمام آبائے علوی تک بھی ہیں اولاد میں ناسخ
علی روحُ القدس سے بھی ہوئے ہیں پیشتر پیدا

https://downloadshiabooks.com/

## کعبے میں علیؑ کی ولادت

ہے ازل سے وہ مرا قبلۂ ایمان ناسخ جس کو خالق نے کیا کعبے کے اندر پیدا

## نجف:

رات دن نورِ خدا کوہِ نجف سے ہے عیاں مجھ کو ناسخ جبلِ طور سے کچھ کام نہیں

گرچہ ہوں ہند میں لیکن مجھے ناسخ ہردم روضۂ حیدرِ کرّار نظر آتا ہے

کہتے ہیں کوہِ نجف کو کعبۂ مقصود ہم کم نہیں اپنا کفن بھی جامۂ احرام سے

ہم زائرانِ ساقیٔ کوثر ہیں واعظا کشتی ایاغ کی ہو تو دریا شراب کا

## شرابِ طہورا:

شرابِ ساقیٔ کوثر سے مست ہوں ناسخ ثواب مجھ کو ملے گا عذاب کے بدلے

ہے مری مستی کو عشقِ ساقیٔ کوثر شراب رات دن پیتا ہوں میں بے شیشہ و ساغر شراب
ہو نجس ہر چند لیکن پاک کردے گا وہی جس کی نزدیکی سے ناسخ ہوتی ہے اطہر شراب

ساقیٔ کوثر پلاتا ہے مئے خمِ غدیر مست ہوں ناسخ میں عشقِ احمدؐ مختار میں

ہے خراباتِ جہاں میں بھی وہ ساقی سے نفور جو کہ اے ناسخ غلامِ ساقیٔ کوثر نہیں

ساقیٔ کوثر کا ناسخ تشنۂ دیدار ہوں جامِ مے کیسا کہ اُس کو ذوق کوثر کا نہیں

سہل ہے امدادِ دنیا سے کہیں امدادِ حشر بابِ خیبر تھا یہاں واں جامِ کوثر ہاتھ میں

https://downloadshiabooks.com/

## ساقیٔ کوثر:

یاں آسرا ہے ساقیٔ کوثر کی ذات کا ہے ساغرِ شراب سفینہ نجات کا

کافر ہوں سیر ہم رہیں محروم واعظا کر میکدے پہ حکم نہ جاری فرات کا

محبِّ ساقیٔ کوثر محبّ ہیں اے ناسخ عدو وہی ہے ہمارا جو ہے عدوئے شراب

## ذوالفقار:

ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضیٰ علیؑ کھینچو برائے قتلِ عدو ذوالفقار کو

غلامِ حیدرؑ کرّار ہوں میں اے ناسخ مرا عدو جو ہوا زیرِ ذوالفقار ہوا

ذوالفقارِ حیدری کی خشک ہے ناسخ زباں بعد مُدّت اس کو تھوڑا خونِ دشمن چاہیئے

ابدتک ذوالفقارِ حیدری سے دین روشن ہے زُحلِ منحوس نے پائی کہاں تنویر لوہے کی

آلودگی سے دہر میں بچنا محال ہے خوں کافروں کے لگتے رہے ذوالفقار میں

## تولاّ اور تبرّا:

دین و دنیا سے تبرّا مثلِ ناسخ ہے مجھے بس دلا کافی تولاّ ہے نبیؐ کی آل کا

شان آگے خاکسار کے سرکش کی، کب رہے پیدا ہو بوترابؑ تو کیا بولہب رہے

طالبِ دنیا مونث ہیں بھلا کیا اُن سے کام مرد ہے ناسخ تو عشقِ شاہِ مرداں چاہیئے

گئے جو کوہ پہ سودائے زلفِ یار میں ہم تو وہیں مارِ سیہ بن کے یارِ غار آیا

کج طینتوں کو خاک ہو صحبت سے راستی تھا اژدھا بھی ساتھ پیمبرؐ کے غار میں

https://downloadshiabooks.com/

جن کی ہمت ہے بلند اُن کو تعجب کچھ نہیں — پست فطرت جو کہ ہے قائل ہو کیا معراج کا

ترکِ کفر آساں ہے کب دینِ زاہد کی طرح — آستین میں لیکے بُت جاتے تھے پیغمبرؐ کے پاس

دور بھاگے کیوں نہ لشکر تجھ کو تنہا چھوڑ کر — ٹھہرے ہے کب فوج انجم خسرو خاور کے پاس

اسداللہؑ ہیں کونین میں کافی ناسخ — ایک سے کام ہے دو چار سے کچھ کام نہیں

## دُلدُل:

آئے ناسخ کیا نظر جز شہسوارِ لافتیٰ — سرمۂ جنبش غبار راہِ دُلدُل ہو گیا

بندہ مرتضیٰ ہوں میں ناسخ — سجدہ گہہ نقشِ پائے دُلدُل ہے

## حسینؑ کی پیاس:

میری آنکھیں روتی ہیں ناسخ اِسی افسوس میں — آہ ہم تر ہوں لبِ آلِ پیمبرؐ خشک ہو

پیاس میں یاد جو شبیرؑ کی آئی ناسخ — گھونٹ کیونکر نہ لہو کے ہوں دمِ آب مجھے

## غمِ حسینؑ کے آنسو:

بزمِ غمِ شبیرؑ میں گرتے ہیں آنسو — زیبا ہے کہیں ہم اُنھیں ایمان کے موتی

## کربلا:

زمانے کے ستم سے روز ناسخ — نئی اک کربلا ہے اور میں ہوں

ہے خدا شاہد یہی ہے اپنی اے ناسخ مراد — کربلا میں روضۂ شاہِ شہیداں دیکھئے

یہ معجزہ ہے حسینؑ شہید کا ناسخ — کہ خاک ہو گئی سب خونِ ناب شیشے میں

https://downloadshiabooks.com/

رات دن ناسخ ہے میری چشم باطن کے حضور گو بظاہر روضۂ شاہِ شہیداں دور ہے

نظر آئی ضریحِ تربتِ شبیرؑ لوہے کی زیادہ سیم و زر سے ہوگئی توقیر لوہے کی

## حسینؑ ابنِ علیؑ:

بحمد اللہ مرا ممدوح ناسخ جگر بندِ امام اِنس و جاں ہے

## غمِ حسینؑ:

رہے کیونکر نہ دل ہر دم نشانہ ناوک غم کا کہ ہے میرا تولدّ ہفتم ماہِ محرّم کا

غمِ شبیرؑ میں رو رو کے کروں تر دامن جاؤں تا حشر کے میدان میں نہ میں تر دامن

صبح محشر یہی کہتا میں اُٹھوں گا ناسخ دے مرے ہاتھ میں یا سبطِ پیمبرؐ دامن

ہے محرّم نخلِ ماتم کے لیۓ فصلِ بہار تازہ ہوتا ہے غمِ شاہِ شہیداں ہر برس

## حضرت عباسؑ:

رہتے ہیں ظلِّ حمایت میں علی کے ناسخ حامی اپنا کوئی جُز حضرتِ عباسؑ نہیں

## ظہورِ مہدیؑ:

آمدِ مہدیؑ و عیسیٰؑ ہے قریب اے ناسخ کہہ دے اب قوم نصارا کو مسلماں ہووے

## حضرتِ جعفر طیّار:

عندلیبِ روحِ ناسخ اُڑ کے پہنچی خلد میں ہو پرِ پروانۂ الفت جعفرؑ طیار کی

## قنبر:

روک ناسخ کو نہ اے رضواں درِ فردوس پر بندۂ شیرِ خدا ہے جائے گا قنبر کے پاس

https://downloadshiabooks.com/

حضرت امام رضا:

سچ تو ہے فردوسی طوسی کو نسبت مجھ سے کیا	دل سے ہوں مدّاح ناسخ بادشاہِ طوس کا

بہلول دانا:

کہتے ہیں دیوانگی جس کو وہ ہے فرزانگی	ہوگیا بہلولؔ دیوانہ تو دانا ہوگیا

شفاعت:

فکر کر یعنی تو ناسخ کا نہ غم کھا واعظا	شافع اِس کا بادشاہِ کربلا ہوجائے گا

مشکل کشائی:

تنگ نامردوں کے جوروں سے ہوں میں	الغیاث اے شاہِ مرداں الغیاث
تا کجا اعدا کی گیڈر بھپکیاں	الغیاث اے شیرِ یزداں الغیاث

سبیلِ سکینہؑ حیدرآباد سندھ پاکستان

دوشِ رسولؐ:

ناسخ نہ کس طرح ہو دوبالا علیؑ کی قدر	جس دم چڑھائے مالکِ تقدیر دوش پر

مدّاحی کا صلہ حسینؑ سے:

ناسخ میں جبکہ عرصۂ محشر میں جاؤں گا	ہوگی رکاب حضرتِ شبیرؑ ہاتھ میں

نقشِ پائے علیؑ:

حروفِ مُہرِ نبوت ہیں نقشِ پائے علیؑ	یہی کھدا ہے سلیمان کا نگیں دیکھو

❀❀❀❀

https://downloadshiabooks.com/